مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ

محصنات

یعنے

فسانۂ مبتلا

جسکو

مولوی حافظ محمد نذیر احمد خان صاحب بہادر سابق ڈپٹی کلکٹر و ممبر بورڈ آف رونیو حیدرآباد دکن

حال وظیفہ خوار سرکار عالی نظام نے تصنیف کیا

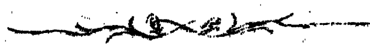


باجازت مصنف ۱۰۰۰ جلد

مطبع نامی منشی نولکشور مقام لکھنؤ مین چھپا

۱۸۸۷ء

فہرست کتاب محصنات



فہرست کتب مصنفۂ مولوی نذیر احمد صاحب

(۱)	مرأة العروس	مستورات کی خانہ داری کے باب مین جسکے صلہ مین سرکار سے ایک ہزار روپیہ انعام عطا ہوا۔
(۲)	بنات النعش	معلومات عامۂ مستورات جسکے صلہ مین سرکار سے پانسو روپیہ انعام عطا ہوا۔
(۳)	توبة النصوح	خدا پرستی و دینداری جسکے صلہ مین سرکار سے ایک ہزار روپیہ انعام عطا ہوا
(۴)	چند پند	متفرق مضامین نصیحت۔ حسب منظوری گورنمنٹ طبع ہوئی۔
(۵)	نصاب خرد	معرفت خالق باری کے طرز پر زمانہ حال کے موافق۔ حسب منظوری گورنمنٹ طبع ہوئی۔
(۶)	منتخب الحکایات	مبتدیونکے واسطے دلچسپ چھوٹی چھوٹی حکایتین۔ حسب منظوری گورنمنٹ طبع ہوئی۔
(۷)	رسم الخط	املا و انشا کے ضروری قواعد۔ حسب منظوری گورنمنٹ طبع ہوئی۔
(۸)	صرف صغیر	صرف فارسی کے ضروری مسائل مبتدیونکے لیے۔ حسب منظوری گورنمنٹ طبع ہوئی۔
(۹)	مبادی الحکمت	منطق کے ضروری مسائل اُردو مین جسکے صلہ مین سرکار سے پانسو روپیہ انعام مرحمت ہوا۔
(۱۰)	مایغنیک فی الصرف	صرف عربی کے ضروری مسائل اُردو مین۔





اللہ اللہ وہ بھی کیا دن تھے کہ سر ولیم میور ممالک مغربی و شمالی کے لفٹننٹ گورنر تھے اور مسٹر ایم کمپسن تعلیم کے ڈائرکٹر۔ تعلیم کے اعتبار سے یہ دونون صاحب مسلمانون کے گویا ہارون الرشید اور منصور تھے اور ہنود کے بکرماجیت اور بھوج۔ انگریزی جتنی پڑھی جاسے تھوڑی مگر کتنی ہی کیون نہ پھیلے ہندوستان کی ملکی زبان تو بن بیٹھنے سے رہی قوم من حیث القوم اویر سویر جب کبھی ترقی کریگی اپنی ہی زبان مین پڑھنے لکھنے سے سر ولیم میور کا یہی گر تھا وہ زبان اردو کے پرداخت کے پیرائے مین ہماری فلاح کی فکر مین تھے انھین کی قدردانی مجھے تصنیف و تالیف کی باعث ہوئی یہانتک کہ عورتون کی تعلیم کا سلسلہ مرتب ہو گیا۔ خانہ داری مراۃ العروس۔ معلومات ضروری بنات النعش۔ خداپرستی توبۃ النصوح جس نے ایسا رواج پایا کہ انگریزی۔ بنگالی۔ گجراتی۔ بھاکا۔ مرہٹی۔ پنجابی۔ کشمیری۔ سات زبانون مین ترجمہ ہوا اور اسوقت تک بدفعات چالیس ہزار جلدین چھپ چکین۔ انھین دنون مجھے یہ خیال

ہوا تھا کہ مسلمانونکی معاشرت مین عورتونکی جہالت اور نکاح کے بارے مین مردونکی آزادی دو بہت بڑے نقص ہین مین نے ایک نقص کے رفع کرنیمین (حمید المقل) کوشش کی ہی تو دوسرے نقص کے دفع مین بھی کچھ کرنا ضرور ہی۔ قصّے کا منصوبہ ذہن مین ٹھہر چکا تھا کہ سر ولیم میور ولایت چلے گئے اور مین حیدرآباد - آب کہ خدمت سے علیحدہ ہوکر خانہ نشین ہوا فرزند ارجمند اصلح و اسعد مولوی بشیر الدین احمد موقع پاکر متقاضی ہوے - اگر اس کتاب سے کوئی فائدہ مترتب ہوا ور انشاء اللہ تعالے ہوگا تو لوگونکو مجھ سے بڑھکر مولوی بشیر الدین احمد کا شکرگزار ہونا چاہیے کیونکہ اُنھون نے اِس کتاب کے لکھنے مین میری اسقدر مدد کی ہی کہ فی الواقع شریک تصنیف ہوے اور شریک بھی شریک غالب فقط

دہلی - ۲۲ر اگست ۱۸۸۵ء نذیر احمد وفقہ اللہ التزود لغدہٖ



مبتلاؔ[1] تھا تو تخلص مگر چونکہ چھپتا ہوا تھا ایسا مشہور ہوا کہ اصلی نام کو دور کے رشتہ دار تک بھی نہین جانتے تھے اور مبتلا کے نام سے لڑکے شہر کے تمام گلی کوچون مین جبتک امرد رہا غزلین اور واسوخت جوان ہوا تو گیت اور پھر این بوڑھا ہوا تو اُسکے مرے پیچھے بھی مدتون بعد تک مرثیے اور نوحے گاتے اور پڑھتے پڑے پھرتے تھے۔ ہمارے یہانکی شاعری مین عشق بازی اور شہوت پرستی کے سوا ہے کیا۔ شریف خاندانون کے نوجوان لڑکے اکثر اِسی مکتب سے خرابی کے لچھن سیکھتے اور اِسی اکھاڑے مین بُرے کوتکونکی مشق بہم پہونچاتے ہین۔ جس شاعری سے ہم بحث کر رہے ہین اُسکے تین درجے ہین۔ سننا۔ سیکھنا۔ کہنا۔ اِنمین سے پہلے دو درجے تو ہمارے طرز تعلیم مین داخل ہین جسکا شمار پڑھے لکھو نمین ہی ممکن نہین کہ حرف شناسی کے بعد اُسکا پہلا سبق

[1] حرف عربی کی رو سے مبتلا کے الف مقصورہ کو ی کی صورت مین لکھنا چاہیے مگر ہمنے جان بوجھکر صاحب تخلص کی نقل و تقلید کی ہے ۱۲

اے داغ بردل از غم خالِ تو لالہ را	شرمندہ ساخت آہوئے چشمت غزالہ را

نہو - جن باتونکی بھنک کا کان مین پڑنا نوجوانونکے حق مین سم قاتل ہے سبقاً سبقاً
ازبر کرائی جاتی ہین اور جن خیالات کا ایکبار دلمین گذر جانا دنیا اور دین دونونکی
تباہی کا موجب ہوسکتا ہے برسونکی مشق و تمرین سے خاطر نشین کیے جاتے ہین تاکہ طبعی
ہوجائین ناممکن الزوال اور فطری بن جائین جنکا نکلنا محال - بیچارہ مبتلا اِس
عموم سے مستثنے اِس کلیے سے خارج نتھا بلکہ اُسپر تو ایک دوسری خلقی بلا مسلط
تھی کہ کمبخت صورت شکل کا اچھا رنگ کا گورا اعضا کا متناسب یعنی شعر کا موضوع لہ
واقع ہوا تھا - یہ تو عقل مین نہین آتا کہ تخلص تک نوبت پہونچی ہو اور شعر نہ کہا ہو مگر
مخمس قصیدے اور مثنوی اور واسوخت اور غزل اور رباعی کا کیا مذکور ہم تک تو
مبتلا کا کوئی مصرع بھی نہین پہونچا قیاس چاہتا ہے کہ اگر اُسنے شعر گوئی کی ہوگی
تو اوائل عمر مین کیونکہ تیس برسکی عمر سے تو ہم اُوسکو خانہ داری کی ایسی مصیبتونمین
پھنسا ہوا پاتے ہین کہ ایسی حالت مین فراغ خاطر اور اجتماع حواس جو شرط
شاعری ہے میسر ہو نہین سکتا - مبتلا کے اوائل عمر کا کلام غالب ہے کہ حُسن ادا اور
شوخی اور نزاکت سے خالی نہو اور اسمین تو شبہ ہی نہین کہ جب وہ مشاعرے مین
غزل پڑھتا ہوگا تو میر انشاء اللہ خان کی طرح واہ واہ اور سبحان اللہ
اور مکرر پڑھنے کی فرمائشونکا بڑا غل ہوتا ہوگا[1] - مبتلا کا زمانہ کچھ ایسا متقدم نہین ہے
کچھ نہین تو سو دو سو اسکے دیکھنے والے ابھی شہر مین زندہ اور موجود ہونگے پس
اگر ہم جستجو کرتے تو اسکا کلام تھوڑا بہت کسی نکسی جگہ سے ملتا پر ملتا مگر ہمنے
اسکے قصے کے آگے اسکے کلام کا کچھ خیال ہی نہین کیا -

[1] میر انشاء اللہ خان بھی بڑے خوبصورت اور طرحدار تھے داڑھی موچھ کا کہین پتہ نہ تھا
کہ شعر کہنے لگے مشاعرے مین آدھے سے زیادہ میر انشاء اللہ خانکے ہوا خواہ ہوتے تھے ۱۲

فصل اول مبتلا کی ولادت او طفولیت تمول کے اعتبار سے مبتلا ایک خوشحال باپ کا بیٹا تھا اور چونکہ اگلی نو بیٹیوں پر سے جنمیں سے پانچ زندہ تھیں باپکے بڑھاپے مین بڑی آرزوؤں اور تمناؤنکے بعد پیدا ہوا اس سے بڑھکر اللہ آمین اور کسکی ہوگی بیٹے کا ارمان تو شروع ہی سے تھا ہر مرتبہ ملنے جلنے دیکھنے بھالنے والے مولوی ملا - نجومی - رمال - حتی کہ دائی جی کے خوش کرنے کو کہدیا کرتے تھے کہ ابکے ضرور بیٹا ہوگا مگر ایک عمر اسی مین گزر گئی توقع کی ناامیدی کے واسطے آمید لگائی ناکامیابی کے لیے - مبتلا کی نوبت مین تو یاس اس درجے کو پہونچ چکی تھی کہ سارے گھر مین کسیکو بیٹے کا سان گمان تک بھی نتھا - دم کیے پانی - تعویذ - گنڈے - ٹونے ٹوٹکے اور دوا درمن پر سونے موقوف تھے مبتلا پیدا ہوا تو سب سے پہلے دائی کو معلوم ہوا کہ بیٹا ہی اُسنے اتنی عقلمندی کی کہ لوگونپر بیٹے کا ہونا فوراً ظاہر نہین ہونے دیا ورنہ زچہ جسکو سکون اور قرار درکار تھا مارے خوشی کے پھولی نسماتی اور اُلٹے لینے کے دینے پڑجاتے بارے بتدریج جسکو خبر ہوئی سنتے کے ساتھ جو کھڑا تھا تو کھڑا اور بیٹھا تھا تو بیٹھا سجدے مین گر پڑا کسی کے منھ سے دعا نکلی کوئی لگا بیساختہ زچہ گیریان گانے کسی نے دوڑ کر جھٹ جھٹ زچہ اور بچے کی بلائین لین غرض گھر کیا اُسیوقت سارے محلے مین غل مچگیا اور صبح ہوتے ہوتے تو گلی مین ڈولیونسے اور گھر مین بیبیونسے تل دھرنے کو جگہ نتھی - ہرچند بیٹے کا ارمان اس بلا کا تھا کہ کیسا ہی بدصورت بیٹا ہوتا جوم جات کرا تھے چڑھاتے مگر اس خاندان مین ہمیشہ سے صورتون کی پرچول رہا کرتی تھی گھر مین جو آتا بچے کو دیکھنا چاہتا یہ لوگ پرچھائوین اور نظر کے ڈر سے اسکے دکھانے مین مضائقہ کرتے تھے جب بیبیونکا بہت تقاضا ہوا اور گرہی پڑنے لگین تو زچہ کے پاس گھر کی کوئی عورت بیٹھی تھی اُسنے کہا خدا کے لیے بیبیو ذرا ہوا کا رُخ چھوڑو کہ دم گھٹا جاتا ہی مردے بچے کی صورت کا کیا دیکھنا ہی

خدا عمر دے بروان چڑھائے الٰہی مان باپ کا کلیجا ٹھنڈا رہے ایک بی بی با وجود دیکھ
خود بھی ہجوم کرنیوالونمین تھین بول اُٹھین لوگون بھیڑ کیا لگائی ہی نظر رکھے پانچ
بہنونکا بھائی ہی اُنیس ۱۹ بیس ۲۰ کے فرق سے اپنی بہنون مین ملتا ہوا ہوگا اتنے مین دائی
اندر سے نکلی تو ساری بیبیون نے اُسکو گھیر لیا کیون بوا بچہ پورے دنون کا صحیح
سلامت تو ہوا - دائی - ہان - پورے دن بھی کیسے خوب بھر پور ہاتھ پانؤن بال
ناخن سب خاصے توانا ماشاءاللہ بڑے کا پڑا اور اسکے جتنے بچے ہوے سب
اسی طرح کے خدا کے فضل سے کوکھ بہت صاف ہی - بیبیان - کیون بوا بہنونمین
ملتا ہوا تو ہی - دائی - بہنون کو اس سے کیا نسبت لڑکیان بھی اچھی صورت کی
ہین مگر اسکے اوپر کی دو لڑکیان کہ ایک دو مہینے کی ہوکر اتر گئی اور دوسری وہ
ہوا دو برس کی ہیں دونون آفتاب ماہتاب تھین اور یہ تو خدا جیتا رکھے نور کا
پتلا ہی بڑی بڑی غلافی آنکھین اونچی اور سُتی ہوئی ناک پتلے ہونٹ چھوٹا سا دہانہ
چمکتے ہوے سیاہ گھونگر والے بال کتابی چہرہ صراحی دار لمبی گردن سانچے مین
ڈھلا ہوا بدن میری اتنی عمر ہونے آئی تیرہ برس کی بیاہی آئی تھی تب سے اپنی
ساس کے ساتھ یہ کام کرنے لگی خدا جھوٹ نہ بلوائے اتنے بچے میرے ہاتھ سے ہوے
کہ جنکا شمار نہین مگر ایسا قبول[1] صورت بچہ مین نے تو بڑے بڑے نامی گرامی امیرونکے
ہان بھی جنکے حسن کی آج بڑی دھاک ہی نہین دیکھا بات یہ ہی کہ اللہ عمر دے اور
بھاگوان ہو - سبنے کہا آمین - مبتلا کے پیدا ہونے کی روداد جو ہمنے اوپر بیان
کی اُس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ مبتلا کے ساتھ مان باپ اور عزیز و اقارب نے
کیا کچھ چوچلے نہ کیے ہونگے غرض وہ تمام خاندان اور سارے کنبے مین ایک
انوکھی چیز سمجھا جاتا تھا اور حقیقت مین جس جس پہلو سے دیکھیے وہ انوکھی چیز

[1] مقبول کی جگہ قبول بولا جاتا ہی ۱۲

تھا بھی - جیسے پیدا ہوا سارے سارے دن ساری ساری رات گودون ہی مین
رہتا تھا بچے پر لٹانے کی نوبت نہ آتی تھی اپنے ہی گھر مین مان - نانی - خالہ - مامی -
ایک کم آدھی درجن سگی بہنین اتنے آدمی لینے والے تھے کہ ایک سے ایک چھینے لیتا تھا
باپ کا یہ حال کہ جتنی دیر ممکن تھا گھر مین رہتے اور جتنی دیر گھر مین رہتے خود لیے رہتے
یا پیش نظر رکھتے - مبتلا کے پہلے پانچ بلکہ سات آٹھ برس کی زندگی یعنے جب تک
وہ محتاج پرورش رہا اس قابل ہی کہ مستقلاً اُن حالات کی ایک کتاب لکھی جائے
مگر ہمکو تو اسکے دوسرے ہی معاملات سے بحث کرنی ہی اسکی پرورش کے متعلق
ہم اتنا ہی لکھنا کافی سمجھتے ہین کہ اگرچہ خاندان کے لوگ سبکے سب دین کے پابند
نتھے مگر مبتلا کا باپ بڑا نمازی اور پرہیزگار آدمی تھا مولوی شاہ حجت اللہ
صاحب کے وعظ سے اسکو ایسا عشق تھا کہ آدمی جاسے منہ جاسے طبیعت درست ہو
نہو جہان سُنا کہ مولوی صاحب کا وعظ ہی سب سے پہلے موجود گھر کی بڑی
بوڑھیان بھی نماز پڑھتی تھین باایں ہمہ جو احتیاطین مبتلا کی پرورش مین برتی
جاتی تھین اُنسے ایسا مستنبط ہوتا تھا کہ ان لوگونکے پندار مین مبتلا کی تندرستی
نہ صرف غذا سے اور آب و ہوا سے بلکہ مکان سے برسونسے مہینونسے دنونسے
لیل و نہار کے خاص خاص اوقات سے اپنے بیگانے کی نگاہ سے آئے گئے کی
پرچھائین سے لوگونکی باتونسے دلی خیالات سے تنہائی سے تاریکی سے چاندنی سے
کسوف و خسوف سے کُتے سے بلی سے چھپکلی سے دیو سے بھوت سے جن سے
پری سے غرض ہر چیز سے جو واقعی ہی اور ہر چیز سے جو ادعائی ہی معرض خطر مین تھی
ہمتو معاذ اللہ کسی کلمہ گو مسلمان پر کفر اور شرک کا الزام کیون لگانے لگے مگر مجبوری
اتنی بات کہنی پڑتی ہی کہ مبتلا کے ساتھ جو مدارات کیجاتی تھی واہمہ شرک
اور مظنہ کفر سے خالی نتھی یہ بات کہ جس خدا نے ہمکو پیدا کیا ہی وہی ایک وقت مقرر کیے

جسکا حال اُسی کو معلوم ہے ہماری زندگی اور تندرستی کی حفاظت کرتا ہے اور جسطرح بدون
اُسکے فضل وکرم کے ہم دنیا مین آنہین سکتے تھے اُسی طرح بغیر اُسکی مدد اور حمایت کے
ایک لمحہ دنیا مین رہ بھی نہین سکتے سوتے جاگتے چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے کہین اور
کسی حالت مین ہون ہم اُسکی پناہ مین ہین اور اُسکا سایۂ رحمت ہمارے سر پر ہے
وہ ہر مرض مین ہمارا طبیب ہے اور ہر مصیبت مین ہمارا معین و مددگار - ہر تکلیف مین
ہمارا غمگسار - بدون اُسکی مرضی کے نہ غذا مین تقویت ہے نہ دوا مین تاثیر - بغیر
اُسکے حکم کے نہ زہر زہر ہے نہ اکسیر اکسیر - غرض یہ بات اِن لوگونکے معتقدات مین
تو ضرور ہوگی جو مبتلا کو پال رہے تھے اُنکے برتاؤ مین توکل وانابت کی کوئی بات
ہمارے دیکھنے مین نہ آئی بلکہ اِنکی تدبیرین سُنکر حیرت ہوتی تھی کہ مبتلا کا پلنا اور
پرورش پانا کیسا یہ گران جان ان نادان دوستونکے ہاتھ سے بچ کیونکر گیا
کوئی دُکھ کوئی روگ تھا کہ جسکو یہ لوگ اسباب غلط اور ادعائے نظر آسیب وغیرہ
کیطرف منسوب نکرتے ہون اور چونکہ تشخیص مین غلطی ہوتی تھی اِسی وجہ سے جو
تدبیرین کیجاتی تھین غلط در غلط مگر مبتلا خلقۃً توانا پیدا ہوا تھا ہمیشہ اسکی طبعیت
امراض پر غالب آتی رہی بہرکیف مبتلا کسی نکسی طرح خدا کے فضل سے پل پلاکر
بڑا ہوا یہانتک کہ اَن گِنا برس بھی خیریت کے ساتھ گذرا - مبتلا کی تعلیم وتربیت بے
مستورات کو ظاہر مین تو کچھ سروکار نتھا ہرچند وہ مکتب مین نہین بیٹھا کسی اُستاد سے
اُسنے سبق نہین لیا تاہم ہمارے نزدیک (اور ہمارے نزدیک کیا بلکہ واقع مین)
ایک اعتبار سے اُسکی تعلیم وتربیت بہت کچھ ہو چکی تھی دنیا مین سارے لوگ پڑھے
لکھے نہین ہوتے اور نہ پڑھنے لکھنے پر زندگی یا معاش کا انحصار ہے اصل چیز ہے
عادات کی درستی مزاج کی شایستگی طبعیت کی اصلاح سو جسوقت سے بچہ

سلہ آٹھوین برس کو ان گنا اور میٹھا برس کہتے ہین ۱۲

پیدا ہوتا ہی اُسی وقت سے وہ اخذ کرچلتا ہی اُن لوگونکی خو بو جو اُسکو پالتے اُسکو اُٹھاتے بٹھاتے اُسکو سُلاتے اُسکو کھلاتے پلاتے ہین ظاہر مین معلوم ہوتا ہی کہ بچے ایک مضغۂ گوشت کی طرح پڑے ہین نادان اور لایعقل - نہین نہین - وہ اپنے سارے حواس سے ظاہری ہون یا باطنی بڑی کوشش کے ساتھ کام لے رہے ہین چیزونکو دیکھتے ٹٹولتے آوازونکو سنتے اور جو دیکھتے سنتے ہین اُسکو حافظے مین رکھتے جاتے ہین اسکی ایک آسان شناخت ہی کہ اگر بڑی عمر مین ہم کوئی دوسری زبان سیکھنا چاہین تو کسقدر کوشش کرنی ہوتی ہی بعض بعض اوقات سارے سارے دن رٹنا پڑتا ہی اور ہمکو اپنی مادری زبان سے لکھنا آتا ہی تو لکھنے سے اُس زبان کی صرف و نحو سے لغت سے بھی بڑی مدد ملتی رہتی ہی تب ہمکو کہین برسون مین جاکر وہ زبان آتی ہی تاہم ناقص و ناتمام بچے جنکو ہماری سہولتونمین سے کوئی سہولت بھی حاصل نہین کیا کچھ زحمت اُٹھاتے ہونگے کہ ذہین ہوے تو برس کے اندر ہی اندر ورنہ ڈھائی تین برس کی عمر مین تو مثل مشہور لا تمر گند ذہن تا طوطے کیطرح چہچہنے لگتے ہین کیا اتنی بات سے کہ کسی نے ہپتا اور حتا اور رابّا اور امّا دس بیس بار سکھانے کے طور پر اُنکے سامنے کہدیا کوئی دعوی کرسکتا ہی کہ ہمنے انکو بولنا سکھایا زبان کی تعلیم کی - کیسے بھی نہین یہ سب بچونکی ذاتی کوشش ہی پھر یہ خیال کرنا بھی غلط ہی کہ بچونکی ساری ہمت صرف زبان کے سیکھنے مین مصروف رہتی ہی ایک زبان کیا بھلا برا ادب قاعدہ نشست برخاست رغبت اور نفرت سود و زیان ضرر و نقصان دوست دشمن خویش و بیگانہ محبت اور عداوت حیا اور غیرت غصہ اور لالچ حسد اور رشک وغیرہ وغیرہ سارے سبق انکو ایک ساتھ شروع کرادیے جاتے ہین پس مبتلا جسکی عمر آٹھ برس کی ہوچکی تھی پڑھ چکا تھا جو کچھ اُسکو پڑھنا تھا اور سیکھ چکا تھا جو کچھ اُسکو سیکھنا تھا ماننے یا باپ سے

نانی سے خالہ سے بہنوں سے گھر کے نوکروں سے آئے گئے سے ۔ عمر کے اعتبار سے
اسکی تعلیم و تربیت کی ایسی مثال تھی کہ جیسے کپڑا مول لیا گیا درزی نے قطع کیا
سیا اور کھڑا کرنے کے بعد اُسنے پہنا کر بھی دیکھ لیا صرف بخیہ کر دینا باقی ہی اب اگر
کپڑا بدرنگ یا گلا ہوا نکلے یا کہین سے تنگ ہو جائے تو درزی اُسمین کیا کمال کریگا
کپڑا لیتے وقت یا قطع کراتے وقت یہ باتین دیکھنے کی تھین اور نہین دیکھین تو
جھک مارو اور وہی گلا ہوا کپڑا کہ پہنا اور کھسکا کچے رنگ کا جسمین پہلے ہی دن
دھبے نمودار ہون تنگ کہ پہننے سے بدن مین بدھیان پڑین اور سانس اندر کا اندر
اور باہر کا باہر رہجائے پہنو ۔ آب دیکھنا چاہیے کہ مبتلا پر نانا خانے کی تعلیم کا
کیا اثر مترتب ہوا تھا جون جون وہ بڑا ہوتا گیا ضدی چڑچڑا غصیلا مچلا ہٹیلا زودرنج
مغرور خود پسند طماع حریص تنگ چشم بودا ڈرپوک شوخ شریر بے ادب
گستاخ کاہل آرام طلب جابر سخت گیر گھمسا زنانہ مزاج بنتا گیا اسکو دنیا مافیہا
کی کچھ خبر تو تھی نہین کبھی وہ بے رت کے پھلون اور بے موسم کے میوونکے لیے گھنٹون
لوٹتا اور ہچکیان کھاتا پہرون ایڑیان رگڑتا اور آخر کو ایڑیونکے بدلے اپنے چاہنے
والون اور نازبرداروں سے ناک رگڑوا لیتا تب بمشکل چپ کرتا وہ جب جی چاہتا
جو چیز چاہتا جتنی چاہتا کھاتا اور اپنی بے اعتدالیون اور بے احتیاطیون سے
بیمار پڑتا اور اُلٹا ماں سے لڑتا ایک مرتبہ سُنا کہ وہ اس بات پر خوب رویا اور
بہت گھبرا کہ ہائے بادل کیون گرج رہا ہی ہرچند سارا گھر اس بات کے اہتمام
مین لگا رہتا تھا کہ کوئی امر اسکے خلاف مزاج نہو مگر اسکو رونے اور بگڑنے
کے لیے ہر وقت کوئی نہ کوئی بہانہ ایک نہ ایک حیلہ مل ہی جاتا تھا ۔
اسکی ناخوشی کا روکنا حقیقت مین انسان کے اختیار سے خارج اور آدمی
کی قدرت سے باہر تھا کوئی جان نہین سکتا تھا کہ وہ کس بات پر روٹھ جائیگا

اور رونے پیچھے کسی کو خبر نتھی کہ وہ کیونکر سنے گا - لاکھ اللہ آمین کیون نہو کہانتک برداشت کتنا تحمل آخر رفتہ رفتہ اور بتدریج لوگ اسکے لاڈ پیار مین کمی کرنے لگے سب سے پہلے بڑی اور بیاہی ہوئی صاحب اولاد بہنون نے بے رخی ظاہر کی آخر تھین تو اسکی بہنین جب اسکی شوخی اور شرارت سے عاجز آتین جھڑک دیتین اور گھرک بیٹھتین بلکہ ایک تو ایسی جلے تن تھی کہ یہ اسکے پاس بھانجے کو دق کرنے اور بوٹیان توڑنے گیا اور اُسنے دور ہی سے ڈانٹا کہ خبردار جو میرے بیچے کو چھیڑا ہوگا مین ایسے جو چلے ایک نہین سمجھتی دیکھ خدا کی قسم مین مار بیٹھونگی - مانکا بھی مبتلا کے ہاتھون دم ناک مین تھا مگر سچ کہا ہی حبک الشئ یعمی ویصم - وہ ستاذ ہی تو ہوتی تھی مگر ادھر جوش آیا اور فوراً ٹھنڈی پڑ گئی تیوری پر بل پڑ چلا تھا کہ کھلکھلا کر ہنس دی مبتلا کی برائیون کو برائی سمجھنا تو درکنار وہ اسکی طرف سے ساری دنیا کے ساتھ ہر وقت لڑنیکو طیار تھی ایک مرتبہ مبتلا خدا جانے کس بات پر پیچھے سے مانکی چوٹی گھسیٹے جاتا تھا سب سے بڑی بہن نے (جسکی پہلوٹی کی بیٹی مبتلا سے بھی دو برس بڑی تھی) دیکھکر کہا سبحان اللہ کیا مانکا وقر ہی لاڈ پیار بہت دیکھے مگر اتنا ناہموار اس درجے بے تمیز جب مانکا یہ ہدڑا کر رکھا ہی تو ہمارا تو سر مونڈ کر بھی بس نہین کریگا - ہاے تو میرا بیٹا ہوتا تجکو ایسا ٹھیک بناتی کہ یاد ہی تو کرتا - باوجودیکہ بیٹی نے نصیحت کی بات کہی تھی مگر مان نیچے جھاڑ کر اسکے پیچھے لپٹی اور سر ہوگئی - مانکی پردہ داری کی وجہ سے باپکو مبتلا کی شوخیونکی پوری پوری خبر نہین ہونے پاتی تھی پھر بھی جسقدر حال چار و ناچار معلوم تھا اس سے اُنھون نے اتنا تو سمجھ لیا تھا کہ اسکا اُٹھان اچھا نہین - مبتلا کو چھٹا سال لگا تھا باپ نے اسکو مکتب مین بٹھانا چاہا مگر عورتون نے عذر کیا کہ آئے دن تو یہ بیمار رہتا ہی مکتب کی قید اُستاد کی تنبیہ سے اسکا نگوڑا

اتنا ساجی رہا سہا اور بھی اُداس ہو جائیگا ابھی جینے تو دو اور مبتلا کی ماں نے تو کھلم کھلا کہدیا کہ جبتک اصل خیر سے اَن گنتا نہ گزر جاسے مین تو اِسکو نہ پڑھاؤنگی ان نہ لکساؤن غرض عورتونکی ہٹ اور ہیکڑی نے مبتلا کے پورے تین برس کھوئے مگر سچی بات یہ ہی کہ مبتلا کا باپ اپنی طرف سے برابر اسکی کوشش مین لگا رہا اسپر بھی جو مبتلا تین برس تک آوارہ ہوتا رہا تو یہ اسکے باپ کا مساہلہ اور ضعف ماں کی نا دانی اور حماقت اور خود مبتلا کی بدقسمتی اور کم بختی - اتنا تھا کہ جب باپ کو مبتلا کی کوئی بیجا بات معلوم ہوتی تو ڈراتے دھمکاتے تو نہین مگر نرمی اور دلجوئی کے ساتھ اسکو سمجھا ضرور دیتے کہ بیٹا یہ حرکت بہت نامناسب ہی اور خود اسکے ساتھ ظاہری پیار اخلاص اتنا نہ رکھتے کہ ماں کی چوٹی کے ساتھ اِنکی داڑھی بھی کھسوٹنے لگتا سو مبتلا کو باپ کا کسی طرح کا خوف تو تھا مگر یون کہو کہ بے اختلاطی کی وجہ سے ایک طور کی جھجک اور رُکاوٹ تھی جا ہوا اسکو لحاظ سے تعبیر کرلو مگر اتنا کرنیسے کیا مبتلا کے باپ نے باپ ہونیکا فرض ادا کیا ہرگز نہین اُسنے عورتونکو مبتلا کی شرارتونکی پردہ داری کرتے دی اُسنے بیٹے کے حالات سے پوری پوری خبر نہ رکھی اُسنے جتنی خبر رکھی اُسکا بھی تدارک جیسا چاہیئے تھا نہ کیا اُسنے مستورات ناقصات العقل کی راے مین آکر جلد سے جلد بیٹے کو پڑھنے کے لیے نہ بٹھایا اور اُسکے اکھٹے تین تین برس ضائع ہونے دیے - اتنا غنیمت ہوا کہ مبتلا کو اُسکی ماں نے اپنے اوہام کے پیچھے اکیلا دوکیلا گھر سے باہر نہین نکلنے دیا ورنہ محلے مین دھوبی کنجڑے بھٹیارے قصائی تیلی اس قسم کے لوگ بھی رہتے تھے اگر کہین مبتلا اِن لوگونکے لڑکونمین کھیلنے کو دنے پاتا تو ساری خوبیان جا کر ایک ذاتی شرافت باقی تھی وہ بھی گئی گزری ہوتی - جبتک مٹھا برس ختم ہو مبتلا کے مزاج کی تلخی اضعافاً مضاعفتہً بڑھ گئی تھی ادھر ابھی سالگرہ کو دو تین مہینے باقی تھے کہ باپ نے بسم اللہ اور مکتب کی چھیڑ چھاڑ شروع کی

بارے اس مرتبہ عورتون نے بھی چندان مزاحمت نہین کی اور سال گرہ اور بسم اللہ
دونون تقریبین ایک ساتھ ہوگئین +

فصل دوم (مبتلا کی تعلیم مکتبی اور اُسکا اثر) اتنا تو ہوا کہ مبتلا کے لیے دروازے پر
مکتب بٹھانا پڑا۔ شروع شروع مین تو میان جی کے پاس تک جانے اور مکتب مین
بیٹھنے کے لیے مبتلا نے خوب خوب فیل مچائے اور غضب بکھرا مگر آخر سو دے کی
چاٹ اور پیسونکی لالچ اور مانکے چمکارنے پچکارنے سے جانے اور بیٹھنے تو لگا بیٹھے
پیچھے پڑھنا چندان مشکل نتھا ذہن اور حافظہ دونون خداداد اس بلا کے تھے
کہ جو دوسرے لڑکے ہفتون مین کرتے وہ بھی بڑی رین رین کے ساتھ مبتلا گھنٹون مین
کھیلتے کودتے چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے کرلیتا کہتے ہین کہ دو دن مین تو اسنے الف
بے کے حرف مفرد ایسی اچھی طرح پہچان لیے تھے کہ کتابون مین سے آپ ڈھونڈھ
ڈھونڈھکر بتاتا۔ پڑھتا تھا کہ اسکے ساتھ واہ واہ شاباش شروع ہوئی اس سے
دل کی اُمنگ بڑھتی چلی اور پیر دا کھلتا گیا۔ مبتلا نہ مطالعہ دیکھتا نہ سبق یاد کرتا نہ
آموختہ پڑھتا مگر ایک ہی دفعہ کے دیکھ لینے سے وہ سب ہم سبقون مین میری رہتا
بدشوقی اور شوخی اور شرارت کی نسبت جو چاہو سو کہو پڑھنے لکھنے کے متعلق تو
میان جی کو اسکی شکایت کرنیکا موقع ملا ہی نہین پرلے سرے کی بے توجہی اور حد درجے کی
بدشوقی پر چھ برس مین اسکی فارسی کی استعداد ایسی ہوگئی تھی کہ مکتب کے
لڑکے تو کیا خود میان جی باوجودیکہ اچھے جید فارسی دان تھے اور درسی کتابین بھی
انکو خوب مستحضر تھین اسکو سبق دیتے ہوے ہچکچاتے تھے۔ مبتلا کو مکتب کی تعلیم
اتنا فائدہ تو پہونچا یا کہ اسکو ایک دوسرے ملک کی زبان جسکے بدون اُردو کی
تکمیل نہین ہوسکتی اچھی خاصی آگئی مگر اس تعلیم سے اسکو ایک بہت بڑا نقصان
بھی پہونچا جسکو اندر باہر کسینے جانا پہچانا نہین۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ مبتلا کو اپنا

حسین ہونا کب سے معلوم ہوا - ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ اس خاندان مین صورت
شکل کی بڑی بر جول رہتی تھی اِس خاندان کی عورتونکے نزدیک تو دنیا بھر کے
ہنر سلیقے حسب و نسب دولت تن درستی نیک مزاجی صاحب اولاد ہونا دینداری
ساری نعمتین اور برکتین ایک طرف اور گورا رنگ اور نقشہ ایک طرف - صورت
شکل تو انسان کے اختیار کی بات نہین خدا جسکو جیسا چاہتا ہی بناتا ہی ایک ہی ماں کے
پیٹ سے دس بچے ہوتے ہین اور کیا خدا کی قدرت ہی کہ دس کی دس شکلین ورنہ ایک
دوسرے سے ملتبس ہو کر کوئی پہچان نہ پڑے انسانکے چہرے کی بساط کیا اتنی ہی سی
جگہ مین ہزارون لاکھون کرورون مختلف نقشے یہ سب اُسکی قدرت کی دلیلین ہین
آدمی اتنا سمجھے تو اپنے چہرے مہرے پر ناز کرے نہ دوسرے پر ہنسے مگر مبتلا کے خاندانکو
ایسے خیالات سے کیا واسطہ یہان تو چھوٹے بڑے بڈھے جوان بیاہے کوارے
سبکو صورت شکل کا ٹنٹا تھا آپس ہی مین اسی صورت شکل کے پیچھے ایک کی ایک سے
نہین بنتی تھی ایک ایک کو چڑاتی ایک ایک کی نقلین کرتی اور اگر اتفاق سے کنبے
مین کوئی تقریب ہوتی اور یہ لوگ مہمان جاتے یا کہین شامت کی ماری کسی نئی دولہن کو
دیکھ آتے تو بس مہینون انکو صورتونکا جھگڑا لگا رہتا یہانتک کہ ان عورتونکی ایسی
عادتین دیکھ کر لوگ اِنسے ملنے مین مضایقہ کرنے لگے تھے مبتلا کا ایسے خاندان مین
پیدا ہونا اور پرورش پانا ہی اس بات کی دلیل ہی کہ جب اسکو بات کے سمجھنے کا
شعور ہوا تو شاید سب سے پہلی بات جو اسنے سمجھی یہی ہوگی کہ حُسن صورت اِسکو
کہتے ہین اور مین اسکا مصداق ہون مگر جبتک مبتلا زنان خانے کی نگرانی مین رہا
اسکی عمر ہی کیا تھی سات آٹھ برس اس وقت تک وہ اتنا ہی سمجھ سکتا تھا کہ اچھی چیز
سب کو بھاتی ہی اور چونکہ وہ اپنے ذائقے مین بھی اِسکی لذت پاتا تھا اسنے سمجھا تھا
کہ حقیقت مین بھانے کی چیز ہی - آگ کو چھوتے ہوئے لوگ ڈرتے ہین اور

اِسنے بھی شاید دو چار بار چرکا کھایا ہو اس سے اُسکو معلوم تھا کہ آگ سے جل جاتے ہین غرض جس چیز کی نسبت لوگونکو کہتے سُنا کہ اچھی یا بُری ہی آپ بھی تجربہ کیا تو ثابت ہوا کہ جس چیز سے آرام پہونچے دلکو خوشی ہو اچھی ہی اور جس سے ایذا پہونچے تکلیف ہو بُری۔ حُسن کی خوبی کی نسبت اُسکو ایسا تیقن کرنیکا کوئی ذریعہ نتھا کیونکہ اسکو حسن سے متلذذ ہونے کی اسوقت تک اہلیت ہی نتھی۔ مکتب مین بیٹھنے کے بھی ایک مدت بعد اسمین جوانی کے ولولونکی تحریک شروع ہوئی اور جون جون یہ تحریک قوت اور استداد پکڑتی گئی اسپر پسندیدگی حسن کی وجہ منکشف ہوتی گئی اسی کا تذکرہ گھر مین تھا اور اسی کا سبق مکتب مین اور اب لگا اندر سے دل بھی اسکی گواہی دینے۔ مبتلا نے جو زبان فارسی کے سیکھنے مین غیر معمولی ترقی کی اسکا بھی سبب یہی تھا کہ اکثر کتابین نظم جنکو مبتلا کی صورت شکل کا آدمی بے مزامیر ذرا لَے سے پڑھے تو اچھے خاصے ثقہ مجرے کا مزا ملے مضمون دیکھو تو نِرا عاشقی جسکے نام سے نوعمر آدمی کے مُنھ مین رال بھر آئے۔ مادہ قابل طبیعت مناسب مبتلا کا تو حال یہ تھا کہ جو شعر عاشقانہ ایکبار بھی اسکی نظر سے گزرا دیکھنے کے ساتھ ہی نقش کالحجر ہو گیا غرض فیضان مکتب سے حضرت مین ایک صفت اور پیدا ہوئی یعنے عاشق مزاجی۔

فصل سوم مبتلا کا مدرسے مین تعلیم پانا اور بُرے لڑکونکی صحبت مین آوارہ ہونا

مبتلا کے باپ کی تو پہلے ہی سے یہ راے تھی کہ اِسکو شروع سے مدرسے مین بٹھایا جائے مگر عورتونکو مبتلا کی اتنی مفارقت بھی گوارا نہوئی ناچار پورے چھ برس میان جی کو نوکر رکھکر اِسکو گھر ہی پر تعلیم کرایا اب میان جی کا بھی سرمایہ معلومات ہو چکنے پر آیا اور فارسی کی درسی متداول کتابین سب مبتلا کی نظر سے نکل گئین اور بات صاف تو یہ ہی کہ مبتلا کے سر مین آب اور ہوا بھری ہوئی تھی اسکی آنکھین

ڈھونڈتی تھین یارونکے جلسے دوستونکی صحبتین اور وہ گھر پر میسر نہ تھین باپ نے کچھ اور سوچا مبتلا نے کچھ اور غرض سبکی صلاح سے مبتلا مدرسے مین داخل ہوا۔ گو مبتلا نے چھ برس مکتب مین تعلیم پائی مگر مکتب کیا تھا برائے نام اسکا جی بہلنے کے لیے چار یا پانچ ریزگی لڑکے اور بٹھالیے گئے تھے یعنی بحسابی چودہ برس کی عمر تک مبتلا بھونرے مین اور دنیا کی کسی قسم کی ہوا اسکو نہ لگنے پائی اب جو مدرسے کی عربی جماعت مین داخل ہوا تو اسنے دیکھا لڑکونکا جنگل کہ سات سات آٹھ آٹھ برس کی عمر سے لیکر بیس بیس پچیس پچیس برس تک کے اچھے خاصے جوان ہر قوم کے ہر ذات کے ہر پیشے کے چار ساڑھے چار سو لڑکے ایک جگہ جمع ہوتے ہین اگرچہ انگریزی عربی فارسی سنسکرت ریاضی کی جماعتین علحدہ ہین اور ہر جماعت کا کمرا الگ مگر اوقات درس کے علاوہ سب ایک دوسرے سے بلا امتیاز آزادانہ ملتے بات چیت کرتے اور کھیلتے ہین مبتلا کو یہ حال دیکھکر بلا مبالغہ ایسی خوشی ہوئی جیسے کسی جانور کو قفس سے آزاد کرکے باغ مین چھوڑ دیا جائے اب تک وہ یہی جانتا تھا کہ میان جی ہوے مولوی ہوے بڈھے ہی ہوتے ہونگے کیونکہ اسنے اپنے میان جی کو دیکھا تھا پلکین تک سفیدیان مدرسے مین آکر دیکھا مدرس اکثر جوان کہ ایسے چار چار پانچ پانچ برس پہلے خود طالب العلم تھے امتحان دیا کامیاب ہوے زمرۂ مدرسین مین داخل کرلیے گئے اسکو یہ دیکھکر بڑی حیرت ہوئی کہ بعض مدرس اپنی جماعت کے بعض بعض طالب العلمونسے بھی کم سن ہین — جس جماعت مین مبتلا داخل ہوا چونکہ عربی کی سب سے چھوٹی جماعت تھی اسمین طالب العلمونکی بڑی کثرت تھی رجسٹر مین تو ستر لڑکونکا نام تھا مگر پچاس پچپن ہمیشہ حاضر رہتے تھے انمین سے ایک تہائی کے قریب مبتلا سے بہت بڑی عمر کے تھے اس جماعت کو جو مولوی صاحب پڑھاتے تھے جیسے انکی جماعت سب جماعتونمین چھوٹی تھی ویسے ہی تمام مدرسون مین خود بھی سب سے چھوٹے تھے عمر مین قد و قامت مین وقعت و وجاہت مین یعنے قسمت سے مدرس بھی ملے تو یار استاد۔ لونڈا تھا نگیلا اور طرحدار مدرسے کے

احاطے میں پانؤنکا دھرنا تھا کہ یاردن نے مبتلا کو ہاتھوں ہاتھ لیا بعضے تو ٹکٹکی باندھ باندھکر ایسی بری طرح گھورتے تھے کہ گویا آنکھوں کے رستے کھائے جاتے ہیں - پہلے ہی سے لڑکوں میں بہت سی ٹولیاں تھیں اب ایک بڑی بھاری اور نئی ٹولی مبتلا کی قائم ہوئی - ایک جماعت بندی تو سرکاری تھی کہ جسقدر لڑکے ہم سبق ہوتے سب کے سب وقت واحد میں ایک اُستاد سے پڑھتے مگر ایک جماعت بندی لڑکوں نے آپس میں ٹھہرا رکھی تھی جسکو ہمنے ٹولی سے تعبیر کیا جسطرح سرکاری جماعت بندی کے اوقات مقرر تھے کہ مثلاً جب ریاضی کا گھنٹہ آیا عربی اور فارسی اور سنسکرت کی جماعتوں سے جو جو ریاضی کا پڑھنے والا تھا ماسٹر صاحب کی خدمت میں آ حاضر ہوا اسی طرح ٹولیوں کے اجتماع کے بھی خاص خاص اوقات تھے مدرسے کے وقت سے ذرا پہلے کہ لڑکے سویرے سویرے مدرسے میں آ پہونچتے یا جب ایک بجے نماز کے لیے ایک گھنٹے کی چھٹی ہوتی یا مدرسہ برخاست ہونیکے بعد ان تین وقتوں میں جو لڑکا جس ٹولی کا تھا اسمیں آ ملتا اور بعض طفیلی بھی پڑے پھرتے تھے جو کسی ٹولی میں نتھے - یہ ٹولیاں ایک ایک مجمع ناجائز تھیں اور انکی اغراض مشترکہ تماشہ بیہودہ - مدرسے کے سارے انتظام اچھے تھے چیزیں وہ پڑھاتے جو دنیا میں بکار آمد ہوں شوق کے مشتعل کرنیکو امتحان کا قاعدہ نہایت عمدہ تھا فرداً فرداً ایک ایک لڑکے کو الگ الگ سبق پڑھانے سے جماعت جماعت کو پڑھانیکا نہایت مفید طریقہ تھا اس سے لڑکوں میں ایک طرح کی منافست پیدا ہوتی تھی کہ ایک پر ایک سبقت لے جانی چاہتا تھا دوسرے ہم سبق ہونے سے ایک ایک کی مدد کرسکتا تھا تیسرے لڑکوں کی لیاقت کا موازنہ اور مقابلہ بخوبی ہوسکتا تھا - لڑکوں کو حاضر باشی کا پابند کرنے کے لیے ترتیب نشست کا رد و بدل بھی بہت موثر تھا - پڑھائی اسقدر تھی کہ لڑکوں کے تمام وقت کو مشغول رکھنے کے لیے بخوبی کافی تھی نوبت بنوبت مختلف مضامین کے پڑھانے سے طبیعت ملول اور کند نہیں ہونے پاتی تھی غرض سبھی انتظام بھلے تھے مگر افسوس لڑکوں کے چال چلن اور اخلاق کی طرف

کسی کو مطلق توجہ نتھی ہر مدرس اس فکر مین رہتا کہ جس چیز کا پڑھانا اُس سے متعلق ہی
اُس چیز کے امتحان مین لڑکے بُرے نہ رہین جبتک کوئی لڑکا اس شرط کو پورا کیے جاتا ہی
اگرچہ چوری چھپے ناجائز طور پر دوسرے وسیلہ سے ہو لیکن ہی کیون نہو کسیکو اُسکے کردار سے بحث
نہین۔ چوری کرو جھوٹ بولو سربازار جوتی پیزار لڑو گالیان دو اور گالیان کھاؤ
شرافت کو بٹا لگاؤ بدمعاشو نمین رہو اور بدمعاش بنو گیڑیان کھیلو پتنگ لڑاؤ اکھاڑیمین
جاکر ڈنڑ پیلو ہماری بلاؤ گاؤ بجاؤ غرض جو تمھارا جی چاہے سو کرو مگر جو چیزین پڑھائی جاتی
ہین اُنمین امتحان اچھا دو پھر تو بس تب بھی ہی انعام بھی ہی سرخروئی بھی ہی آفرین اور تحسین
بھی ہی واہ واہ بھی ہی چٹھی بھی ہی سرٹیفکیٹ بھی ہی اور آخر کار نوکری بھی ہی مدرس
خوش پرنسپل صاحب راضی۔ مبتلا کی افتاد تو روز پیدایش سے بگڑی ہوئی تھی زنان خانیمین
پرورش پاتا تھا کہ اسکے دل مین بدی کا بیج بویا گیا مکتب مین تھا کہ بیج کا درخت ہوا اب
مدرسے مین آکر وہ درخت پھولا اور پھیلا گھر مین بچھیڑا تھا مکتب مین بچھیڑے کا بیل ہوا اور مدرسے
مین بیل کا سانڈ۔ کسی قسم کی آوارگی نتھی جو اس سے بچی ہو اور کسی طرح کی بیہودگی
نتھی جو اسنے کی ہو جسطرح مبتلا مدرسے کے بڑے لڑکونکی صحبت مین بانکا بنا چھیلا بنا
طرحدار بنا مسخرہ بنا کوچہ گرد بنا ننگ خاندان بنا اور کیا کیا بنا اسی طرح مبتلا تخلص
شاعر بنا اور تصنیفین تو رفتہ رفتہ بھولی بسری ہو گئین شاعری کی یادگار اسکا منحوس تخلص
رہگیا۔ ہمکو تو اسکے نام سے اسقدر نفرت ہو گئی ہی کہ اسکے حالات کا دریافت کرنا کیسا
سننے کو بھی جی نہین چاہتا مگر خیر منہ پر بات آئی رک نہین سکتی آٹھ برس یہ کمبخت مدرسے
مین رہا آخر کچھ نہ کچھ تو پڑھتا ہی ہوگا کہ عربی کی دوسری جماعت تک اسنے ترقی کی
دس روپیہ مہینہ وظیفہ پاتا تھا ہر برس کے برس انعام بھی ملتے رہتے تھے ایک سال متنبی
کا ایسا اچھا امتحان دیا کہ تمغا ملا کچھ تعجب کی بات نہین اور نہ اس سے آوارگی کا الزام
دفع ہو سکتا ہی ہمکو اسکی ذکاوت کا حال معلوم ہی وہ اس بلا کا ذہین تھا کہ مدرسے کی

پڑھائی کی اُسکے آگے کچھ بھی حقیقت نہتھی برس مین ایکبار تو امتحان ہوتا تھا اکثر
انگریزونکے بڑے دن سے پہلے بس امتحان کے مہینے ڈیڑھ مہینے آگے سے وہ طیاری کرلیتا ہوگا
لیکن فرض کیا کہ وہ اچھی طرح پڑھتا ہی ہو تو بدوضع کو پڑھنے سے سفاد علم سے حاصل ؟
اس سے جاہل بدرجہا بہتر ان پڑھ کہین بھلا مدرسے سے پھر سوا پہر رات گئے بلکہ کبھی
آدھی کبھی پچھلی رات کو تو اُسکا گھر مین آنیکا معمول شروع سے تھا اور پھر ابھی طرح
سوبچ نہین نکلا کہ اُسکے شیاطین الانس لگے گھر پر آ آکر کنڈی کھڑکھڑانے دستک دینے اور
پکارنے سیٹی بجانے اب نوبت یہانتک ہوگئی تھی کہ تین تین چار چار دن تک برابر
غائب ۔ مانکو یہ تمام تفصیلی حالات معلوم تھے مگر اب اسکی محبت کا دوسرا رنگ تھا
بیٹے سے اسقدر ڈرتی تھی جیسے قصائی سے گائے اُسکے دل مین آپسے آپ یہ خوف سما گیا
تھا کہ بیٹا ہی ماشاء اللہ جوان ایسا نہو میری بات کا بُرا مان کر کہین کو نکلجائے یا اپنے تئین
ہلاک کرے تو پھر مین کدھر کی ہوئی اِسی ڈر کے مارے بیچاری کبھی چون نہین کرتی تھی
اور مبتلا نے اپنے تئین اسکے نزدیک ایسا ہوّا بنا رکھا تھا کہ جب اِسکی صورت دیکھتی
ہکا بکا ہوکر رہجاتی پہلے سے بھی مبتلا کی شرارتونکی باپ سے پردہ داری کیجاتی تھی
اب انھین شرارتونکی بدکرداریان ہوگئی تھین ادھر شرارتونمین ترقی ہوئی اُدھر
پردہ داری مین زیادہ اہتمام ہونے لگا مگر باپ نے دھوپ مین ڈاڑھی سفید نہین کی
تھی بُڈھا اِسکی چال ڈھال سے اِسکی گفتگو سے اِسکی کن انکھیونسے تاڑلیتا تھا مگر بی بی کا
مغلوب تھا اور خوب جانتا تھا کہ اُسکو بیٹے کے ساتھ بلا کا شغف ہے اور یون بھی
ہرکام مین مساہلت کرنا اِسکی ہمیشہ کی عادت تھی اور انھین وجوہ سے اُسنے
مبتلا کی اصلاح کی طرف کبھی پوری توجہ نکی اب جوان بیٹے کے کیا مُنہ لگتا
ایک کہتا تو دس سنتا آخر اسکے سوا اور کچھ نہ سوجھ پڑی کہ جسقدر جلد ممکن ہو
اِسکو پابند کردیا جائے

فصل چہارم مبتلا کا بیاہ اور اُسکا سابقہ اہلی بی کے ساتھ یہ کب کی بات ہے کہ مبتلا کو مدرسے مین داخل ہوئے چوتھا برس شروع تھا خوش حال زیبا خوبصورت شکل کا اچھا بلکہ حد سے زیادہ اچھا پڑھا لکھا کماؤ دس روپے کا مدرسے مین وظیفہ دار اِس وضعدار کے لڑکے کو بیٹی دینے کی کیا کمی تھی قاعدے کے مطابق مبتلا کی طرف سے بیٹی والونکے یہان ابتداءً رقعہ جانا چاہئے تھا مگر مبتلا کے ظاہری حالات دیکھ سنکر لوگ اسقدر ریجھے ہوئے تھے کہ کئی جگہ سے بیٹی والون نے منہ پھوڑ کر رقعہ منگوا بھیجا دستور کی بات ہے کہ خریدارونکی کثرت ہوتی ہے تو جنس کے مغز بڑھ جاتے ہین مبتلا کی مان بہنونکا یہ حال تھا کہین کی بات انکے خاطر تلے آتی ہی نہ تھی ورنہ کیا مبتلا جیسا اللہ آمین کا بیٹا سترہ اٹھارہ برس کی عمر تک کوارا بیٹھا رہتا اب تک تو اسکے ایک چھوڑ کبھی کے چار چار بیاہ ہوگئے ہوتے۔ اِس گھر کی خوشحالی اتنی ہی تھی کہ قلعے کی تنخواہین اسامیان مکانات کا کرایہ ملا کر کل سو سوا سو روپے کی آمدنی تھی اور اسمین اتنا بڑا کنبہ مگر وہ تو مبتلا کا باپ ایسا منتظم اور کفایت شعار آدمی تھا کہ اِسنے اپنے سلیقے سے گھر کا بھرم بنا رکھا تھا اِس حالت پر جہان کہین سے پیام آیا چھوٹتے کے ساتھ ایک دم سے چاندی کا بھی نہین سونیکے پلنگ کی فرمایش ایسے اصرار کے ساتھ ہوتی تھی گویا کہ نکاح کی شرط اعظم ہے اور پھر معاملے کی بات ہی جیسا لینا ویسا دینا ہیکڑی تو یہ تھی کہ لین تو سنہری پلنگ اور دینے کے نام بیاری کے خرچ کے لیے اَدّھی نہین کیونکہ ہمارے خاندان کا دستور نہین۔ مہر شرع محمدی سو روپے کا چڑھاوا سو روپے کا جھومر۔ صورت شکل اپنی اپنی جگہ بھی تلاش کرتے ہین اور سمجھنے اور غور کرنے والیکو تو یہ بات ہے کہ باوجودیکہ ہر شخص خوبصورتکا خواہان ہے مگر بری بھلی کالی گوری یہانتک کہ کانڑی کھُدری اللہ کی بندیان بھی کبھی چلی جاتی ہین ہمنے تو اتنی عمر ہونے آئی کسی کو صورت کی وجہ سے کواری بیٹھے نہ دیکھا تاہم چونکہ مبتلا ایک خوب صورت خاندان کا آدمی اور خود بھی بڑا خوب صورت تھا

اگر اسکے لیے خوبصورت بی بی تلاش کیجاتی تھی تو کچھ بیجا بات نتھی مگر تلاش کرنیکے بھی
طریقے ہوتے ہین کہ عورتین چوری چھپے حیلے بہانے کسی نہ کسی طرح لڑکی کو یا تو خود کسی وقت
دیکھ آتی ہین یا اپنے دیکھنے کا موقع نہین بنتا تو کسیکو بھیج کر دکھلوا لیا کرتی ہین یہان تو
یہ ضد کہ ہم تو اپنی آنکھ سے دیکھ بھال کرینگے اور اپنے ہاتھونسے لڑکی کے منھ مین مصری کی
ڈلی دینگے کیسی کیسی جگہ سے پیام آئے کہان کہان رقعہ گیا مگر کہین لین دین پر تکرار
ہوئی کہین صورت پسند نہ آئی کہین دیکھنے بھالنے کی شرط نامنظور ہوئی غرض کوئی
بات ٹھہرائی نہین پچاسون پیام مسترد اور بیسون جگہ سے رقعہ واپس۔ رشتے
ناتے کی بات چیت ہو کر منھ چھپا ہو جانا یا رقعہ جا کر واپس آنا کچھ آسان نہین ہی بیٹی والے
اسمین اپنی ہتک سمجھتے ہین اور انکو یہ خیال ہوتا ہی کہ ایک جگہ کا رقعہ واپس جائیگا
تو دوسرونکو خدا جانے کیا کیا خیالات پیدا ہونگے اکثر ایسے موقع پر دلونمین رنجش
آجاتی ہی خیر ایک دو جگہ مجبوری ایسا اتفاق ہو تو مضائقہ نہین نہ کہ مبتلا کا رقعہ کہ آج
بھیجا اور آو بدا کر دس دن بعد ضرور الٹا منگوا لیا۔ جب متواتر واپسی رقعے کی نوبت
پہونچی تو سارے شہر مین ایک غل سا پڑ گیا اور جہان جہان سے رقعہ واپس منگوا لیا گیا
انکے ساتھ بیٹھے بٹھائے ایک طرح کی عداوت قائم ہوئی یہانتک نوبت پہونچی کہ جس
مشاطہ سے کہتے کانو پر ہاتھ دھرتی جہان رقعہ بھیجتے وہ لوگ لانے والیکے اندر آنے تک کے
روادار نہوتے تھے اس خاندان کے ناز بیجا نے مبتلا کو ایسا نکو بنا دیا کہ اب کوئی
اسکی بات کی حامی نہین بھرتا تھا رقعے کا بے رد و کد واپس آنا تو ممکن ہی نہین ایک
گھر کا تو ہمکو حال معلوم ہی کہ وہان پہلے مشاطہ کی معرفت زبانی بات چیت ہوئی
وہ لوگ انکے کنبہ دار بلکہ کچھ دور کے رشتے دار بھی تھے مہینون سوال و جواب ہوتے رہے
اکثر باتین طے ہو کر بعض کی نسبت کچھ تکرار درپیش تھی کہ یکایک انکی طرف سے رقعہ
چاہو سو جو ہوا۔ بیٹی والے خوش ہوئے کہ گفت و شنود کے بعد جو رقعہ آیا تو بس اسکے

یہی معنے ہین کہ منظور کر لیا چنانچہ یہی سمجھ کر رقعہ تو رکھ لیا اور جواب مین زبانی آشنا نے
کہلا بھیجا کہ ہمکو بسر و چشم منظور ہے خدا انجام اچھا کرے انشاء اللہ دو چار دن مین
صلاح کر کے کوئی اچھی سی تاریخ ٹھہرا کر کہلا بھیجینگے سمدھنین آکر لڑکی کا منھ میٹھا
کر جائین پھر اللہ خیر کرے جب اُنکی مرضی ہوگی بیاہ برات ہو رہیگا ہمتو اسوقت
تیار ہین تو اسوقت طیار ہین ہمارے یہان ذرا دیر نہین - جو عورت یہ پیام لیکر
گئی تھی مبتلا والون نے اُسی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ پہلے ہماری شرطون کے مطابق
تحریری اقرار نامہ بھیج دین تب تاریخ ٹھہرائی جاے تاریخ کا ٹھہرانا ایسا کیا آسان ہے
یہ سنکر سکو سخت تعجب ہوا اور اپنا سا منھ لیکر رہگئے آخر مبتلا والون کیطرف سے
واپسی رقعے کا تقاضا ہوا دن مین دو دو بار رقعے کے لیے آدمی جاتا اور ایسی
سخت سخت باتین کہتا کہ گویا رقعہ کیا ہے مہاجن کا قرضہ ہے پھر ہار کر رقعہ واپس
تو کیا مگر اسطرح کہ مارے غصّے کے نکالکر موہری پر پھینکدیا کہ کمخواب کی تھیلی
جسمین رقعہ دستور کے مطابق لپیٹ کر آیا تھا تمام کیچڑ مین لت پت ہوگئی اور کہا
کہ جاؤ اسکو شہد لگا کر چاٹو اور دیکھو خبردار لڑکے کی اماں سے ضرور ضرور کہہ دینا کہ
تمنے کتنے داری مین دو مہینے بات لگی رکھکر آپ ہی رقعہ بھیجا اور پھر آپ ہی ہان ہوئی
بات تو پھر اصرار کر کے واپس منگوایا یہ کچھ بھلمنساہت کی بات نہین ہے ہمنے مانا کہ انکا
بیٹا انکے لیے چاند ہے کو ہلدی کی گرہ اللہ آمین کا ہے مگر دوسرون نے بیٹیان کوڑ
بڑی نہین پائین ایسی شرطین نہ سنین نہ دیکھین انکو شہر مین تو انشاء اللہ
بیٹی ملنے کی نہین - سونے کا پلنگ انکو مانگتے ہوے شرم نہین آتی اسکے پہلے
تین بیٹیان بیاہ چکی ہین اور ابھی اللہ رکھے آگے دو اور موجود ہین بیٹیون کو تو ٹھنگی
نواڑ کی پلنگ بھی نہ چڑے بیٹیے مین ایسا کیا سرخاب کا پر لگا ہے کہ بدون سونیکے
پلنگ کے اُسکو نیند نہین آتی آئی وہ نگوڑا ہیجڑا زنخا جسکو سارا شہر تھڑی تھڑی کر رہا ہے

خدا انگرے جو کوئی بھلا مانس اُسکو بیٹی دے منہ پر ہاتھ پھیر کر دیکھین ناک رہی
یا کٹ گئی ہمارے نزدیک دنیا جہان کے نزدیک تو جڑ بنیاد سے کٹ گئی جس گھر سے
رقعے کی واپسی کا مذکور ہی اس گھر کی عورتین ایسی ملنسار تھین کہ سارے شہر مین
اِنکا حصہ بخرا چلتا تھا کہین شادی بیاہ ہو کوئی دوسری تقریب ہو اِنکے یہان
ضرور بُلاوا آتا اور یہ بھی اپنے یہانکی چھوٹی بڑی تقریبات مین سبھی کو بُلاتے سبھی کو
یکسان پوچھتے تھے ان عورتون نے ضد مین آکر مبتلا کا اچھی طرح خاکہ اُڑایا اور سارے
شہر مین خوب ڈھنڈورا پیٹا اور رُسوا کیا غرض اس گھر کے بگاڑنے رہی سہی اور جی
آس توڑ دی اب شہر مین مبتلا کے نسبت ناتے کا ہونا محال تھا بہت قریب کے
رشتہ دارونمین جسقدر بیٹیان تھین مبتلا تھے تو بڑے لاڈلے دودھ پی پی کر ان سبکو
رضاعی بہنین بنا چکے تھے۔ مبتلا کے نزدیک و دور کے رشتہ دارونمین وہی مثل تھی
"ازین سو راندہ وزان سو درماندہ" اب صرف ایک گھر رہگیا کہ ہو تو وہین ہو
ورنہ مبتلا ساری عمر کوارا پڑا پھرے۔ مبتلا کی پھوپھی دلّی سے دس بارہ کوس سیدنگر
بیاہی ہوئی تھین وہ لوگ زمینداری پیشہ تھے مگر زمیندارونمین سربرآوردہ
بڑے بڑے سالم چھ گانوٗن کے مالک اُنکے بزرگ تو مہمانداری اور مسافرنوازی
اور داد و دہش مین دور دور مشہور تھے مگر اب کثرت پٹی داری کے سبب نہ وہی
آمدنی تھی نہ وہ دل قرب شہر کی وجہ سے رعایا شوخ حصہ دارونمین طرح طرح کی
تکرارین غرض ہمیشہ انمین کے دو چار آدمی مقدمونکی پیروی کے لیے شہر مین موجود
رہتے تھے۔ جسطرح دائم المرض اپنی دوا کرتے کرتے حکیم ہو جاتا ہی اسی طرح
یہ لوگ مقدمے لڑتے لڑتے ایسے قانون دان ہو گئے تھے کہ بیرسٹرونکو بات کرتے
وکیلونکی کچھ حقیقت نہ سمجھتے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر لڑائیان مول لیتے اور تلاش
کر کر کے جھگڑے خریدتے۔ قرب و جوار مین یہ لوگ ایسے لڑاکو اور جھگڑالو مشہور تھے

کہ لوگ اُنسے رشتہ ناتا کرتے ڈرتے تھے رقعے کا پہونچنا تو بہت بڑی بات تھی اگر اُنکے یہان جھوٹون بھی تذکرہ ہوتا اور یہ چاہتے تو پچون سر ہو جاتے اور کچھ ایسے قانونی اڑنگے لگاتے کہ کسی کی ایک نہ چلتی مگر مبتلا کو کوئی دوسرا گھر نہ تھا اور خدا نے ایسا اُنکے غرور کو ڈھایا کہ کیسکا پلنگ اور کہاں لگا دیکھا بھالا مبتلا کی مان گئین اور منگنی ٹھہرا کان دبا کر چپکا چلی آئین اور اگر ذرا بھی چین چپڑ کرتین تو فوجداری کے استغاثون اور دیوانی کی نالشون کے مارے ہوش بگڑ جاتے اب مبتلا کی منگنی کو منگنی نہ سمجھو بلکہ بیچ ڈالنا یا غلام بنا دینا یا عمر قید۔ سمدھیانے تو برابر ہی کے اچھے ہوتے ہین مگر اٹھارہ بیس تک کے فرق کا بھی مضائقہ نہین مگر یہان تو سید نگر والونکی اسقدر ہیبت چھا رہی تھی کہ جیسے کسی بڑے جابر کوتوال کی۔ اُدھر سے حکم ہوتے تھے اِدھر سے تعمیل اُدھر سے فرمایش اِدھر سے بجا آوری اُدھر سے ناز اِدھر سے نیاز بعد چندے اُنھون نے کہلا بھیجا کہ اگلے مہینے کی دسوین کو اسطرح کے ساز و سامان کے ساتھ برات یہان پہونچے ویسا ہی ہوا بیس ہزار روپے مہر ماننا ہوگا اور مان لیا ہزار روپیہ جوڑے کے چڑھاوے کا نقد دینا ہوگا اور دیا پچیس روپیہ مہینہ پاندی کا خرچ لکھوانا چاہا اور لکھوا لیا مگر بات یہ ہے کہ سید نگر والون نے بیٹی کو دیا بھی تو اتنا کہ سونیکا پلنگ تو نتھا شاید اُنکے یہانکا دستور ہوگا مگر گلے کا اور کان کا اور سر کا سارا گہنا دوہرا دوہرا ملا جڑاؤ الگ شادی بیاہ مین پہننے کا اور سادہ الگ ہر روز کے استعمال کا غرض سید نگر والون نے بیٹی کا بیاہ اپنے نام کے مطابق کیا دلّی مین اتنا جہیز ملنا مشکل تھا لوگ باہر کی سو بچا اور مال و اسباب کی فہرست دیکھکر پانچ ساڑھے پانچ ہزار کا جہیز آنکتے تھے اوپر کا خرچ الگ سو گھر کا صدہا من گھی ہزارہا من غلّہ زمیندارونکے یہان اِسکا حساب کیا۔ اُنیسوین برس مبتلا کا بیاہ ہوا جہیز کے اعتبار سے تو دولہن بہت اچھی پائی ذات جماعت کچھ پوچھنی نہتی سگی پھوپھی کی بیٹی رہی

صورت کوئی خاص چیز تو چندان بُری نہ تھی بلکہ الگ الگ دیکھو تو رنگ بھی گورا
نہین تو کھلتا ہوا چنپئی آنکھ۔ ناک۔ دہانہ۔ ہاتھ۔ پانو کسی مین کوئی خاص عیب
نتھا ان چہرے کی مجموعی بناوٹ مین خدا جانے کیا بات تھی نزاکت اور جسم مین
جامہ زیبی نہ تھی ہزار بیبیون مین بیٹھی ہو تو صاف پہچان پڑتی کہ یا ہے کوئی [illegible] اور سچ تو
یہ ہے کہ مبتلا کے بیاہ مین رہی سہی اور بھی بے رونق [illegible] تھی۔ جن دنون
مبتلا کا بیاہ ہوا وہ اپنے آپے مین نہ تھا نشۂ شباب مین سرشار اور بدمست [illegible]
تماشون مین منہمک وہ اپنے بیاہ برات کی خبر سنکر خوش ہوتا تھا مگر صرف اسلیے کہ
ناچ دیکھنے مین آئینگے وہ شادی کی تیاریان دیکھکر مسرت ظاہر کرتا تھا مگر فقط اس
غرض سے کہ گانا سنینگے وہ اگر سمجھ کو کام مین لاتا تو اُسکی سمجھ رسا تھی اور وہ
جان سکتا تھا کہ بیاہ کیا چیز ہے اور بیاہ سے کسطرح کی ذمہ داریان عائد ہوتی ہین
مگر وہ دنیا کے کام مین مطلق غور کرتا ہی نہ تھا اسنے ایک لمحے کے لیے بھی بیاہ کے
انجام کو نہ سوچا اسنے نکاح کے وقت قبلتُ کہا گویا کہ کھیل ہے اقرار نامہ پر دستخط
کیے یعنی ہنسی ہے۔ اسکو بی بی کی طرف ملتفت ہونا چاہیے تھا اور ملتفت ہونے کی
اسکی عمر بھی تھی مگر اسکی آنکھین ڈھونڈھتی تھین ناز و کرشمہ غمزہ و ادا اسکا چسکا
وہ شریف زادیون مین (اور خصوصاً دیہات کی شریف زادیون مین) کہان
پس اسنے بی بی کو دیکھا ناپسندیدگی سے استکراہ سے اور ناخوشی سے اور بی بی
کے ساتھ اسکی نشست برخاست گذرتی گئی اور آپس مین ویسی محبت و موانست پیدا نہوئی
جیسی نئے بیاہے ہوے دولہا دولہن مین ہونی چاہیے اور عموماً نہین تو اکثر ہوا
بھی کرتی ہے علاوہ اسکے مبتلا کو اپنی ہی پرداخت سے فرصت نہ تھی سنو
دولہنونکی ایک دولہن تو وہ آپ تھا بناؤ سنگھار مین ہر دم مصروف زیب و
زینت مین ہر لحظہ مشغول وہ خود اپنی حُسن صورت پر اسقدر فریفتہ تھا کہ آئینہ دیکھیے

کبھی اُسکو سیری ہی نہین ہوتی تھی اُسکو یہانتک خبط نے گھیر رکھا تھا کہ راستہ چلتا تو مُڑ مُڑ کر اپنے سائے کو دیکھتا جاتا -

فصل پنجم مبتلا کی مصیبتونکا آغاز اور اُسکی بدکرداریان بیاہ تک مبتلا کی زندگی نہایت ہی بے فکری سے گذری اُسنے چودہ برس کی عمر تک گھر مین ایسے آرام و عیش کے ساتھ پرورش پائی کہ کمتر کسی کو نصیب ہوتا ہی - مدرسے مین اسکے یار دوستون نے ماں باپ سے بڑھکر اسکی ناز برداریان کین مگر اب اسکے عیش کی مدت آرام کی مہلت پوری ہو چکی تھی اور یہی حال ہی دنیا کی تمام حالتونکا کہ راحت ہی تو ایک وقت خاص تک اور مصیبت ہی تو وہ بھی ایک میعاد مقرر تک نہ اُسکو ثبات اور نہ اِسکو قیام وہ عارضی اور یہ چند روزہ - جنکو خدا نے عقل سلیم دی ہی وہ ہر حالت کو اسی طور پر انگیز کرتے ہین کہ اُسکے زائل ہونے پر انکو ملال بہو تا سخت نکرنا پڑے - اتنا نہین کھاتے کہ تخمہ ہو ایسے دوڑکر نہین چلتے کہ ٹھوکر لگے۔ عادتونکو طبیعت نہین ہونے دیتے اور امور اتفاقی کو ضروری نہین سمجھ لیتے - لیاقت یا ہنر یا صفت یا جوہر یا خوبی یا مایہ الامتیاز یا سرمایۂ فخر و ناز یا ذریعۂ تعریف یا وسیلۂ تقریب جو کچھ سمجھو مبتلا کے پاس ایک حسن صورت تھا اور بس یہی ایک چیز تھی جسکی وجہ سے وہ ہر دل عزیز تھا یہی عمل تھا یہی تسخیر تھی یہی کیمیا اور یہی اکسیر تھی - سین تو اسکی سترھوین برس بھیگنے لگی تھین اٹھارھوین مین تو اسکی اچھی خاصی ڈاڑھی نکل آئی شعر

گیا حسن خوبان دل خواہ کا		ہمیشہ رہے نام اللہ کا	

اور داڑھی بھی نکلی تو اس کثرت سے کہ ماتھا اور ناک اور آنکھونکی جگہ چھوڑ کر کہین تل دھرنے کو جگہ باقی نہ رہی جب داڑھی نکلنے کو ہوئی اگر مبتلا اُسکو اُسکے طور پر نکلنے دیتا تو برس سوا برس وہ اور بھی حسینونکے زمرے مین گنا جاتا اور سبزہ خط اسکی گوری رنگت پر خوب کھلتا مگر اس نے غلطی یہ کی کہ روئین نمودار ہوتے ہی

اسقدر بھیروا دیا استرے کا پھیروانا تھا کہ چھید چھدا کر ایک کی جگہ دس دس رو ئین اور روؤن کی جگہ کالے کرخت بال نکل پڑے اور چہرے کی جلد پر جو ایک غبار الشیاء کا ایک قدرتی روغن تھا وہ بھی گیا گذرا ہوا اب رو گھی کہاں رنگتی اور اسپر غیرت وغیرہ یہ پہلی مصیبت تھی جو مبتلا پر نازل ہوئی اور اُسنے اُس پہلی کیفیت کے اسقدر جلد زائل ہو جانیکا سخت رنج کیا اور جب اُسکے اُن دنونکے خیالات پر نظر کیجاتی ہی تو اُسکا رنج حق بجانب بھی تھا رفتہ رفتہ زوال حسن کا اثر اُسکی حالت پر مترتب ہونیلگا جو لوگ اُسکی ملاقات کے مشتاق رہتے تھے نفرت اور جو دوست تھے گریز کرنے لگے یار اغیار ہوگئے آشنا بیگانے بنگئے۔ کرم صحبتونکی جگہ صاحب سلامت رہگئی دیکھا دُور کی اختلاط کے عوض راہ گذر کی سٹ بھیٹر وہ بھی اتفاقی۔ اسکی طرز زیست نے ادعائی ضرورتونکو اور ادعائی ضرورتون نے خرچ کو اتنا بڑھا دیا تھا کہ مدرسہ کا وظیفہ اور اُسکا چار چندا اور اُسکو مشکل وفا کرتا اب اِدھر تو اسکے اعوان وانصار دست کش ہوئے اُدھر جو گھر سے مدد ملتی تھی اُسمین بی بی نے حصہ بٹوانا شروع کیا ضرورتین اگر جائز اور واجبی ہوتین گھر سے مدد ملتی مگر حاجتین ناجائز اغراض بیہودہ گو نیم بسمل و گرنہ گو نیم مشکل جی ملتا تا اور ناچار ضبط کرتا طبیعت بھر بھراتی اور مجبور رہی ہیچ مارتا۔ انگریزی کی کہاوت ہی کہ مصیبتین ایک ایک کرکے نہین آتین بلکہ جب آتیکو ہوتی ہین تو بس ایک تار بندھ جاتا ہی۔ مبتلا کے بیاہ کے بعد سے تو گویا اس کہاوت کے سچا کرنیکو موتین کچھ ایسی تابڑ توڑ ہوئین کہ پانچ برس کے اندر ہی اندر جتنے بزرگ تھے کیا مرد کیا عورت ایک کے بعد ایک سبھی تو رخصت ہوئے بہنین بیاہی جا کر اپنے اپنے گھر و نین آباد تھین پس اب تن تنہا مبتلا رہگیا اور ایک بی بی کہ وہ بھی اُسکی بے اتفاقی کی وجہ سے پہلے تو اکثر میکے مین رہتی تھی جوتھے پانچوین مہینے مہمان داخل سسرال آگئی تو آگئی اب کوئی برس دن ہوا تھا کہ مان اور

باپ دونوں کے مرجانے سے بھائیوں نے ترکے سے محروم کرنے کے لیے بلانا چلانا مطلقاً
موقوف کر دیا تھا اور مجبوری نہایت کس مپرسی کی حالت میں مبتلا کے یہاں آ رہی
وہ پڑی تھی۔ مبتلا پر مصیبتوں کا ایسا پہاڑ ٹوٹا تھا کہ اگر وہ ذرا بھی عقل سلیم رکھتا ہوتا
تو ساری عمر اس تازیانے کو نہ بھولتا مگر اس کے دل پر تو مہر لگی ہوئی تھی اور آنکھوں پہ
پردہ پڑا ہوا تھا کیسی عبرت اور کس کا ڈر نا مطلق العنان ہوتے ہی لنگا ولگی دوڑنے
پر یہ بھاگنے یہاں تک کہ جن حرکتوں کو پہلے چراتا چھپاتا اب علی الاعلان انکے کرنے میں
ذرا بھی نہ شرماتا۔ باپ کے مرتے ہی میدان خالی پا کر تعزیت کے حیلے اور
غمگساری کے بہانے سے دوست آشناؤں نے پھر اسکو آگھیرا اور وہی اپنی قدیم چہا
اسکو پچا چلے چہلم بھی نہیں ہونے پایا تھا کہ جلسے شروع ہوگئے

فصل ششم مبتلا کے چچا کا حج سے واپس آنا۔ مبتلا کے حقیقی چچا میر متقی ایک
مدت سے نواب رامپور کی سرکار میں نوکر تھے اور وہیں ایک شریف خاندان میں
انھوں نے اپنا نکاح بھی کر لیا تھا مبتلا ان دنوں مکتب میں پڑھتا تھا کہ میر متقی
دلی ہوکر بھائی سے ملتے ہوئے حج کو گئے ارادہ تو صرف حرمین شریفین کی زیارت کا
کر کے گئے تھے مگر وہاں پہونچکر یہ خیال ہوا کہ سالہا سال کے ارادے میں تو اب نکل
گھر سے نکلنا ہوا کیا معلوم کہ اب زندگی میں پھر یہاں آنا نصیب ہو یا نہو لاؤ لگے
ہاتھوں جہانتک ہو سکے زیارتیں تو کر لو۔ پورے تین برس تو زیارتوں میں لگے پھر
تین برس تک متواتر ایسا اتفاق پیش آگیا کہ جب واپسی کا ارادہ کرتے تھے بیمار
ہو ہو جاتے تھے غرض ساتویں برس لوٹے تو بمبئی میں پہونچکر انھوں نے ارادہ
کر لیا تھا کہ بھوپال میں اُستاد سے احمد آباد میں پیر سے اور دہلی میں بھائی سے
ملتا ہوا رامپور جاؤں گا۔ دہلی میں داخل ہوئے تو تھوڑی سی رات گئی تھی سیدھے
بھائی کے دروازے پر آ کھڑے ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ پھاٹک بند اور طبلے کی تھاپ

آوازانڈر سے چلی آرہی ہو سمجھے کہ ناچ ہو رہا ہی تھوڑی دیر مین بڑے زور کے قہقہے سُنائی دیئے معلوم ہوا کہ بھانڈ نقلین کر رہے ہین - میر متقی کو پہلے ذرا سا دھوکا ہوا کہ مین نے گھر کی شناخت مین تو غلطی نہین کی گلی کے نکڑ تک لوٹ کر گئے اِدھر دیکھا اُدھر نگاہ کی بیشک سات برس کے عرصے مین تھوڑے بہت تغیرات بھی ہوے تھے مگر نہ اسقدر کہ آدمی جہان پیدا ہوا پرورش پائی پڑا ہوا رہا سہا اُس گھر کو نہ پہچانے پھر خیال ہوا کہ شاید بھائی نے اس گھر کو چھوڑ دیا ہو اسی سوچ مین کھڑے تھے کہ ایک شخص گلی کی طرف لپکا ہوا چلا آرہا تھا جب اِنکے برابر آیا اِنھون نے اُس سے پوچھا کیون صاحب یہ کونسی گلی ہو وہ یہ کہتا ہوا اپنی دھن مین چلا گیا کہ اِسکو سادات کا کوچہ کہتے ہین اب اِنکو اسکا تو یقین کامل ہو گیا کہ گھر کے پہچاننے مین مجھسے غلطی نہین ہوئی اب اتنی بات اور رہگئی کہ بھائی اُس گھر مین ہین یا نہین اُس شخص کی جلدی نے اِنکو اسکے پوچھنے کی مہلت نہ دی اتنے مین دیکھا کہ ایک بوڑھے سے آدمی بغل مین بچھونا دبائے لکڑی ٹیکتے ہوے اندر گلی سے آہستہ آہستہ چلے آرہے ہین اِنکے تھوڑی دور پیچھے ایک جوان سا آدمی ہو اور وہ ذرا تیز چل رہا ہو یہانتک کہ جب بڑے میان کے برابر آیا تو کہنے لگا ای حضرت خیر ہو یہ اس وقت آپ بچھونا لیے ہوے کہان جا رہے ہین لائیے بچھونا مجکو دیجیے مین پہونچا دون - بڑے میان نے کہا نہین بھائی تم کیون تکلیف اُٹھاؤ بچھونے مین ایسا کیا بوجھ ہو کیا کرین جب سے بیچارے میر مہذب مرے اُنکا لڑکا خدا اُسکو نیک ہدایت دے بُری صحبت مین پڑکر ایسا آوارہ ہو رہا ہو کہ سارے سارے دن اور ساری ساری رات گھر مین دھما چوکڑی مچی رہتی ہو ہم ٹھہرے دیوار بیچ اُسکے پڑوسی اِتنا نہین بن پڑتا کہ گھر مین دو رکعت نماز اطمینان سے پڑھی جاسکے ناچار مین تو اس مسجد مین چلا

جاتا ہون متقی بھائی کے مرنے کی خبر سُنکر قریب تھا کہ جگر کھا کر وہین زمین پر گر پڑے مگر آدمی تھا دیندار اُسنے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہکر ضبط کیا اور اپنے تئین سنبھالا اور سوچا کہ اگر گھر چل کر دستک دون پکارون تو نقارخانے مین طوطی کی آواز کون سُنے گا اور فرض کیا چیخنے چلانے سے دروازہ کھلا بھی تو رات گئی ہی زیادہ سبکو تکلیف ہوگی رونا پیٹنا مچے گا جلسہ درہم برہم ہوکر ماتم برپا ہوگا بہتر یہی کہ رات کو کہین پڑ رہون پھر خیال کیا کہ پاس کے پاس اسی مسجد مین ٹھہر جانا مناسب ہی کہ بڑے میان سے اور حالات بھی دریافت ہونگے۔ مسجد مین گیا اور وضو کرکے نماز پڑھی دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے بھائی سے اسکو محبت تھی بہت یون بھی ہمیشہ غائبانہ اسکے حق مین دعاے خیر کیا کرتا تھا اب جو حضرت موسی کی دعا اُسکو یاد آئی اور اُسکے مُنہ سے نکلا۔ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ جی بھر آیا اور بے اختیار اتنا رویا کہ ہچکی بندھ گئی۔ جیسکے ولکا ایکایک اتنا بڑا صدمہ پہونچا ہو اُسکو بھوک کیا لگے اور نیند کیونکر آئے ساری رات گذر گئی کہ صحن مسجد مین ننگے سر بیٹھا ہوا کبھی کچھ پڑھ پڑھکر بھائی کی روح کو بخشتا تھا اور کبھی اُسکی مغفرت کے لیے خدا کی درگاہ مین زارنالے کرتا تھا۔ سفیدۂ صبح نمودار ہوتے ہی اول وقت فجر کی نماز پڑھی اور پھر اشراق تک معمولی اوراد مین مشغول رہا جب نافلہ اشراق سے فارغ ہوا تو دیکھا کہ بڑے میان بھی اپنا بچھونا لپیٹ لپاٹ کر گھر جانے کی تیاری کر رہے ہین اُنکو ضعیفی کے سبب ذرا دُھندلا بھی نظر آتا تھا متقی نے اُنکو پہچانکر السلام علیک کی اور قریب جاکر اپنے تئین پہچنوایا اور رات کا ماجرا کہہ سُنایا۔ ملے تو میر مہذب کی صحبتونکو یاد کرکے بڑے میان بھی آبدیدہ ہوے اور متقی تو رات ہی سے رو رہا تھا سفر کا تکان ساری رات کا

فاقہ جاگنا اور رونا آنکھیں سوج گئی تھیں منھ سے آواز نہیں نکلتی تھی بارے بڑے میاں نے
بہت کچھ سمجھایا اور دنیا کے دستور کے مطابق صبر کی تعلیم کی اور کہا کہ میاں مرحوم تو اللہ کے
نیک بندے تھے یہاں بھی اچھی اچھی گذار گئے اور انشاء اللہ وہاں بھی انکے لیے
اچھا ہی اچھا ہی وہ اگر مرے تو اپنی عمر سے مرے اور ایک نہ ایک دن سبھی کو مرنا ہی
برا رونا انکے فرزند ناخلف کا ہی کہ اپنے کردار ناشائستہ سے مرحوم کی روح کو ایذا دے
رہا ہی اب تم باپ کی جگہ ہو اُسکو سنبھالو اگر ہو سکے اُسکو روکو اگر بن پڑے۔ گھر کے
نصیب اچھے ہیں کہ تم آپہونچے خدا کو کچھ بھلا کرنا منظور ہی کہ تمکو بھیجا ابھی وقت ہی اگرچہ تنگ ہی
موقع ہی گو اخیر ہی اور تم یہاں مسجد میں اکیلے بیٹھ کر کیا کروگے میرے ساتھ چلو تمھارے
بھتیجے صاحب تو کہیں دوپہر تک اٹھینگے وہ بھی اٹھانے سے تب تک میرے گھر کچھ ناشتا
کر و ہم بھی کوئی غیر نہیں ہیں تمھارے بھائی صاحب خدا اُنکو جنت نصیب کرے ہمکو
عزیزوں سے بڑھکر سمجھتے تھے کیا تمکو یاد نہو گا۔ غرض پھر متقی بڑے میاں کے ساتھ ساتھ
چلے تو سارے رستے بھائی کا تصور پیش نظر تھا اور قدم قدم پر ایسا خیال ہوتا تھا کہ
بھائی سامنے سے چلے آرہے ہیں پیچھے سے پکار رہے ہیں اس دروازے پر کھڑے باتیں
کر رہے ہیں اُس دکان والے سے کچھ کہہ رہے ہیں کیونکہ یہ اتفاقات متقی کو بھائی کی
زندگی میں صدہا بار پیش آچکے تھے اُنھیں باتوں کی یادداشت اب تازہ ہو گئی متقی
رات سے بہتیرا رو بھی چکا تھا اور اُسنے ارادہ کر لیا تھا کہ اب اگر رونا آئیگا بھی تو دل کو
ضبط کرونگا مگر جوں جوں گھر کی طرف پاؤں اُٹھتا تھا دل کی کیفیت متغیر ہوتی چلی
جاتی تھی یہانتک کہ دروازے پر پہونچکر تو نہ تھم سکا اور بے اختیار پکار کر رو پڑا رونے کی
آواز سنکر پاس پڑوس کے لوگ جمع ہو گئے یہانتک تو باہر کی طرف سے نکلوا اسکے
اندر ہی اندر کھڑکی کی راہ پہلے زنانخانے میں اور پھر مردانے میں خبر پہونچی مبتلا اور
اُسکے جلسے کے شرکا ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ کھروا دیکھ اور بھیرویں سنکر سوئے تھے

میر متقی کا آنا سُنکر سبکی نیندین اُچاٹ ہوگئین اور سبکے ہوش اُڑ گئے جو لوگ ابھی ڈیرو و گھنٹے پہلے بھانڈون اور رنڈیون کو نچوا رہے تھے اب لگے آپ ناچ ناچ پڑے پھرنے چاہتے تھے کہ نکل بھاگین مگر راستہ کہان تھا پھاٹک پر تو خود میر متقی صاحب اور اُنکے ساتھ محلے کے چالیس پچاس آدمی کھڑے ہوے تھے زنانخانے مین ہوکر جانا چاہتے تو پہلے ٹھہرے پر گھر والی تھی کہ وہ میان کے سامنے تو لومڑی یا بھیگی بلی جو کچھ تھی سو تھی مگر ان بدذاتونکے حق مین خاص کر اِسوقت شیرنی سے کم نہ تھی اِسکے علاوہ زنان خانے سے اگر باہر جانے کا راستہ تھا تو دوسرے لوگونکے گھرونمین سے ہوکر تھا وہ بھلے مانس ان بلاؤنکا اپنے یہان سے ہوکر گذرنا کیون جائز رکھتے غرض وہ سبکا سٹ پٹانا اور ایک کا ایک سے پوچھنا اور ایک ایک کے سامنے ہاتھ جوڑنا ایک ایک کے پانوٴن پڑنا ایک تماشا تھا قابلِ سیر ایک کیفیت تھی لائق دید کہ رنڈیان جو اپنے حُسن کے غرور مین کسی کے ساتھ سیدھی بات تک نہین کرتی تھین اب ایک ایک کے آگے بچھی جاتی تھین کہ خدا کے لیے ہمین ہمکو پناہ دو ایک ایک کے پیچھے پیٹتی تھین کہ لِلّٰہ ہمین نکالکر لے چلو ایک پکارتی تھی مین انعام اکرام سے باز آئی مجھے راستہ بتاؤ دوسری چلاتی تھی مجھے مُجرے کی کوڑی مت دو مگر کسی ڈھب سے گھر پہونچاؤ۔ رات کے جلسے مین ایک طائفہ چلبلا بھانڈ کا بھی تھا ان کمبختون کو فی الوقت خوب سوجھتی ہے ادھر تو یہ تمام ہل چل مچی ہوئی تھی اور اُدھر چلبلا بے طلب بے فرمایش تیار ہوا اپنے ساتھیونکو جمع کر لگا نقل کرنے۔ (نقل) ایک ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر دوڑا دوڑا لوگونکو ہٹاتا ہوا دباتا ہوا پھرنے لگا کہ کیا ہے یہ کیا ہے کاہے کا غل ہے کیون شور مچا رکھا ہے۔ دوسرا بولا ابے احمق تو نے نہین سُنا کہ حضرت کے چچا مکہ معظمہ سے تشریف لائے ہین۔ پہلا۔ کون چچا ابوجہل

یا ابولہب ہے۔ دوسرا۔ (پہلے کے منہ پر زور سے ایک طمانچہ مارکر) چپ مردود کیا کفر بکتا ہی ابے حضرت پیغمبر صاحب کے چچا نہین ہمارے (مبتلا کی طرف اشارہ کرکے) حضرت پیر و مرشد کے چچا۔ پہلا۔ ہان۔ الحمد للہ۔ پھر ڈرنا کیا ہی۔ آؤ ہم سب ملکر بھی انکو چچا بنائین۔ حج نصیب ہونے اور سلامتی سے واپس آنے کی مبارکباد دین ناچ دکھائین گانا سنائین۔ دوسرا۔ (پہلے کے منہ پر پھر ایک طمانچہ مارکر) ابے توبہ کر توبہ کہین اوپر سے چھت نہ گر پڑے سید آل رسول مولوی حاجی جو ابھی خدا کے گھر سے پھرے ہوے چلے آرہے ہین کہین ناچ دیکھتے ہین (ناچ دیکھنا حرام) یا گانا سنتے ہین (گانا سننا ممنوع)۔ اُنکے نزدیک رنڈیان جہنم کی چھپکلیان ہین اور بھانڈ دوزخ کے کندے۔ پہلا۔ ہاے میرے اللہ رنڈیون نے وہان بھی بھانڈونکو چھوڑا نرے کندے ہوتے تو ذرا دیر مین تو جلتے اور کیون صاحب یہ سب لوگ (مبتلا اور اُسکے ساتھیون کی طرف اشارہ کرکے) کیا ہونگے۔ دوسرا۔ انکو کہتے ہین کہ بھاڑ مین بھونے کڑاہی مین تلے اور بھٹی مین جلائے جائین گے۔ پہلا۔ (دونون ہاتھون کلو نپر ہولے ہولے تھپڑ مار کر اور خوف زدہ آنکھین بناکر) الٰہی توبہ۔ الٰہی توبہ۔ خدا دوزخ کی آنچ سے بچائے اور بھانڈونکو بھوت بنائے آسیب بنائے جو چاہے سو کرے مگر دوزخ کے کندے نہ بنائے۔ بھلا پھر یہ حاجی صاحب چاہتے کیا ہین۔ دوسرا۔ چاہتے یہ ہین کہ نمازین پڑھو روزے رکھو خدا کی بندگی کرو۔ جو روپیہ رنڈیون اور بھانڈونکو دیتے ہو غریبون محتاجونکو دو۔ پہلا۔ بھئی بات تو واجبی ہی۔ رنڈیونکا دینا تو محض فضول ہی رہے بھانڈ انسے بڑھکر غریب محتاج اور کون ہوگا۔ یہ کہکر عمامہ باندھ پاپیجے ٹخنونسے اونچے کر جہان کھڑا تھا ادھر جدھر کو منہ کیے کھڑا تھا اللہ اکبر کہکر ہاتھ باندھ منھ ہی منھ مین کچھ بڑبڑانے لگا گویا امام بنا اور نماز شروع ہوئی۔ مسخرہ پن تو یہ تھا کہ نیت باندھ چکا ہی

اور پھر ایک طرف یہ کہ رہا ہی کہ بس بے تامل پھاٹک کھول دو اور مولوی یا حافظ
یا حاجی یا زوار یا واعظ جو ہون انکو آنے دو اور دوسری طرف سکو اشارہ
کر رہا ہی کہ مقتدی بنکر میرے پیچھے کھڑے ہو جاؤ اور پھر بڑبڑانے لگا ۔ طائفہ کے
جتنے بھانڈ تھے سب صف بستہ ہوکر مقتدی بنے اور اسکے پیچھے کھڑے ہوے ذرا
دیر گذری تھی کہ ایک نے صف مین سے نکل کر امام کی پیٹھ پر ایک دوہتڑ مارا ایسے
زور سے کہ تھوڑی دور آگے جا کرا وندھے مُنھ گر پڑا اور کہا ابے بدعتی یہ کیسی بے وقت
اور بے رُخی جماعت کی نماز پڑھا رہا ہی اگر مولوی اسمٰعیل کے مقلد سُن پائین تو
مارے کفر کے فتوونکے اُتو کر دین ۔ امام ۔ ابے تو کیا جانے یہ صلوٰۃ الخوف ہی اور
پھر اُسی طرح اپنی جگہ جا کھڑا ہوا گویا اتنی حرکت پر بھی نماز باطل نہین ہوئی تھوڑی
دیر کے بعد پیچھے کی صف سے پھر ایک شخص آگے بڑھا اور اُسنے امام کا عمامہ اُتار
تڑاتڑ آٹھ دس بیس لپتڑے رسید کیے ۔ امام سر سہلاتا ہوا یہ کہتا بھاگا کہ کفر کا
فتوی آیا تو یہ لپتڑے مارنے والا کیا کہتا ہی ابے دُرست فتوی نہین تیری عبادت
صلہ ہی ۔ امام بولا عبادت کا صلہ ہی تو اسمین مقتدیونکا بھی حق ہی پھر تو اِس سرے سے
اُس سرے تک بلا امتیاز جوتے کاری ہونے لگی اور رنڈیان اور بھڑوے
اور میر محفل اور تماشائی سبھی پر آفت آئی ۔ کہتے ہین کہ جلبلا بھانڈ کے طائفہ کا
بیس روپے روز معمول تھا اور مبتلا اس طائفے کا ایسا گرویدہ تھا کہ اگر خرچ
مساعدت کرتا تو ہر رات اِنکا ناچ دیکھتا مگر اسپر بھی کئی سو روپے ان لوگونکے
چڑھ گئے تھے اب مبتلا کے چچا کا آنا سنکر بھانڈونکو بالکل نا امیدی ہو گئی اور ایسی
نقل کی ۔ نقل تو نہایت برجستہ تھی مگر طبیعت کسکی حاضر تھی اور دل کسکا ٹھکانے
تھا کہ مزا لیتا اور داد دیتا ۔ مبتلا کی تو ایسی سٹی بھولی کہ ننگے پاؤن کبھی اندر جاتا
اور کبھی باہر آتا تھا مگر کوئی تدبیر بن نہین پڑتی تھی آخر اُسنے اپنے باپکے پرانے

نوکر وفادار کو آواز دی - یہ بوڑھا آدمی اسم باسمی مبتلا کو بہت سمجھاتا رہتا تھا مگر
نوکر کی بساط کیا جب وفادار نے بار بار کہنا شروع کیا مبتلا نے اسکو جھڑک
جھڑک دیا وفادار نے دل شکستہ ہوکر مبتلا سے کنارہ کشی اختیار کی مردانے مین
اسکے رہنے کی ایک کوٹھری تھی رات دن اُسی کوٹھری مین پڑا رہتا اندر سے
کچھ فرمایش آتی تو اُسکی تعمیل کردیتا مبتلا کے کسی کام کاج کو ہرگز ہاتھ نہ لگاتا -
آدمی تھا زمانہ دیدہ سمجھ چکا تھا کہ یہ لیل ونہار اِسطرح پر تو سدا چلنے والا نہین
یا تو یہ رسم و راہ نہین اور رسم و راہ یہ ہے تو بندۂ درگاہ نہین - وفادار اکیلا کوٹھری
مین بیٹھا ہوا دیکھتا نہین تھا تو سنتا سبکی تھا اِسکو میر متقی کا آنا اور ارباب جلسہ کا
گھبرانا معلوم ہوچکا تھا خلافِ عادت مبتلا کے بلانے کی آواز سنکر مطلب تو سمجھا
مگر جان بوجھ کر چادر تان لیٹ گیا - مبتلا نے ایک بار پکارا دو بار پکارا تین بار
پکارا جواب ندارد - اگر کبھی پہلے ایسا اتفاق ہوا ہوتا تو وفادار کی مجال تھی کہ
مبتلا پکارے اور پہلی آواز پر جواب نہ دے مگر میر متقی کا آنا تھا کہ باہر سے اندر تک
دفعۃً سبکا رنگ بدل گیا جو ناچیز تھے وہ اب عزیز تھے جو با اقتدار تھے وہ اب
ذلیل وخوار تھے یہانتک کہ مبتلا نے خود کوٹھری کے دروازے پر آکر پکارا میان
وفادار - میان وفادار جلدی اُٹھو چچا آئے - وفادار نے گھبرا کر پوچھا کیا
چھوٹے میان حج سے تشریف لائے - مبتلا - ہان - وفادار نے میر صاحب مرحوم کو
یاد کرکے ایک آہ کی اور آنکھون مین آنسو بھر لایا اور میر متقی کے صحیح وسلامت
واپس آنے پر خدا کا شکر کیا اور دروازہ کھولنے کے ارادے سے دوڑا مبتلا نے
لپک کر روکا کہ ذرا ٹھہرو ذرا ٹھہرو - مبتلا نے چچا کو دیکھا تو تھا مگر سات برس
مین صورت بھول گیا تھا وفادار سے کہا کہ ذرا کواڑونکی دراز مین سے جھانک کر
تو دیکھو وہی ہین وفادار نے پہلی ہی نظر مین پہچان لیا اور کہا کہ بیشک وہی ہین

اور اب تو عین بعین سرکار[1] معلوم ہوتے ہیں مگر داڑھی میں ذرتی سفید ہی نہین ہے
مبتلا یہ سنکر وفادار کے گلے سے لپٹ گیا اور کہا کہ خدا کے لیے کسی طرح مجکو اس
فضیحت سے بچاؤ میں ان کمبختونکو کہاں لیجاؤن اور کس جگہ چھپاؤن وفادار کو
مبتلا کا اضطرار دیکھکر بہت ترس آیا اور اُسنے کہا کہ تھوڑی دیر کے لیے ان لوگونکو
پاخانے مین کھڑا کر دیجیے چھوٹے میان آخر اندر جائینگے اُسوقت انکو نکال باہر
کرینگے۔ واقع مین اسکے سوا کوئی تدبیر ہی نہ تھی آخر یہی کیا کہ چھپا چھپ ان سکو
پاخانے مین اوپر تلے ٹھونس آگے پیچھے دھکیل کنڈی چڑھا باہر کا پھاٹک کھول دیا
میر متقی نے دوڑکر بھتیجے کو چھاتی سے لگایا اُسوقت کی کیفیت بھی جس جس نے
دیکھی ساری عمر اُسکو نہین بھول سکتا۔ بوڑھا (ھونس نہین مگر ادھیڑ) اور جوان
فرشتہ اور شیطان یا رحمت اور قہر یا نیکی اور بدی یا ثقہ اور رند یا حاجی اور پاجی
یا چچا اور بھتیجا دونون ایک دوسرے کے گلے لگے ہوئے کھڑے رو رہے تھے مبتلا
تو ڈاڑھین مار رہا تھا اور میر متقی کی آنکھوں سے برابر آنسو جاری تھے اور چونکہ رنج کو
بتکلف ضبط کرتے تھے بوٹی بوٹی کانپ رہی تھی پچاس ساٹھ آدمی حلقہ باندھے
ہوئے گرد و پیش تھے اور سب پر رقت طاری تھی۔ کامل پاؤ گھنٹے کے بعد
متقی نے مبتلا کو سینے سے جدا کیا اور سبکے ساتھ اُسکو لیجاکر دالان مین بیٹھے
تھوڑی دیر سب سکوت مین تھے آخر کسینے میر صاحب مرحوم کا ذکر خیر نکالا
پہلے اُنکے محامد اور اخلاق کا مذکور رہا پھر علالت اور وفات کا آخر فاتحہ پڑھکر
لوگ رخصت ہوئے اور میر متقی زنان خانہ مین گئے۔

فصل ہفتم مبتلا کے چچا میر متقی کا اپنی بھانجی یعنے مبتلا کی بی بی کے سامنے تعزیت کے
طور پر وعظ کہنا ماسونکا آنا سنکر بھانجی کو ماں باپ اور پھوپھی پھوپھی کا مرنا

[1] سرکار سے مراد مبتلا کے والد میر مہذب مرحوم ہین جو میر متقی کے حقیقی بڑے بھائی تھے ۱۲

بھائیونکا ظلم اور سب سے بڑھکر مبتلا کا اِس سے بے تعلق رہنا اپنی بیکسی گھر کی تباہی آیندہ کی نا امیدی غرض ساری داستانِ مصیبت اول سے آخر تک یاد آگئی اور وہ دِل ہی دلمین رونے کی تیاریان کرچکی تھی جون ماسون نے اندر قدم رکھا اور بھانجی کے ساتھ نظر دوچار ہوئی اُسنے کسی طرح لڑکھڑاتے ہوے کھڑے ہوکر سلام تو کرلیا اور پھر تو ایسی بلکی کہ غش کھا کر گر پڑی ہاتھ پانون ٹھنڈے پڑگئے دانت بچی ہوگئے نخلخے سونگھائے منھ پر گلاب کے چھینٹے دیے بارے ہوش آیا تو اُسنے ایسے بین شروع کیے کہ سننے والونکے کلیجے منھ کو آنے لگے دِل دہل گئے۔

آخر متقی نے سر پر ہاتھ پھیرا اور سمجھایا کہ مصیبت مین اسقدر رنج کرنا عبودیت کی شان نہین ہے۔ رنج مصیبت کو نہ ٹال سکتا ہی اور نہ اُسکو ہلکا کرسکتا بلکہ اُلٹا مصیبت کو بڑھاتا ہی جیسی محبت مان کو اکلوتے بیٹے کے ساتھ ہوتی ہی اس سے لاکھون کرورون درجے بڑھی ہوئی محبت خدا کو اپنے تمام بندونکے ساتھ ہی اگر خدا نہ چاہے تو کیا بندے آپ سے آپ پیدا ہوجائین اور اپنے اختیار سے زندگی کرین ایسا خیال کرنا تو کفر کے علاوہ غلطِ صریح بھی ہی بندے پہلے اور بُرے امیر اور غریب قوی او ضعیف حاکم اور محکوم بادشاہ اور رعیت یہانتک کہ ولی اور پیغمبر سبکے سب اسقدر عاجز اور بے اختیار ہین کہ بدون خدا کی مرضی کے ایک پتا ہلانا چاہین تو نہین ہلاسکتے ایک ذرے کو جگہ سے سرکانا چاہین تو نہین سرکا سکتے۔ کسی انسان کا نفع وضرر سود وزیان فائدہ اور نقصان نہ خود اسکے اختیار مین ہی نہ کسی دوسرے انسان کے۔ دنیا مین جس کسی کو جس کسیکے ساتھ کسی طرح کی محبت ہی اسکے یہی معنے ہوسکتے ہین کہ جسکے ساتھ محبت رکھتا ہی اُسکا فائدہ چاہتا ہی نہ یہ کہ اُسکو فائدہ پہونچاتا ہی یا پہونچا سکتا ہی اسی واسطے دنیا کی ساری محبتین از برائے نام ہین سچی اور اصلی محبت خدا کی

کہ ساری نعمتین اور ساری برکتین جو ہمکو حاصل ہین یہانتک کہ زندگی اُسی کی
دی ہوئی ہی باایہمہ انسان کو اس زندگی مین ایذائین بھی پہونچتی ہین مگر
اُنمین ضرور انسان کا کوئی نہ کوئی فائدہ مضمر ہوتا ہی مثلاً طبیب کہ وہ کسی
مریض کا علاج کرتا ہی کبھی اُسکو کڑوی دوا پلاتا اور کبھی اُسکی فصد لیتا اور
کبھی بیمار کے زخم کو شگاف دیتا اور کبھی شاید اُسکے کسی عضو کو کاٹ بھی ڈالتا ہی
مگر ایسا کرنیسے کیا کوئی شبہہ کرسکتا ہی کہ طبیب اپنے بیمار کے ساتھ عداوت رکھتا ہی
اِسی طرح جو تکلیفین ہمکو دنیا مین پہونچتی ہین اور بلا شبہہ خدا کی مقدس مرضی سے
پہونچتی ہین ظاہر مین تکلیف ہین اور باطن مین آرام ابتدا مین ایذا ہین اور
انجام مین راحت۔ اوّل تو اِسکا فیصلہ کرنا مشکل ہی کہ وہ تکلیف حقیقت مین
بھی تکلیف ہی یا نہین۔ فرض کرو کہ کسی عورت کا شوہر مرجاے ظاہر مین بیوگی
ایک بڑی مصیبت ہی مگر کیا ممکن نہین کہ مرد زندہ رہتا اور بیوی پر سوکن لاکر
اُسکو زندہ درگور کرتا یا بیوی سے اُسکا دِل ایسا پھرتا کہ جبتک جیتا اُسکو سخت
ایذا دیتا یا ایسے امراض مین مبتلا ہوتا کہ سارے گھر کی زندگی دشوار کردیتا اور
اِسی طرح کے اور بہت سے احتمالات ہین جنکی وجہ سے ایک عورت اپنی
بیوگی کو ترجیح دیسکتی ہی سہاگ پر پس جبتک انسان کو علم مستقبلات یعنے علم
غیب نہو اور وہ اُسکو نہوا ہی اور نہ ہوگا وہ کسی حالت کو جو اُسپر یا کسی پر
طاری ہو برا کہہ نہین سکتا۔ دنیا کے بہت سے واقعات کو ہم پسند کرتے ہین
مگر جسطرح ہماری معلومات ناتمام ہی اسی طرح جو نتیجے ہم اپنی معلومات سے
نکالتے ہین ناقص۔ ادھوری روداد اور اُسپر فیصلہ ناکافی تحقیقات اور
اُسپر تجویز اور مانا کہ جو تکلیف ہمکو پہونچی حقیقت مین تکلیف ہی تو کیا شفیق باپ
اپنے پیارے بیٹے کو منصف اور رحم دِل بادشاہ اپنی عزیز رعیت کو تادیب

یا تنبیہ یا اصلاح یا کسی دوسری مصلحت سے ایذا نہین پہونچاتا ہمیشہ ایسی ایذائین پہونچتی
رہتی ہین نہ فریاد نہ شکایت پس اگر خدا کی طرف سے ایک ایذا پہونچ جاے (جانے دو
اُسکے بیشمار احسانونکو اور بھول جاؤ اُسکی نامحصو نعمتونکو) تو بندہ کیون مُنہ پھلاے
کسلیے بڑبڑائے۔ سب سے بڑا فائدہ جو مصیبت سے انسانکو پہونچتا ہی یہ ہی کہ مصیبت
دل مین بالتخصیص عجز و انکسار کی صفت پیدا کرتی اور خدا کو یاد دلاتی ہی اور حقیقت مین
مصیبت کے وقت بندہ خدا کی طرف رجوع کرتا ہی تو وہ مصیبت نہین رحمت ہی
لیکن خدا کو یاد کرنے اور اُسکی طرف رجوع کرنے کے یہ معنی نہین ہین کہ شکایت
کرو اور اس سے ناراض رہو بلکہ اِسکے یہ معنی ہین کہ اُسکی رحمت پر پورا بھروسا
اور اعتماد کرکے صمیم قلب سے یقین کرلو کہ جو کچھ ہوا خوب ہوا بہتر ہوا مناسب ہوا
اور یون ہی ہونا چاہتا تھا یہ تو درجہ رضا اور تسلیم کا ہی اور اسی کا نام صبر جمیل ہی
اور آدمی کو جسکا عقیدہ ضعیف اور جسکا دل کمزور اور جسکی ہمت کوتاہ اور جسکا
ارادہ متزلزل ہی اس درجے پر پہونچنا دشوار ہی مگر اعلے علیین پر نہین پہونچ سکتے تو
ایک سیڑھی دو سیڑھی جتنا ہوسکے کچھ تو اُچکو کسیقدر تو اُبھرو کہ اسفل السافلین
کفران سے نکلو۔ یون کہنے کو تو مُنہ سے سبھی کہتے ہین کہ دنیا فانی ہی چندروزہ ہی
خواب ہی سراب ہی سایہ ہی سحاب ہی برق بیتاب ہی مگر مصیبت کے وقت بخوبی
ظاہر ہوجاتا ہی کہ زبان ہمارے دلکا سچا ترجمان نہین۔ کیا کوئی فانی ایک فانی
حالت کے لیے اتنا غل مچاتا اور اسقدر رونا پیٹنا ہی۔ مصیبت پر جو منفعت ہمنے
ہمیشہ مترتب ہوتے دیکھی وہ تو یہ ہی کہ مصیبت آدمی کے مستقبل کو اُسکی ماضی سے
ضرور بہتر کردیتی ہی یعنے اگر انسان کاہل تھا تو مصیبت کے بعد ضرور چست و چالاک
ہوجاتا ہی آرام طلب تھا تو جفاکش بھولا تھا تو سیانا مسرف تھا تو کفایت شعار
بدپرہیز تھا تو محتاط جلدباز تھا تو دھیما آوارہ تھا تو نیک کردار۔ جس آدمی پر

کبھی مصیبت نہین پڑی نہ اُسکی عقل کا ٹھکانا نہ اُسکی راے کا بھروسا نہ اُسکا دین درست نہ اُسکے اخلاق شایستہ۔ سوا اسکے علاوہ آدمی کا دستور ہی کہ ایک حالت کیسی ہی عمدہ کیون نہو اگر ساری عمر یکسانی کے ساتھ چلی جاے تو انسان کو اُس حالت کی عمدگی کا احساس باقی نہین رہتا بلکہ ملول ہو کر اکتا کر خود اُس حالت سے نفرت کرنے لگتا ہی۔ ایک باورچی کو مین جانتا ہون جو نمکین اور میٹھے چانول یعنے بریانی متنجن وغیرہ پکانے کا ال اُستاد تھا۔ شہر مین کہین نہ کہین شادی یا غمی کی کوئی نہ کوئی تقریب لگی ہی رہتی تھی جس کسی کے یہان چانولون کی تخت ہوتی اسی باورچی سے پکواتا اور اسکو مزدوری کے علاوہ دستور کے مطابق تہ دیگی کی چونی دار رکابی بھی ملتی وہ ایک رکابی ایسی ہوتی تھی کہ اُسکا سارا گھر اسکو کھا کر اٹل ہو جاتا۔ پس اِن لوگونکو دونون وقت عمدہ سے عمدہ بریانی اور بہتر سے بہتر متنجن کھانیکو ملتا تھا پس یہ ایک حالت تھی کہ اگر کسی غریب آدمی کے سامنے جو بریانی متنجن کو ترستا ہو بیان کیجیے تو سنتے کے ساتھ ہی رال ٹپک پڑے مگر اس باورچی اور اسکے اہل وعیال کا کیا حال تھا کہ نمکین کر کے بریانی متنجن کی رکابیان ہمسایہ کے لوگونکو دیتے اور اُنسے روٹی چٹنی مانگ کر کھاتے۔ پس ہمنے تندرستی کی قدر بیماری سے جانی وطن کی پردیس سے تونگری کی مفلسی سے آرام کی دُکھ سے راحت کی مصیبت سے تو جو شخص حقیقی راحت کا خواہان ہی ضرور ہی کہ مصیبت کا بھی مزا چکھے۔ مصیبت زدہ کے لیے سب سے بہتر تدبیر یہ ہی کہ وہ دوسرے مصیبت مندون پر نظر کرے مثلاً اگر اسکو صرف بیوگی کی شکایت ہی تو پائیگی کہ اِس جیسی اور اس سے بدتر لاکھون بیوہ عورتین اور بھی ہین شاید یہ ایک مدت خانہ داری کر چکنے بعد بیوہ ہوئی ہی اور ہزارہا اللہ کی بندیان ایسی بھی ہین جنھون نے شوہر کی صورت تک نہین دیکھی پس وہ بیوہ کے علاوہ لاولد بھی ہین اور شاید انکو روٹی کا بھی کہین سے آسرا نہو

پس بیوہ اور لاولد کے علاوہ محتاج بھی نگھری ندری بھی اور شاید دُکھیا بیمار بھی اور شاید اندھی اور لولی اور اپاہج بھی کسی کو اگر کھجلی کی ایذا ہی تو وہ دیکھے گا اپنے ہی جیسے آدمی کوڑھی اور کوڑھ میں کیڑے اور کیڑوں کے ساتھ زخم اور زخموں میں سوزش العیاذ باللہ۔ جسکی آنکھ میں ناخنہ ہو گیا اُسکو اس سے تسلی نہیں ہو گی کہ دوسرونکی آنکھ میں ٹینٹ یا دوسرے کانڑے بلکہ اندھے بھی ہیں۔ غرض دنیا کا حال یہی ہی کہ ایک سے ایک بہتر ہی پس کیوں کوئی مغرور ہو اور ایک سے ایک بدتر ہی توکسلیے کوئی ناصبور ہو بیبی تم میں یہ نہیں کہتا کہ تم پر مصیبت نہیں پڑی۔ پڑی مگر اس مصیبت پر جو تمھاری حالت ہی کہ خدا کے فضل و کرم سے تندرست ہو عزت آبرو کے ساتھ گھر میں بیٹھی ہو تمنے کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا تمنے دروازے دروازے بھیک نہیں مانگی تمنے پیٹ کے واسطے کسی کی خدمت نہیں کی ٹہل نہیں کی گو ماں باپ کو خدا نے اُٹھا لیا مگر ابھی تمھارے غمگسار تمھارے خبر گیر تمھارے سرپرست موجود ہیں اور اُنھیں سے ایک میں بھی ہوں کہ باپ جتنی نہیں کرونگا تو اس سے پورا اطمینان رکھو کہ انشاء اللہ اپنے مقدور بھر تمھارے حال کی اصلاح تمھارے معاملات کی درستی میں کسی طرح کی کوتاہی بھی مجھ سے نہوگی۔ لاؤ اسی شہر سے بلکہ اسی محلے سے بلکہ اسی کوچے سے بلکہ تمھارے پڑوس سے جتنی عورتیں کہو میں بُلا لاتا ہوں جنکو دیکھکر تم ضرور رحم کروگی اور سمجھوگی کہ یہ مجھ سے زیادہ دردمند ہیں۔ ایک حکیم کا مقولہ ہی کہ دنیا میں ہر شخص خوش ہی اسواسطے کہ وہ اپنی حالت کو کسی دوسرے کی حالت کے ساتھ بدلنا نہیں چاہتا۔ جس دن پہلے پہل میں نے یہ بات کتاب میں لکھی دیکھی تو میں ذرا اسپر ٹھٹکا پھر میں نے سوچا کہ اسکو میں اپنے ہی اوپر کیوں نہ آزماؤں۔ تو میں نے اپنی جان پہچان کے پانچ چھ آدمی تجویز کیے جنکی حالت کو بنظر ظاہر میں اپنی حالت سے بہتر سمجھتا تھا لیکن اچھی طور جو غور کیا تو ایک لاولد تھے دوسرے بیٹے تو رکھتے تھے مگر نا ہموار تیسرے دائم المرض

چوتھے شدت سے مسلک پانچوین بیوی کی بدمزاجی اور بدسلیقگی اور بدزبانی سے عاجز چھٹے لامذہب غرض کسکو بے داغ نہ پایا تب اُس حکیم کے مقولے کی تصدیق اور میرے دلکی تشفی ہوئی اور پھر ایک بات اور بھی سوچنے کے قابل ہی کہ غم کیسا ہی سخت اور صدمہ کتنا ہی بھاری کیون نہو رفتہ رفتہ خود بخود اسکا اثر مضمحل ہوتے ہوتے آخر کار محو ہو جاتا ہے کبھی ہمارے باپ بھی مرے تھے ہم بھی اُنکے فراق مین تمھاری طرح بہتیرا روئے دھوئے غمگین اور اُداس رہے آخر بھول بسر گئے غرض انسان کو چار و ناچار صبر تو کرنا پڑتا ہی کیا کرے دیوار سے سر ٹکرا کر کوئین مین گر کر افیون کھا کر حرام موت مر رہے مگر اسکو صبر محمود نہین کہتے صبر محمود وہی صبر ہی کہ نزول مصیبت کے وقت ہو جبکہ رنج دل کو نچوڑتا اور کلیجے کو کھرچتا ہی آنسو ہین کہ نکلے چلے آتے ہین اور سانس ہی کہ پیٹ مین نہین سماتا وہ بندے کے لیے سخت آزمایش کا وقت ہی معاذ اللہ اگر خدا کی شان مین شکایت کا کوئی کلمہ اُسکے مُنھ سے نکل گیا یا اُسکے دل مین خدا کی نسبت جل وعلا شانہ بے رحمی یا بے انصافی کا خیال وسوسے کے طور پر بھی آگیا تو بس دنیا خراب عاقبت برباد خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ۔ متقی نے جو یہ باتین عقل کی دین کی نصیحت کی بیان کین تو بھانجی پر ایسا اثر ہوا کہ گویا گرتی ہوئی دیوار کو تھونی لگا دی ڈوبتے ہوے کو اچھال کر کنارے پہونچا یا مرجھائے ہوے درخت کو پانی دیا۔

فصل ہشتم میر متقی کا مبتلا کے امور خانہ داری کی اصلاح مین کوشش کرنا متقی کا ارادہ تو یہ تھا کہ بھائی سے ملکر ہفتہ عشرہ رہکر رام پور روانہ ہونگا مگر سوچا کچھ اور ہوا کچھ۔ یہان آکر دیکھا تو بھائی کو مرے ہوے چھ مہینے ہو چکے تھے اور بھتیجے صاحب نے وہ اودھم مچا رکھی تھی کہ خدا کی پناہ۔ دو تین مہینے بھی متقی کے پہونچنے مین دیر ہوتی تو تنخواہ ہونکا کرائے کا رہنے کے موروثی مکان کا خاندان کی عزت و آبرو کا بزرگونکے

نام ونمود کا سب کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ باپ کا بیمار پڑنا اور مبتلا کا مدرسے سے اُٹھنا وہ دن
اور آج کا دن اُس بندۂ خدا نے بھولکر بھی تو مدرسے کو یاد نہ کیا شروع شروع
مین دو چار بار ہم جماعت بلانے کو آئے بعض مدرّسون نے بھی کہلا بھیجا مبتلا کسکی سُنتا تھا
رخصت کی غیر حاضری ہوئی اور غیر حاضر ہوتا تھا کہ رجسٹر سے نام کٹ گیا بیٹھے بٹھائے
اچھا معقول وظیفہ کھویا اور بات کی بات مین آیندہ کی ساری امیدین ایک دم سے
منقطع ہو گئین۔ جن جن سرکارون سے تنخواہین مقرر تھین ضرور تھا کہ پیروی کر کے
وارثونکے نام اُنکا اجرا کرایا جائے مگر یہان پیروی کرے تو مبتلا اور نہ کرے تو
مبتلا۔ اگر باپ کے مرنے پر مبتلا اِن سرکارونمین جاتا تو جن سرکارونکا جیسا
دستور تھا کہین سے ماتمی خلعت کہین سے نقد کچھ نہ کچھ ملتا پر ملتا اور تنخواہ بھی کہین سے
پوری کہین سے آدھوری جاری ہوتی ہی ہوتی مگر مبتلا کو اپنے مشاغل لایعنی سے
اتنی فرصت کہان تھی کہ وہ اِن باتونکو سوچے اور خلعت یا نقد یا تنخواہ کے لیے
سرکارون مین دوڑ دھوپ کرے غرض جتنے معمولات تھے سب بند ہو گئے آب
آمدنی کے نام سے پوچھو تو رہ گیا گیا صرف کرایہ اول تو وہ تھا ہی کتنا مگر خیر جسقدر تھا
اُسکا بھی یہ حال ہوا کہ کسی کے دو روپے دینے ہین اُسنے مانگے نہ مہینا دیکھا نہ حساب
نہ کتاب قلم اُٹھا کسی کرایہ دار کے نام چٹھی لکھ دی کہ اِسکو دو روپے دیکر کرایہ مین
مجرا کرلو اب وہ چٹھی والا کرایہ دار کے سر ہوا ہر چند وہ کہتا جاتا ہے کہ بھئی ابھی
مہینا پورا نہین ہوا یا مین نے اپنی گرہ سے مرمت کرائی ہے چٹھی والا ہے کہ ایک نہین
سنتا۔ کرایہ دارون نے دیکھا کہ اِتنے شہر مین ہزارہا مکان اور لاکھون دکانین پر
یہ چٹھی کا انوکھا اور نرالا دستور نہ دیکھا نہ سُنا ایک میر صاحب تھے اللہ بخشے کہ ایک
مہینے کا کرایہ دوسرے مہینے مین اور دوسرے کا تیسرے مین وصول ہوتا رہتا تھا

سلہ یعنے مبتلا کے والد میر مہذب مرحوم ۱۲

بیچارے کبھی ایک سخن بھی تو زبان پر نہیں لائے اُنھیں کے صاحبزادے ہیں کہ بےحساب
بیٹھے بیٹھے چھٹیاں اُڑاتے ہیں گویا کوتوالی کے پروانے ہیں یا تھانے کے حکمنامے
غرض اکثروں نے بیدل ہو کر مکان خالی کر دیے اور اُٹھ کر کہیں اور جا رہے اور
جائداد اسقدر بدنام ہو گئی کہ کوئی دوسرا کرایہ دار رُخ نہیں کرتا۔ مبتلا کے ہاتھ
لگ گیا تھا انکا زیور اُسی میں یہ تمام گل چھرّے اُڑ رہے تھے۔ دو ہونے دو ہزار کا
زیور اُس مرحومہ کا تھا چھ مہینے میں سب خالصے لگ چکا اب مہینے سوا مہینے سے
اُدھار پر گذران تھی۔ متقی نے جو یہ حال بھائی کے گھر کا دیکھا تو کیونکر ممکن تھا کہ اِن
لوگوں کو ایسی حالت میں چھوڑ کر چلا جائے ناچار رامپور کا ارادہ سرِدست فسخ کیا
اور مبتلا کو ساتھ ساتھ سرکاروں میں لیے لیے پڑا پھرا کسی کے کارپرداز سے سازباز کی
کسی کے داروغہ کو جا گانٹھا سفارش کی جگہ سفارش پہونچائی اور سعی کے مقام پر
سعی کرائی بعض جگہ اپنی وجاہت سے کام نکالا اور جہاں موقع بن پڑا بھائی کے
حسنِ خدمات پر زور ڈالا غرض کئی مہینے کی دوا دوش سے اتنا تو ہوا کہ میر مہذب کے
زمانِ حیات میں جتنی تنخواہیں تھیں بلاکم و کاست پوری پوری کھل گئیں بلکہ بعض
سیرچشم سرکاروں نے پچھلے چھ مہینے کی چڑھی ہوئی تنخواہ بھی بلاوضعات دی متقی نے
ایک پیش بینی یہ کی کہ جسقدر ذاتی تنخواہ تھی یعنے بلاخدمت بطور مدد معاش ملتی
تھی اپنی بھانجی غیرت بیگم یعنے مبتلا کی بی بی کے نام جاری کرائی اور تنخواہ مشروط
بالخدمت مبتلا کے نام اسمیں مصلحت یہ تھی کہ بی بی کے آگے مبتلا کی ذرا گتی دبی
رہے۔ تنخواہوں کا پچھلا چڑھا ہوا روپیہ جسقدر ملا اس سے مکانات اور دکانوں کی
شکست ریخت کی درستی کرا کے کرایہ داروں کو بسا کر انکے سرخط بھی آدھے
کرایے کے مبتلا کے نام اور آدھے کے غیرت بیگم کے نام لکھوا دیے۔ میر مہذب کے
روزِ وفات سے آج تک بوتات کا حساب بنئے کے یہاں سے اُدھار چلا آتا تھا

حساب کر کے اُسکا قرضہ چکایا اور آیندہ کے لیے اُچاپت کو مطلقاً بند کر کے یہ قاعدہ باندھ دیا کہ جو چیز درکار ہو نقد بازار سے آجایا کرے۔

فصل نہم میر متقی بڑے بھانجے سید حاضر کو سمجھاتے ہین کہ بہن کو محروم الارث مت کرو غیرت بیگم کو بھائیون نے ترکۂ پدری سے محروم کر رکھا تھا اور کسکی مجال تھی کہ اُن بھڑ و نکے چھتونکو چھیڑے وہ اِسس بلا کے لوگ تھے کہ اگر نالش کی بھنک بھی اُنکے کان مین جا پڑتی تو کہانکے ماموں اور کسکی بہن اور کیسا بہنوئی سبکی عزت کے لاگو ہو جاتے یہ ایک شعر جو مشہور ہی

بہر جا جمع سے آیند سادات		فسادات فسادات فسادات

کہتے ہین کسینے سید نگر والون ہی کی شان مین کہا تھا اور میر متقی کو وہا نکے لوگونکے ہتھکنڈے بخوبی معلوم تھے اور مخاصمانہ طور پر بھانجونکے ساتھ پیش آنا اور اُنکے مقابلے مین مدعی یا مدعا علیہ ہونا گو بھانجی ہی کا حق طلب کرنے کے لیے کیون نہو اُنکو شایان تھا اور نہ غیرت بیگم کے حق مین مفید۔ سید نگر کے سب لوگ زمیندار اور رعایا بیاستک کہ خوش باش اسقدر مفسد تھے کہ جھوٹ بولنا جھوٹا حلف اُٹھا لینا جھوٹے گواہ جھوٹی روداد اور جھوٹی دستاویزین بنانا حاکم کو دھوکا دینا پرایا حق مار بیٹھنا لوگونکو ناحق ستانا ان باتونکو بڑا ہنر اور داخل ہوشیاری سمجھتے تھے اور جسطرح کوئی بڑا نامی جنرل اپنے دوستونمین فخراً اپنی فتوحات کے واقعات کا بیان کرتا ہی یہ لوگ ہمیشہ دیوانی فوجداری مقدمات کے تذکرے کرتے رہتے تھے کوئی امیر اپنی مدح پر اتنا نازنہ کرتا ہوگا جتنا اِنکو ڈگریون اور فیصلونپر تھا۔ ان لوگونکی نظر وںمین میر متقی صوفی وفقیہ تھے مگر سادہ لوح اور سفیہ عالم و فاضل تھے مگر احمق ولا یعقل۔ میر متقی کا چھوٹا بھانجا سید ناظر جو غیرت بیگم سے بھی عمر مین چھوٹا تھا کچہری دربار کا کام دیکھتا تھا

اور تمام معاملات مقدمات اُسی سے متعلق تھے پس یہ گھر کا عقل کل تھا۔ سید حاضر
جو عمر مین سب سے بڑا اور اکبر اولاد تھا سید نگر مین مکان کی خبر گیری کرتا تھا اور رعایا سے
وصول تحصیل کرتا اور سیر کا جتوانا بوانا غرض گانون کا سب کام کاج اُسکے
سپرد تھا۔ ماموں کا آنا سنکر سید نگر سے سید حاضر تو فوراً اگلے ہی دن آ حاضر ہوا
اور اُسنے اسکا بھی انتظار نہ کیا کہ تعزیت کے لیے ماموں کی طرف سے تقدیم ہونی
چاہیے لیکن جب وہ واپس جانے لگا تو میر متقی اُسکے ساتھ ادائے رسم تعزیت
کے لیے سید نگر گئے ناظر وہاں نتھا معلوم نہین کسی ضرورت سے غیر حاضر تھا یا قصداً
ماموں کی آمد سنکر ٹل گیا تھا۔ میر متقی نے بتقریب تعزیت جہاں اور بہت سی باتین سید
حاضر سے کین اُنمین سے یہ بھی تھی کہ تمکو شروع سے خدا نے بڑا کیا کیونکہ تم بھائی
صاحب مرحوم کی اولاد مین سب سے بڑے ہو لیکن تم پہلے صرف اُنکی نسل مین بڑے
تھے اور اب خاندان اور برادری مین بھی بڑے ہو کیونکہ تمکو لوگ مرحوم کا جانشین
سمجھتے ہین اور تم اُنکے جانشین ہو بھی۔ انسان کو خدا نے ایسے طور کا مخلوق بنایا ہی
کہ تمدن اُسکو لازم ہی جسطرح تمدن اُسکے وجود کی شرط ہی کہ اگر انسان مدنی الطبع
نہوتے اور آدمی آدمی کے ساتھ ملکر نرہتا تو آگے کو اُنکی نسل نہ چلتی اسیطرح تمدن
انسان کی حیات بلکہ اُسکی ممات کی بھی شرط ہی تمدن نہو تو انسان کی زندگی
عذاب اور مرے پیچھے اُسکی مٹی خراب۔ تمدن کی ضرورت سے آدمی دو دو
چار چار دس دس پچاس پچاس ہزار ہزار لاکھ لاکھ اور اس سے بھی زیادہ
زیادہ اکٹھے ہو کر رہتے ہین اور خاندان اور قبیلے اور کنبے اور برادری اور گانون
اور قصبے اور شہر اُسی تمدن کے مظاہر ہین۔ تمدن سے لوگون مین انواع واقسام
کے باہمی تعلقات قائم ہوتے ہین ماں باپ بیٹا بیٹی میاں بی بی بھائی بہن
اور جتنے طور کے دور و نزدیک کے رشتہ دار ہین اور ہمسایہ اور ہم وطن اور عالم

وحکوم اور بادشاہ ورعایا اور اُستاد اور شاگرد اور آقا اور نوکر اور افسر اور تحت
اور زمیندار اور کاشتکار اور بایع اور خریدار وغیرہ یہ سب نام ہین لوگونکے
باہمی تعلقات کے۔ ہر تعلق کے ساتھ کچھ حقوق ہوتے ہین اور کچھ ذمہ داریان
مثلاً باپ اور بیٹے مین ایک طرحکا تعلق ہی باپ کا حق ہی کہ بیٹا اُسکا ادب کرے
اُسکا حکم مانے اور اُسکی ذمہ داری یا بعبارت دیگر اُسکا فرض یہ ہی کہ بیٹے کو شفقت کیے
ساتھ پالے تربیت کرے پڑھائے لکھائے ہنر سکھائے جو اُسکے کام آئے۔ لوگونکا یہ
حال ہی کہ تمدن کے حقوق اور فرایض مین اکثر بلکہ سب کے سب الا ماشاء اللہ
مُطَفِّف ہین۔ مطفف عربی مین کہتے ہین اُس شخص کو کہ اپنا لینا ہو تو جھکی ہوئی
تول لے اور دوسریکا دینا ہو تو اُڑتی ہوئی دے ایسے ہی لوگونکی شان مین
اللہ تعالے قرآن مجید مین فرماتا ہی۔ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا
عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ أَلَا يَظُنُّ
أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ
افسوس ہی ڈنڈی مارونپر کہ جب لوگونسے ناپ کر لینا ہو تو پورا پورا لین اور جب
لوگونکو ناپ یا تول کر دینا پڑے تو اُنکو گھاٹا ہو نچائین کیا یہ لوگ اِس بات کا
خیال نہین کرتے کہ ایک بڑا دن آنے والا ہی اور اُسدن اِنکو مر کر اُٹھنا ہوگا
اُسدن لوگ پروردگار عالم کے روبرو کھڑے ہونگے اِسی طرح دنیا مین کوئی شخص
ایسا نہین الا ماشاء اللہ جو اپنے حق مین سے کسی بھائی کو رتی بھر چھوڑ دے لینے مین
تو ایسا سیانا اور سخت گیر اور دوسرے کے حقوق ضایع ہون تلف ہون کچھ پروا
نہین ذرا دل پر میل نہین دینے مین ایسا گھر کا بھولا اور شریر۔ اس کشمکش اور
مفسدے کے روکنے کے لیے اللہ صاحب جل شانہ نے دو ہرے دو ہرے انتظام کیے
ایک سلطنت ظاہری کہ بادشاہ ہی اور اُسکے پاس فوج ہی اور توپ ہی اور

تلوار ہی اور قوت ہی اور پولیس ہی اور حاکمونکا ایک گروہ ہی اور جلاد ہی اور جیلخانہ ہی اور
بند ہی اور تازیانہ ہی اس انتظام کے تفصیلی حالات تمکو مجھ سے بہتر معلوم ہین دوسری
ایک سلطنت الٰہی ہی جسکو دین یا مذہب یا شرع کہتے ہین اسمین توپ کا نام نہ
تلوار کا کام نہین اعوان و انصار نہین فوج اور سپاہ درکار نہین مگر دنیا مین جسقدر
امن اور جتنی عافیت ہی اسی الٰہی سلطنت کی بدولت ہی ظاہر بین اور کوتاہ بین
ایسا سمجھتے ہین کہ دنیا کا سارا انتظام حکام ظاہر کرتے ہین استغفراللہ نکرتے ہین
اور نکر سکتے ہین ملک کی ساری پلٹنین کالونکی اور گورونکی اور سارے رسالے اور
سارے توپخانے اور سارے پولیس کے ملازم اور سارے حاکم سبکے مجموعے کو ملک کی
مردم شماری پر پھیلا کر دیکھو تو کیا پڑتا ہی اگرچہ دس ہزار باشندون پر ایک کا
پرتا بھی نہین بیٹھے گا مگر فرض کرو کہ دس ہزار پیچھے ایک تو کیا یہ بات سمجھ مین آنیکی ہی
کہ ایک متنفس دس ہزار آدمی کے ضبط پر قادر ہو آدمی تو آدمی اگر دس ہزار گدھے
یا دس ہزار بھیڑ بکری بھی ہون تو ایک چرواہا انکو ایک جگہ گھیرا نہین رکھ سکتا نہ یہ کہ انکو
جس کروٹ اٹھائے اٹھین اور جس کروٹ بٹھائے بیٹھین ۔ ہان شاید تمہارے دل مین
یہ بات خطور کریگی کہ حاکم ایک کو سزا دیتا ہی تو دس ہزار کو عبرت ہوتی ہی لیکن خیال
کرنیکی بات ہی کہ جنکو سزا ہوئی انہین کو کیا عبرت ہوئی کہ دوسرونکو ہوتی ہی سنے تو یون
سنا ہی خدا جانے جھوٹ یا سچ کہ بدمعاش لوگ اول تو گرفت ہی مین نہین آتے اور
اگر کوئی شامت کا مارا اقضارا ماخوذ بھی ہوا تو سید نگر والے (وکیل۔مختار) اسکو
سزا نہین ہونے دیتے اور سزا بھی ہوئی تو انکی عبرت اس سے ظاہر ہی کہ چھوٹتے ہین
تو دوسرے قیدیون کو وصیت کر آتے ہین کہ دیکھنا بھائی میرے چولہے کو ہاتھ نہ لگانا
مہینا پورا نہین ہونے پائے گا کہ مین پھر آتا ہون ۔ ہمکو تو کبھی اتفاق نہین ہوا اور
خدا نکرے کہ ہو مگر اخبارون مین اکثر دیکھا ہی کہ فلان مقام پر فلان خونی کو فلان تاریخ

فلان وقت پھانسی دیگئی دو ہزار آدمیونکی بھیڑ تھی - غیرت ہو تو ایسی ہو - یہ سب نالائق
تماشائی تھے اور سنگدل قصائی - اِسکے علاوہ ایک بدیہی دلیل ایسی ہی کہ اُس سے تمکو میری
بات کا پورا تیقن ہو جائیگا - یہ ہلواہا جو بیلونکو تمان سے کھولکر لیے جا رہا ہی اِسکا کیا نام ہی
حاضر - اسکا نام غریبا - متقی - ذرا اِسکو بلانا - حاضر نے بلایا تو اُسنے ہل تو کندھے پر سے
اُتار کر مینڈ پر رکھ دیا اور اُسی ہل سے بیلونکو اُنکا سامنے آکھڑا ہوا - متقی - کیون میان تمھارا
کیا نام ہی - غریبا - میان مجھکو گریبا کہتے ہین - متقی - کون ذات ہو - غریبا - گوجر - متقی -
تم کتنی کھیتی کرتے ہو - غریبا - میری کھیتی الگ نہین (سید حاضر کیطرف اشارہ کرکے) باجیر
(حاضر) میان کا ہلواہا ہون اور کھادر مین ایک دو بیگھے کا کھیت بھوما لونیے کا ہی
اُسمین ادھواڑ کا پانتیہ[1] دار ہون - متقی - بال بچے کتنے ہین - غریبا - (مسکرا کر) بھگوان
کی بڑی کرپا ہی - آٹھ - متقی - کیسکا بیاہ برات بھی کیا ہی - غریبا - ابھی سب نادان
ہین - متقی - اتنے کنبے مین کیونکر گذر ہوتی ہوگی - غریبا - باجیر (حاضر) میان کی دیا سے
روکھی سوکھی سستی گستی دو وخت نہین تو ایک وخت مل ہی جاتی ہی - چھوٹے بڑے
اِنہین کی ٹہل مین لگے رہتے ہین یہی سبکو پالتے ہین بھتیرے بڑی سہا تیار رہتی ہی - متقی -
(اشارے سے غریبا کو پاس بلا کر آہستہ سے) کیون بے آج کل تو کھلیان تیار ہین رات
بے رات موقع پاکر کھلیان پیچھے دو دو پولی بھی اُٹھا لائے تو کسیکو کیا معلوم اور مزے مین
تیرا کام ہو جاے - غریبا - (دور ہٹ کر) نا میان بھگوان بُرا کرم نہ کراے - متقی -
کیون کیا جاگا چوکی دار سے ڈرتا ہی اُسکو ہم سمجھا دینگے - غریبا - جاگا (گالی) کہانکا
سورا ہی ایک ڈپٹ بتاؤن تو (گالی) دمڑی مین ...... پر نہین بُرا کام بُرا ہی
متقی - ابے سسرے کسیکو کانون کان تو خبر ہونے ہی کی نہین یہ اچھا ہی کہ تن پر
چیتھڑا نہین پیٹ کو ٹکڑا نہین - غریبا - مالک بڑا ہت دیکھو بھگوان سے تو کچھ چھپا نہین

[1] یعنی آدھے کا ساجھی ۱۲

اِسکے بعد متقی نے استمالت کی دو چار باتین کرکے غریبا کو تو رخصت کیا اور سید حاضر سے
کہا کیون صاحب آپنے دیکھا یہ ہی انتظام الٰہی کہ یہ بیچارہ نہ تو پڑھا اور نہ لکھا اور نہ شاید
ساری عمر کسی پنڈت برہمن کی صحبت مین بیٹھا - ضرورت اِس درجے کی کہ اگر سچ
پوچھیے تو فمن اضطر فی مخمصة کا مصداق ہی اندیشۂ پاسبان سے مطمئن اور
اِسپر چوری کو سمجھتا ہی کہ بُرا کام ہی - اصل مین بُرا سمجھنا اُسکو چوری کے ارتکاب کا مانع ہی
اور یہ سمجھ یعنے بُرے بھلے کا امتیاز جو خدا نے مرد عورت لڑکے جوان بوڑھے خواندہ
ناخواندہ ذہین غبی شہری دیہاتی سب بنی آدم کو علے قدر مراتب دیا ہی ایک پاسبان
الٰہی ہے جو ہر ایک پر مسلّط ہی اِسکو کراماً کاتبین کہو یا نفس لوامہ سمجھو یا جن الفاظ سے
چاہو تعبیر کرو میرا عقیدہ تو یہ ہی کہ جرمونکا انسداد لاکھ حصے سلطنت الٰہی کی تاثیر سے ہی
تو شاید ایک حصے حکومت ظاہری کی تدابیر سے - حکومت ظاہری مین ایک بڑا
نقص یہ ہی کہ حاکم کیسا ہی بیدار مغز کیسا ہی منصف کیون نہو چونکہ اُسکو معاملے کی اصل
حقیقت سے تو آگہی ہوتی نہین ناچار اُسے روداد کی پابندی کرنی پڑتی ہی اور
روداد کی کیفیت تو کوئی ہمارے سید نگری بھائیونسے پوچھے کہ کہو تو مکھی کو بھینسا
بنا دین اور فرماؤ تو بھینسے کو مچھر بنا کر اُڑا دین بس حاکم ظاہری کبھی پورا پورا
انصاف کر ہی نہین سکتا - اُسکا فیصلہ اندھے کی لاٹھی ہی لگی لگی نہ لگی برخلاف
سلطنت الٰہی کے اُسکا منشا تو ممکن نہین کہ خطا کرے - اُسکا مجرم ہو نہین سکتا کہ
سزا سے بچ جائے - کسکی مجال ہی کہ اُسکی ڈگری کو روکے کسکی طاقت ہی کہ اُسکے
حکم کو ٹالے - اگرچہ خدائی فیصلونکے لیے ایک دن مقرر ہی یعنے روزِ قیامت کہ
اُسدن اللہ جلّ وعلا شانہٗ عدل و انصاف کے تخت پر اجلاس فرمائیگا اور
نیک اور بد اور سچی اور سوم اور ظالم اور مظلوم سبکا اخیر چکوتا کردیگا فریقٌ فی
الجنة وفریق فی السعیر - مگر کبھی مصلحت الٰہی اسکی بھی مقتضی ہوتی ہی کہ

اسی دنیا مین بدلا ہوا جاتا ہی - یہی سید نگر ہی کہ اب سے بہت زیادہ دور بھی نہین شاید بیس برس پہلے دس بارہ ہاتھی سادات کے دروازون پر گھوڑے جھولتے تھے اور اُنکی سخاوت اور داد و دہش اور مہمان نوازی اور مسافر پروری کی کیا شہرت تھی کہ کربلا اور بغداد اور حرمین اور نجف اور کاظمین تک کے زوار ہر سال نام سنکر آتے تھے - مین اُن دنون اچھا خاصہ ہوشیار تھا مجکو ابتک یاد ہی کہ اِس بڑی مسجد مین دو ڈھائی سو طالب العلم رہتے تھے اور یہین کے سادات اُنکے کھانے کپڑے کتاب سب چیزونکی خبرگیری کرتے تھے - طالب العلمونکے پڑھانے کے لیے بیش قرار تنخواہونکے پانچ یا چھ اچھے جید حافظ اور مولوی نوکر تھے سارے مہینے رمضان کے اور دس دن محرم کے غربا اور مساکین کے لیے اسقدر کھانے پکتے تھے کہ اُسکا ٹھیک اندازہ کرنا مشکل ہی بارہ کوس کے گرد کی تمام خلقت ٹوٹی تھی اور کیا نیتونکی برکت تھی کہ ہزار دو ہزار پانچ ہزار جتنے آدمی آتے ہر شخص کو دو خمیری روٹیان ایک پیالہ قلیے کا اور ایک خوانچہ کھیر کا وقت پر پہونچ جاتا - میر باصاحب کا گھر اُن دنون سب مین بڑھا چڑھا تھا اُنکا حال سُنا ہی کہ دو دو وقت گنے ہوے پورے سو آدمی دستر خوان پر میر صاحب کے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور کیسی خدا کی مہربانی تھی کہ گلی مین دیکھو تو کوڑ یون لڑکے - سید نگر مین کبھی کسی سیدانی کو بانجھ نہین سُنا اور چھوٹے کم کسی کے بچے سُننے مین نہین آئے - غلہ ہمیشہ ارزان عام بیماری یا وبا کبھی سید نگر کے سوانے مین داخل نہین ہوئی - یکایک گوجرون سے سوانے کی تکرار ہوئی لٹھ چلا طرفین سے آدمی مارے گئے بس اُسدن سے سید نگر پر تباہی آئی - یون تو سادات اور گوجرونمین سدا سے چھیڑ چھاڑ ہوتی ہی چلی آتی تھی مگر اِس مقدمے مین سادات سراسر برسرِ ناحق تھے - ہمیشہ سے سید نگر کا سوانا اِس تیس ہزاری باغ کی مشرقی کھائی تھی - یہ باغ عین سوانے پر اسی غرض سے لگایا گیا تھا کہ گوجر حد سے متجاوز نہون

تکرار اتنی ذراسی بات پر ہوئی کہ میر بابا کے بڑے بیٹے میر مقتدر کے سائیون سے نے
گوجرونکی رکھانت گھانس باغ سے یورپ کو کاٹنی شروع کی گوجرون نے مزاحمت
کی یہانتک کہ داتا سنگہہ نے جو گوجرونکا سرگروہ اور میر بابا کا مد مقابل تھا اپنا
خاص کارندہ میر بابا کے پاس بھیجا وہ کارندہ میر صاحب تک پہونچنے نہین پایا کہ بیچ مین
میر مقتدر نے اُسکو بہت کچھ سخت و سُست کہا اور حق و ناحق ہزار ہا گالیان داتا سنگہہ
کو دین - میر مقتدر بڑے غصیلے اور بڑے ظالم اور بڑے سخت گیر اور بڑے جابر
مشہور تھے کہتے ہین کہ دو تین خون اُنکے ہاتھ سے ہوے مگر دب دبا گئے اُنھون نے
ظلماً کئی بھلے آدمیونکی ناموس بگاڑی اور عزت ریزی کی - میر بابا کے خاندان مین
جو سید لوگ ناتا نہین کرتے اصل مین اسکا سبب یہی ہی کہ میر مقتدر نے بلا امتیاز
بہت سی عورتونکو جبراً گھر مین ڈال لیا تھا کوئی ہندنی تھی کوئی چماری کوئی
گوجری غرض میر مقتدر کے بعد سے اُنکے خاندان کے نسب کا اعتبار اُٹھ گیا -
بیٹے کے زور و ظلم نے میر بابا کی تمام نیکیونکو بے قدر کر رکھا تھا نہین معلوم دیدہ
و دانستہ بیٹے کی حرکات ناشایستہ سے چشم پوشی کرتے تھے یا واقع مین مقتدر پر اُنکا
کچھ اقتدار نہ تھا - میر مقتدر کا تمام علاقے مین ایسا زلزلہ تھا کہ کوئی بھلا آدمی
سید نگر کی تھانہ داری پر آنیکے لیے رضامند نہین ہوتا تھا مجبور کیا جاتا تو نوکری سے
استعفا دیتا مگر ادھر کا رُخ نکرتا - مین ایسا خیال کرتا ہون کہ سید نگر کو میر مقتدر کے
ظلمون نے تباہ کیا اور نزاع سوانے کا ایک بہانہ تھا - جب میر مقتدر نے داتا سنگہہ
کے کارندے کو بُرا بھلا کہا اور اُسکے مالک کو علے رؤس الاشہاد مغلظات سنائین
وہ بیچارہ اپنا سا مُنہہ لیکر لوٹ گیا اور داتا سنگہہ کے آگے جا کر اپنی پگڑی زمین پر
دے ماری اور کہا کہ تمنے مجکو بے عزت کرایا اور خود بھی بے عزت ہوے - آج
میر بابا کے بیٹے نے بھری کچہری مین مجکو اور تمکو دونونکو فضیحت کیا اور ایسی ایسی

گالیان دین کہ کوئی چمار کو بھی نہین دیتا۔ داتا سنگھ بڑی غیرت اور بڑے طنطنے کا آدمی تھا اور کسی بات مین میر بابا سے ہیٹا نہ تھا سنکر لال ہو گیا اور کہا کہ اِس مسلمان کے چھوکریکا اِتنا مقدور خیر اب لڑائی ہے تو لڑائی ہی سہی۔ داتا سنگھ کے مُنہ سے اِتنی بات کا نکلنا تھا کہ ڈیڑھ دو ہزار گوجر بھاری بھاری لٹھ کندھو نپر دھر رکھانت پر جا موجود ہوئے۔ میر صاحب کے گھسیارے اِنکو دور سے دیکھ بھاگ کھڑے ہوئے۔ سید نگر مین خبر ہوئی ادھر سے لشکر سادات کا نکلا دوپہر کامل لٹھ چلا دو پونے دو سو آدمی زخمی ہوئے۔ چار گھڑی رات جاتے جاتے سرکاری فوج توپ لیکر آ پہونچی پکڑ دھکڑ شروع ہوئی تحقیقات ہونے لگی اور نتیجہ یہ ہوا :۔

	قید		
	دائم الحبس	میعادی	قصاص
سادات	۷	۵۱	۵
گوجر	۱۸	۱۰۱	۲۲

ہنگاموں اور زمانہ جنگیوں مین اکثر سزا کا پلہ دونوں طرف برابر رہتا ہے مگر سیدوں نے بڑا غضب یہ کیا کہ اِدھر تو سِوانے پر لڑائی ہو رہی تھی اُدھر ڈھائی تین سو آدمی سید نگر سے نکل کنی کاٹ گوجر پور مین جا گھسے اور وہان گوجروں کے مندروں کو توڑا پھوڑا عورتوں کو بے عزت کیا۔ یون سیدوں کی طرف سے زیادتی بہت ہوئی اور سزا بھی بہتون نے پائی۔ میر بابا نے تو جسوقت سرکاری فوج کا آنا سُنا اُسیوقت زہر کھا کر مر رہے۔ میر مقتدر کسی تدبیر سے بھاگ نکلے۔ گھر بار ضبط ہوا اسباب نیلام ہوا بیٹو نمین تین یا چار نابالغ بچے تھے وہ تو بچے دو نے پھانسی پائی اور دو کالے پانی بھیجے گئے میر مقتدر کے لیے پانسو روپے کا اشتہار ہوا مگر پکڑے نہ گئے رفیق اُنکا ایک خانہ پرورد اُنکے ساتھ بھاگا دس بارہ برس بعد اکیلا واپس آیا بڑا نمازی بڑا پرہیزگار وہ بیان کرتا تھا اُنکی مصیبتین کہ سنکر رونگٹے کھڑے ہوتے تھے

کہتا تھا کہ آخر کار کسی مقام پر بغداد کے علاقے مین میر متقدر مرض موت مین مبتلا ہوسے
مگر ایسی سختی کی موت ہمنے تو دیکھی کیا سُنی بھی نہین پورے پچیس دن بول و براز بند تھا
نہ مسہل اثر کرتا تھا نہ حقنہ نہ پچکاری دن اور رات مچھلی کی طرح تڑپتے تھے اور
کسی وقت تالو سے زبان نہین لگتی تھی - بول و براز کے بند ہونیسے مادے مین
سمیت پیدا ہوئی او سمیت ظاہر جلد تک پھوٹ پڑی - باوجودیکہ نہایت گورے
چٹے آدمی تھے پر اُن مصیبتو نمین بھی ایرانی معلوم ہوتے تھے سمیت کی وجہ سے
سارا جسم ایسا ہو گیا تھا جیسے سیہ تاب اور سوزش اس بلا کی کہ کیچڑ مین لوٹے
لوٹے پھرتے تھے مگر ایک لمحہ قرار نہ تھا - مرنیسے سات دن پہلے نہین معلوم کیا
بات تھی بیہوشی مین وطن کے لوگونکے نام لے لیکر کہتے تھے فلانا مجھکو مارے ڈالتا ہی
فلانا گرم سیخین میرے پیٹ مین بھونکتا ہی فلانا مجھکو تنور مین دھکا دیتا ہی فلانا میری
کھال کھینچتا ہی - رفیق کا مقولہ یہ تھا کہ جن لوگونکے وہ نام لیتے تھے وہ تھے جنپر
اُنھون نے ظلم کیے تھے - رفیق یہ دیکھکر اسقدر مرعوب ہوا کہ گویا اُسی دن سے
اُسنے ترک دنیا کیا - غرض وہ کمبخت سوانے کا مقدمہ کیا ہوا تھا کہ سید نگر کے
حصے کی قیامت آگئی آبرو اور جان اور مال کا جو نقصان ہوا تھا سو ہوا تھا
ایک بڑا نقصان یہ ہوا کہ سادات سے خیر بالکل اُٹھ گئی - اب اِس نواح مین
سید کے معنے ہین مفسد - لڑاکو - جھگڑالو - مردم آزار - جھوٹا - جعلساز - مفتری
فتنہ پرداز - اور واقع مین لوگونکے افعال اور معاملات پر نظر کرتے ہین تو جسقدر
بدنامی ہو رہی ہی اُس سے زیادہ کے مستحق ہین - گوجرونکے ساتھ لڑنیکا مزا چکھے
چاہیے تھا کہ لڑائی کے پاس نہ پھٹکتے مگر اُلٹا اثر یہ دیکھنے مین آیا کہ بھائی بھائی
لڑنیگا باپ بیٹے سے بیٹا مان سے میان بی بی سے پڑوسی پڑوسی سے
حصہ دار حصہ دار سے زمیندار کاشتکار سے گویا لڑائی انکے خمیر مین داخل ہی

پالے لڑے اِنکو نیند نہین آتی یا کھانا ہضم نہین ہوتا۔ شرافت نجابت کے دعوے اتنے لمبے چوڑے کہ کسی کو اپنا کفو نہین سمجھتے مگر معاملات ایسے کہ پاجی سے پاجی کو شرم آئے اور کمینے سے کمینے کو عار۔ سید نگر کی کمیوٹ نکالکر دیکھو چھاتو عورتونکے نام مین کسیکی جورو کسیکی بیٹی کسیکی بہن۔ دیوانی فوجداری مین مہراور نان و نفقہ اور طلاق کے جتنے مقدمے ایک سید نگر کے ہون شاید ساری لفٹنٹی کے نہون۔ مگر اِن تمام فسادات کے نتیجے کیا مین تم لوگونکے گھرونمین ساسب کے بڑے بڑے تینتارے بہت نکلینگے سیون کے جسم پر چاندی کا تار نہین۔ باوجودیکہ دیہاتی پہناوا ہی گشھری مین سلیقے کا کوئی کپڑا نہین۔ جوار باجرا سانوا ان کودون جو کچھ سیر مین پیدا ہوا اُسی پر تمھاری گزران ہی۔ تمھارا علاقہ شہد کی مکھیونکا چھتا ہی جتنے پیدا ہوتے گئے اُسی مین بھرتے گئے۔ مین اگر تمھارے علاقے کا مہتمم بندوبست ہوتا تو بسکہ بسوہ بسوانسی کچوانسی سب موقوف کرکے کسور اعشاریہ مین تمھارا کھیوٹ بناتا۔ خیال تو تمھاری حصہ داریونکا ہوگیا ہی اِسپر طرہ یہ ہی کہ جس حصے کو دیکھیے کثرت انتقالات سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ایک کباب ہی اور اُسمین ہزار ہا چینوٹیان۔ سیدزادونکو دیکھا تو اِس سِرے سے اُس سِرے تک ایک ہوشیار نہین کسی مین آیندہ کے فلاح کے آثار نہین۔ یہ وبال یہ نکبت یہ ذلت یہ افلاس سب تمھارے ہی اعمال کی سزا ہی اور اگر یہ پوری سزا ہوتی تو تم سستے چھوٹ گئے تھے یقین جانو سزا نہین ہی بلکہ تمہید سزا۔ جب سزا کا وقت آئیگا تو یہ تمھارا قانون اور قاعدہ کچھ نہین پوچھا جائیگا۔ حقوق کے متعلق ایک بات اور ہی جسکو مین چاہتا ہون کہ تم اُسکی طرف زیادہ توجہ کرو وہ یہ ہی کہ انسان کے ذمے دو طرحکے حقوق ہین۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ لوگ حقوق العباد کی نسبت بڑی غلطی مین پڑے ہین اور انکو آسان سمجھ لیا ہی حالانکہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہی۔ اگر کسی آدمی سے اللہ کے حقوق

بجا

ضایع ہون اور سبھی سے ہوتے ہین تو بندیکا خدا سے کیا مقابلہ حقوق الٰہی کا ضیاع اکثر سہواً غفلت اور نادانی اور کوتاہ اندیشی کی وجہ سے ہوتا ہی اور امید ہی کہ خدا وند غفور رحیم بندونکے ضعف پر نظر فرما کر اُنکے قصور معاف کرے اور کریگا مگر حقوق العباد کا یہ حال ہنین کہ اسمین ایک بندہ زور سے ظلم سے ہیکڑی سے زبردستی سے دوسرے بندیکو ستاتا اُسکا دل دُکھاتا اُسکو ایذا پہونچاتا ہی اور اِسکا قصور معاف کرنا نکرنا اُسی بندۂ مظلوم کے اختیار مین ہی مگر انصاف کرو دنیا مین کتنے لوگ اسکی پروا کرتے ہین۔ لاکھون مظلمے ہین جنکو بندگانِ خدا مرتے وقت اپنے سر پر لاد کر لیجاتے ہین۔ بات یہ ہی کہ دین کو کھیل اور مذہب کو ہنسی سمجھ رکھا ہی مُنھ سے کہتے ہین کہ مرنا برحق نکیرین کے ساتھ سوال وجواب کا ہونا برحق عذاب قبر برحق قیامت برحق مرے بعد پھر زندہ ہونا برحق رتی رتی کا حساب دینا برحق جنت برحق دوزخ برحق اور کردار حق نھو[۱]۔ سید حاضر مجھ مین تم مین قرابت کا ایک تعلق ہی اور جیسا مین نے تمسے کہا تعلق سے پیدا ہوتے ہین حقوق اور فرائض۔ مین اسکو اپنا فرض تعلق سمجھتا تھا کہ تمھارے فرائض کو تمپر بالاجمال ظاہر کر دون سو مین نے اپنا فرض ادا کیا۔ یہ کہکر متقی بھانجے سے رخصت ہوا اور چلتے چلتے کہ گیا کہ افسوس ہی سید ناظر سے ملاقات نہوئی انشاء اللہ پھر کسی دن آؤنگا۔ میر متقی نے اچھے خاصے پہر سوا پہر سید حاضر کے ساتھ باتین کین اس تمام وقت مین سید حاضر کا یہ حال تھا کہ ماموںکے منھ پر اسکی ٹکٹکی بندھی ہوئی تھی اور ہمہ تن گوش ہوکر اُنکی باتونین مستغرق تھا جو لفظ ماموںکے منھ سے نکلتا اسکے دل مین کالنقش فی الحجر بیٹھتا چلا جاتا۔ حاضر کے کان مطلقاً ایسی باتون سے آشنا نہ تھے اُسپر میر متقی کا بیان کہ گویا ایک دریا ہی کہ موجین مار رہا ہی یا ریل ہی کہ فی گھنٹہ سو میل کی رفتار سے دوڑ رہی ہی یا بھری برسات ساون بھادونکا بادل ہی کہ اُمڈا چلا آرہا ہی اور پھر باتین کھری سچی ستھری جن مین ذرا اونچ

[۱] یعنے کردار تھوکنے کے قابل ۱۲

پیچ نہین دنیا کے فائدونکی ضامن دین کی درستی کی کفیل بھلائی کی صلاح بہتری کا مشورہ
سید حاضر بت کی طرح چپ بیٹھا سنتا رہا۔ اگرچہ وہ گانونکا کام کاج کرتا تھا مگر کونسا گاؤن
سید نگر جہانکے پرچونیے ساہوکارونکے شکمی کاشتکار تعلقہ دارونکے جاہل محض لیاقت شعار
اہل مقدمہ وکیل مختارونکے کان کترتے تھے مگر متقی نے اتنا کچھ کہا اور سید حاضر سے
چون کرتے نہ بن پڑی۔

فصل دہم سید حاضر کا میر متقی کی وعظ سے متاثر اور متنبہ ہوکر بہن کو اُسکا حق دینے پر
آمادہ ہونا اور دونون بھائیونکی اسی بات پر باہمی رنجش متقی کے چلے جانیکے بعد بھی
وہ دیر تک سکتے کے عالم مین تھا اپنے بہائکے معاملات مین سے جس معاملے پر نظر کرتا تھا
کسیکو دغل فساد سے اتلاف حقوق العباد سے خالی نہین پاتا تھا۔ جن باتونپر اُسکو بڑا ناز
تھا اب اُسکی نظر مین نہایت ذلیل اور باجی بنکی دلیل معلوم ہوتی تھین۔ وہ گھبرایا ہوا
اکیلا دالان مین ٹہل رہا تھا اور اسقدر بیقرار تھا کہ جاڑیکے دن اور شام کا وقت اُسکو
پسینے پر پسینے چلے آتے تھے اور دیکھتا تھا کہ کھانا اور پینا اور اوڑھنا اور بچھونا اور ساز
وسامان اور مال ومتاع اور نقد وجنس حتیٰ کہ اپنا گوشت پوست کوئی چیز بھی لوث
حرمت سے پاک نہین پاتا تھا کہ بدکرداری اور بدمعاملگی ہماری برادری اور ہمارے
خاندان مین اباعن جد چلی آتی ہی۔ اگرچہ حاضر وناظر دونون باپ کے مرنیسے معاملات
کرنیلگے تھے مگر حاضر نے احتساب کیا تو اتنے ہی دنون مین صدہا مظلمے اُنکے نامۂ اعمال
چڑھ چکے تھے اور اُنھین اکثر ایسے تھے جنکا تدارک محال تھا اور تلافی ناممکن۔ ہم کو حاضر
کی اتنی ہی بات سے تعلق ہی کہ جہان اُسکو اپنے وقت کے اور بہت سے معاملے یاد آئے
اُنھین سے ایک معاملہ غیرت بیگم کا بھی تھا۔ اگرچہ غیرت بیگم کے معاملے مین ابتدا تحریک
ناظر کی طرف سے ہوئی اور اُسی کو اِسمین زیادہ اصرار بھی تھا مگر پھر بھی حاضر کا اتنا
قصور تو تھا ہی تھا کہ بڑا بھائی ہوکر اُسنے ناظر کو سمجھایا نہین۔ غیرت بیگم کا خیال آنا تھا

کہ فوراً گھوڑا کسوا سوار ہورا توں رات شہر مین ناظر کے مکان پر جا دستک دی۔
اگلے دن کسی مقدمے کی پیشی تھی اور ناظر آدھی رات تک گواہونکی تعلیم اور کاغذات
کی درستی مین مصروف تھا ابھی اچھی طرح نیند بھری نہ تھی کہ بھائی کی آواز سنکر چونک پڑا
اور لگا پوچھنے خیر تو ہی آپ ایسے سویرے کیونکر آئے۔ حاضر۔ خیر ہی۔ تم باطمینان دفتی
ضرورتوںسے فارغ ہولو تو مین اپنے آنیکی وجہ بیان کرون گھبرانے کی کوئی بات نہین
تھوڑی دیر بعد جب دونون بھائی یکجا ہوے تو حاضر نے پوچھا چھوٹے ماموں آئے ہین
تم اُنسے ملے۔ ناظر۔ ماموںکا آنا تو مجکو معلوم ہوا مگر مین ملا نہین اور ملنے کا ارادہ بھی نہین
حاضر۔ کیون۔ ناظر۔ مین جانتا ہون کہ وہ آپا کا جھگڑا ضرور نکالینگے اور مجکو کسی طرح
آپا کا حصہ دینا منظور نہین بیفائدہ باتون ہی باتون مین تکرار ہو پڑیگی۔ حاضر۔ کیون بیچاری
غیرت نے ایسا قصور کیا کیا ہی کیا وہ ہماری حقیقی بہن اور متروکہ پدری مین عند اللہ
اور عند الرسول حقدار نہین ہی۔ حاضر کے مُنھ سے یہ سوال سنکر ناظر کے کان کھڑے
ہوے آدمی تھا معاملہ فہم معاملہ شناس فوراً تاڑ گیا کہ بھائی ماموںسے ملے اور ماموں کے
بہکے پڑھائی تو کہتا کیا ہی کہ اگر ماموں کوئی فتوی مکے سے لکھوا کر لائے ہون تو اُسکو
اپنی قدوری[1] مین چپکا رکھین اُنکو شاید یہ معلوم ہوگا کہ یہان شریعت مکہ کا حکم نہین چلتا
انگریز بہادر کی عملداری ہی مین نے برسون کی جستجو مین پریوی کونسل اور عدالتہائے
عالیہ ہاے کورٹ اور چیف کورٹ اور جوڈیشل کمشنر کے فیصلون اور میکناٹن اور
منر ہنری لا کے شرع محمدی سے وہ وہ نظائر اور احکام چھانٹ کر رکھے ہین کہ
اگر آپا سے جہیز واپس نکرالون تو سید نہین چمار۔ حاضر کو بھائی کی اسقدر خشونت
دیکھکر نہایت استعجاب ہوا کیونکہ اُسنے آجتک حاضر کے رو در رو ایسی شوخ چشمی کے
ساتھ کبھی بات نہین کی تھی اور بولا کہ تم ماموںسے ناحق بدگمان ہوتے ہو مین اُنسے

[1] علم فقہ کی ایک کتاب کا نام ہی ۱۲

بلا بیشک اور وہ تعزیت کے لیے سید نگر تشریف لیگئے بلاشبہ مگر غیرت بیگم کا نام تک
اُن بیچارے نے نہین لیا اور افسوس ہے کہ تمنے اُنکی شان مین خُرد ہوکر اسقدر گستاخی کی
اور وہ بھی غائبانہ پس تمنے ایک بزرگ کا حق تلف کیا۔ ناظر۔ اُنھون نے آپا کا نام
نلیا ہوگا الکنایۃ ابلغ من الصراحۃ اور فرض کیا کہ مین نے گستاخی کی تو قانون نے
صرف ایک ہی گستاخی کو جرم قرار دیا ہے یعنے حاکم عدالت کے ساتھ گستاخی کرنا جبکہ وہ
عدالت کا اجلاس کر رہا ہو اور ظاہر ہے کہ ماموں اِسکے مصداق نہین ہوسکتے۔ ناظر کے
اِس جواب سے حاضر کو سید متقی کی اُس بات کی تصدیق ہوئی کہ حکام ظاہر کے انتظام سے
پورے طور پر حقوق العباد کی حفاظت نہین ہوسکتی۔ سید متقی کی وعظ سے سید حاضر کے
خیالات دفعۃً اسقدر متبدل ہوگئے تھے کہ دونون بھائیون مین التیام کا ہونا محال
تھا۔ ناظر اپنے اُسی پُرانے موروثی ڈھرے پر چلتا تھا کہ قانونی گرفت بچاکر جہانتک
اور جسطرح ممکن ہو اپنا فائدہ کرنا چاہیے کسی کا حق تلف ہو تو مضائقہ نہین کسی کا
دل دُکھے تو پروا نہین عاقبت تباہ ہو تو کچھ حرج نہین اور سید حاضر کو اب اِس بلا کا
اہتمام تھا کہ ایک غیبت کو بھی وہ اِتلافِ حق سمجھا غرض یہ جو سُنا کرتے تھے کہ الدنیا
والدین ضرتان۔ یا۔ ہم خدا خواہی وہم دنیاے دون ؛ این خیال است ومحال
است وجنون ؛ یا۔ دنیا خواہی و دین ہمی طلبی ؛ این ناز نخانۂ پدر باید کرد ؛ اب
وہ متامّل ہوا کہ حقیقت مین وہ دنیا جو دین کی دشمن ہے اور اُسکے ساتھ جمع نہین
ہوسکتی وہ یہ دنیا ہے جیسی ناظر کی تھی جسمین حلال وحرام کا امتیاز نہین جائز وناجائز کا تفرقہ
نہین خدا اور رسول کا خوف نہین روز قیامت کا اندیشہ نہین۔ ناظر کی اتنی ہی باتون سے
حاضر کو پورا یقین ہوگیا کہ اِسکو سمجھانا اِسکے ساتھ بحث کرنا محض بے سود اور
لاحاصل ہے اسیر قانون کی پھٹکار ہے اور اِسکے سر پر چڑھا ہوا جن سوار ہے اِسلیے
زیادہ رد وکد مناسب نہ سمجھ کر اُسنے دو ٹوک بات ناظر کو سُنادی کہ تم اِسکو اُنکا

اغوا سمجھو یا میرا حمق مین تو غیرت بیگم کا حق اب ایک لمحے کے لیے بھی نہین رکھ سکتا۔
ناظر۔ دیکھیے ایسا کیجیے گا تو مجھسے آپسے بگاڑ ہو جائیگا۔ حاضر۔ اگر اتنی ہی بات پر کہ مین
ایک حقدار کا حق مارنا نہین چاہتا تم مجھسے بگڑو تو تمھاری خوشی اگرچہ تمھارے بگڑنیکا
مجکو سخت افسوس ہوگا مگر اُس سے ہزار درجے زیادہ افسوس ہوگا اگر غیرت بیگم کا
حق غصبًا میرے پاس رہے۔ ناظر۔ یہ آپا کی خصوصیت کیا ہی۔ حاضر۔ خصوصیت پوچھو
تو وہ ہماری حقیقی بہن ہی مگر ایصالِ حق کے لیے اُنکی مطلق خصوصیت نہین ان شاء اللہ
سب حقدارونکے ساتھ مین ایسا ہی معاملہ کرونگا۔ ناظر۔ تو آپ سیدھی بات یہی
کیون نہین کہتے کہ آپ ترک دنیا پر آمادہ ہین۔ حاضر۔ اگر مغصوبات کا واپس کر دینا
تمھارے نزدیک ترکِ دنیا ہی تو مجکو اِس سے انکار نہین۔ ناظر۔ بیٹھے بٹھائے یہ آپکو
ہوا کیا ہی پہلے تو مین ماموںکو مولوی اور حاجی اور جیسا اُنکا نام ہی متقی سمجھتا تھا اب
معلوم ہوا کہ تسخیر یا سحر کے بھی عامل ہین۔ حاضر۔ ماموںکی شان مین تمھاری طرف سے
یہ دوسری گستاخی اور دوسری غیبت اور دوسرا اتلافِ حق ہی۔ ناظر۔ مین آپکو آگاہ
کیے دیتا ہون کہ یہ گھر کی تباہی کے سامان ہین۔ حاضر۔ جس گھر کی آبادی دوسرونکے
حقوق کے غصب کرنے پر موقوف ہو اسکا تباہ ہونا ہی بہتر ہی۔ ناظر۔ آپنے انجامِ کار
پر بھی نظر کر لی ہی۔ حاضر۔ انجام کار پر نظر کرنا ہی تو مجکو اِس ارادیکا باعث ہوا ہی۔
ناظر۔ تو آپ مجکو بھی اپنے ساتھ برباد کرتے ہین کیسی کیسی محنتون اور کیسی کیسی تدبیرونسے
مین نے ملکیت کو درست کیا اب ایک ڈھنگ پر آچلی تھی تو آپ ساری عمارت کو
جڑ بنیاد سے ڈھائے دیتے ہین۔ حاضر۔ کیا تمنے مجکو مجنون قرار دیا ہی یا مخبوط الحواس
سمجھا ہی دنیا مین کوئی شخص بھی ایسا ہی جو دیدہ و دانستہ اپنے پاؤن مین آپ
کلھاڑی مارے یا سمجھ بوجھ کر اپنے رہنے کے مکان مین آپ آگ لگائے فرق صرف
اتنا ہی ہی کہ اِس بات کا مین نے قطعی فیصلہ کر لیا ہی کہ دنیا کو دین پر ترجیح نہ دونگا اور

جس دنیاوی فائدے مین دین کا ضرر ہی اُسکی طمع نکرون اگر ایسا کرنیسے میری دنیا برباد ہوتی ہو تو ہوا اور اگر مجھ پر دنیاوی تباہی آتی ہو تو آئے جب مین نے دین کے خلاف دنیاوی فائدے کا لالچ نکیا تو دنیاوی نقصان کی مین کیا پروا کرسکتا ہون - ناظر - مین تمسے سچ کہتا ہون کہ مین تمھارے فائدہ نکو بہت ہی عزیز رکھتا ہون مگر وہین تک کہ وہ فائدے جائز طور پر حاصل کیے جائین غصب اور ظلم اور دغا اور فساد اور اتلافِ حقوق العباد کو نہ مین اپنے لیے جائز رکھتا ہون اور نہ تمھارے لیے - ناظر - یہی تو مین کہتا ہون کہ آپ پر ماسون نے جادو کیا - حاضر - اگر تمھارے نزدیک یہ جادو ہی تو یہی جادو تمام پیغمبر صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین تمام اولیائ تمام انبیاء تمام اتقیا کرتے آئے ہین مگر جادو ایک مکروہ لفظ ہی اِسکا استعمال بزرگانِ دین کے حق مین میرے نزدیک تو درست نہین - ناظر - اچھا تو ایک کام کیجیے آپ اپنے حصے کا بٹوارہ کرلیجیے اور علیحدہ ہوجائیے - حاضر - میرا ذہن اِسطرف منتقل ہوا تھا مگر اس صورت مین مشکل یہ ہی کہ جبتک ملکیت تمام مظالم سے پاک نہو مین اُسمین سے حصہ نہین لے سکتا - ناظر - آپنے ساری ملکیت کا ٹھیکہ نہین لیا اپنے مذہب کی روسے حصۂ پدری مین سے جتنا حصہ آپ اپنا سمجھتے ہون الگ کرلیجیے - حاضر - والدِ مرحوم کی جگہ میرا اور تمھارا اور غیرت بیگم تینونکا نام لکھا جانا چاہیے تھا للذکر مثل حظ الانثیین ہم دونون نے ناحق اور ناروا بہن کو محروم کرکے اپنے ہی نام چڑھوائے تو نصف نصف ہم دونونکا ہوا پس سرکاری کاغذات مین میرا نصف حصہ لکھا ہی اُسمین بھی تو غیرت بیگم کا ایک عشر شامل ہی جسکو مین اپنے پاس رکھنا نہین چاہتا - ناظر - آپ بٹوارے کی درخواست مین لکھ دیجیے کہ اگرچہ میرے نام نصف حصہ لکھا ہی مگر حقیقت مین میرا دو خمس ہوتا ہی اُسی قدر کا مین بٹوارہ چاہتا ہون - حاکم آپکی درخواست تصدیق کرکے آپکے دو خمس کا بٹوارہ کردیگا - حاضر -

تو غیرت بیگم کا یہ ایک عشر بھی تمھاری طرف منتقل ہو جائیگا - ناظر - آپکا اِسمین حرج کیا ہی
غیرت بیگم کا مطالبہ میرے سر رہیگا - حاضر - تو اِسکے یہ معنے ہین کہ مین غیرت بیگم کا ایک
عشر جو میرے نام ہی تمھارے نام منتقل کردون - ناظر - خیر معنے مطلب تو مین سمجھتا
نہین ایک راہ کی بات جو مین نے آپکو بتائی اگر آپ کو مجھسے پرخاش نہین ہی تو
جسطرح مین نے بیان کیا درخواست لکھیے اور پیش حاکم اُسکو چلاکر تصدیق کرائیے
باقی مراتب مین دیکھ بھال لونگا آپکو وہی دو خمس ملیگا جو آپ چاہتے ہین - حاضر -
غیرت بیگم کا ایک عشر مین تمھارے نام تو منتقل نہین کرا سکتا وہ بھی تو ناجائز ہی
حقدار کو تو اُسکا حق نہ ملا ہان اگر کہو تو درخواست مین یہ بات بیشک لکھ دون کہ
میرے نام جو نصف حصہ لکھا ہی اُسمین دو خمس میرا ہی اور ایک عشر غیرت بیگم کا -
ناظر - اس سے تو میری نصفی مین فتور پڑیگا - حاضر - پڑیگا تو تمھ پڑیگا تمھ میرے اختیار کی
بات نہین - ناظر - آپکے اس اصرار سے ثابت ہوتا ہی کہ صرف تقاضاے دینداری
نہین ہی بلکہ ماموون کے سب فساد ہین - حاضر - تم بار بار بیچ مین کرکے ماموون کو آنکی پیٹھ
پیچھے بُرا کہتے جاتے ہو مجھکو اس بات سے سخت تکلیف ہوتی ہی تو مین نے تم سے کہا کہ
ماموون نے غیرت بیگم کا نام تک نہین لیا اور تمنے میرے کہنے کو سچ نہ جانا فرض کرو
ماموون ہی نے مجھکو غیرت بیگم کا حق مغصوب واپس کردینے پر آمادہ کیا تو کیا احقاق
حق مین کوشش کرنا فساد ہی - ناظر - یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا بہت خوب معلوم ہوا آپ
آپا کو اُنکا حصہ دیجیے اگر آپسے دیا جاے اور وہ لین اگر اُنسے لیا جاے اور ماموون
جس غرض سے بھانجی کی خوشامد مین لگے ہین مجھکو معلوم ہی - مبتلا بھائی کو انھون نے
دیکھ پایا ہی بھولا بیوقوف چاہتے ہین کہ بھانجی کے نام سے بڑے ماموون کی تمام
املاک پر خود قابض ہو جائین لیکن (سوچھو نیر تاؤ دیکر) اگر ناظر کے دم مین دم
ہی تو ماموون کو ایسا مزا چکھاؤن کہ سات برس بعد تو جج سے پھر کرانا نصیب ہو

اب اُنکو ہجرت ہی کرتے بن پڑے تو سہی - آپا کا حصہ لینا ایسا کیا ہنسی کھیل ہے - حاضر بیچارہ اپنا سا مُنھ لیکر سید نگر واپس گیا غمگین اُداس - کیا خدا کی شان ہے کہ کل شاہون شام سید متقی کے وعظ سے حاضر متنبہ ہوا توبہ کی تلافی مافات پر آمادہ ہوا راتون رات بھاگا ہوا بھائی پاس آیا ابھی جی کھولکر بھائی سے باتین نہین کرنے پایا تھا کہ سخت امتحان مین پڑ گیا - وہ خوب واقف تھا کہ ناظر ایک سانپ ہے اس بلا کا زہریلا کہ اسکا کاٹا پانی نہ مانگے اِسکا ڈسا ہوا بھیکا نہ کھائے وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ ناظر اگر بگڑا اور اب اُسکے بگڑنے مین کسر ہی کیا باقی تھی تو کیسی زمینداری اور کسکی حصہ داری گانو نکا رہنا دشوار کر دیگا اور اسکے ہاتھون سے زندگی وبال دوش ہو جائیگی - یہ خیال کر کے وہ جی ہی جی مین اپنے آپکو سمجھاتا تھا کہ تجکو بھائی کے ساتھ بگاڑنا کیا ضرور ہے اگر وہ غیرت بیگم کا حصہ نہین دیتا نہ دے وہ جانے اُسکا کام جانے اپنا اپنا کرنا اپنا اپنا بھرنا غیرت بیگم کو حصہ لینا ہوگا تو آپسے آپ نالش کریگی - ہر کسے مصلحتِ خویش نکو مے داند - میری طرف سے اتنا بس کرتا ہی کہ ابھی سے غیرت بیگم کے حصے سے دست بردار ہو جاؤن اور اگر نالش ہو تو دعوے کی تردید نکرون پھر سوچتا تھا کہ ابتک جو غیرت بیگم حصے سے بیدخل رہین اسکا وبال جیسا ناظر پر ویسا مجھپر کیونکہ ہم دونون نے ملکر غیرت بیگم کو محروم کیا بلکہ ایک اعتبار سے مجھپر زیادہ اور ناظر پر کم کیونکہ مین پٹی کا نمبردار ہون اور پٹی کی تحصیل وصول میرے ہاتھون سے ہوتی ہی علاوہ اِسکے کیا یہ انصاف کی بات ہی کہ ہم دونون بھائی تو بے زحمت اپنے حقوق پر قابض ہون اور غیرت بیگم کو نالش کرنے پر مجبور کرین صرف اِس وجہ سے کہ وہ عورت ہی پردہ نشین اور کوئی اُسکے حق کی حفاظت کرنیوالا نہین دنیا مین آنکھون پر ٹھیکری رکھ لی تو خدا کو کیا جواب دینگے اور مانا کہ مین غیرت بیگم کے حصے سے دست بردار ہو بیٹھا تو وہی بات پھر آئی کہ مین نے نہ لیا ناظر کو لینے دیا غیرت بیگم کو تو اسکا حق نہ پہونچا علاوہ برین آج تو ایک غیرت بیگم کا

معاملہ ہی اسمین یہ جیت ہی ابھی تو ایسے ایسے صدہا معاملے نکلینگے غربا کے ضعفا کے اور ایسے لوگونکے جنکو سوا خدا کے کہین پناہ نہین اور ناظر کا منشا تو معلوم ہو چکا کہ وہ تو سوا اقا نونکے خدا رسول کسی سے ڈرنے دبنے والا نہین تو بکری کی مان کب تک خیر منائے گی بھائی ہے تو ایک نہ ایک دن بگڑے ہی گی اور آج اگر غیرت بیگم کے معاملے مین مین نے ذرا بھی اپنا ضعف ظاہر کیا پھر تو ناظر کی جیت ہی غرض یہ تزلزل ٹھیک نہین بلکہ وسوسۂ شیطانی ہو۔

فصل یازدہم سید حاضر نے بتقاضائے دینداری علی رغم الف سید ناظر اپنی بہن کو اُسکا حق دلا یا ایسے اختیار کے وقت مین خدا نے حاضر کی مدد کی۔ اسکو معلوم تھا کہ ناظر کے پاس سادہ سٹامپ کا ایک بستہ ہی آخر ڈھونڈھنے سے ملا کھولکر دیکھتا ہی تو اسمین پرانے پچھلے سنونکے متعدد قطعات ہین سمجھا کہ ناظر نے کسی ارادۂ فاسد سے انکو بہم پہونچا ہی۔ اسنے آٹھ آنے کا ایک قطعہ بنا سادیکھکر تو لے لیا اور باقی اس فساد کی پوٹ کو چولھے مین جھونک دیا جو قطعہ اُسنے نکال لیا تھا اُسپر ایک درخواست لکھی کہ مین اور سید ناظر اور غیرت بیگم تینون حقیقی بھائی بہن ہین غیرت بیگم کا نام پٹی داری مین داخل ہونے سے رہگیا مین پٹی کا نمبردار ہون اور میرے ہاتھون پٹی کی تحصیل وصول ہوتی ہی غیرت بیگم کے حق اور قبضے کو مین تصدیق کرتا ہون اسلیے غیرت بیگم کا نام ایک خمس حصے پر چڑھا دیا جاوے اور اُسیوقت درخواست کو جسٹری کرا حاکم پرگنہ کے نام روانہ کر دیا وہانسے معمول کے مطابق اشتہار جاری ہوا اشتہار کا آنا تھا کہ سید ناظر نے عذرداری کی مقد اٹھائیگا۔ کلکٹری مین تو سرسری کارروائی ہوتی ہو اور صرف قبضہ دیکھا جاتا ہی چونکہ نمبرداری نے جسکے ہاتھ مین پٹی کی تحصیل وصول تھی غیرت بیگم کے قبضے کی تصدیق کی اس سبب سے ناظر کی عذرداری نامنظور اور غیرت بیگم کا نام ایک خمس پر داخل ہو نیکا حکم ہو گیا مگر ناظر کلکٹری کو کیا مال سمجھتا تھا جسوقت داخل خارج کا حکم پہونچا

تو اُسکے مختار نے تسلی کے طور پر اُس سے کہا کہ نمبردار کے بیان مجرد پر حکم ہو گیا ہی یہ حاکم کی رائے ہی اپیل کی بڑی گنجایش ہی ناظر نے کہا ارے میاں کہان کی اپیل اور کسکا مرافعہ کل تو نہین پرسون تمکو والد کا تحریری وصیت نامہ لاکر دیتا ہون اُسکی بنیاد پر اثبات حقیت کا دعوی (خاک از تودۂ کلان بردار) دیوانی مین دائر کرو تو نمبردار صاحب کی ساری شیخی کِرکِری ہو جائیگی - ناظر وصیت نامہ لینے گھر دوڑا ہوا آیا اور شاہ صاحب کے بستے کی تلاش مین سیدھا کوٹھری مین گھسا بستہ ندارد اُسکا ماتھا ٹھنکا معلوم ہوا کہ ایک بستہ تو بڑے میاں کوئی ڈیڑھ مہینا ہوا چولھے مین جلا چکے ہین یہ سنتے ہی پیٹ پکڑ کر بیٹھ گیا - حاضر[1] ناظر کا جھگڑا ہمارے قصے سے متعلق نہین ہی خلاصہ یہ کہ دونون بھائیون مین ایسی چلی ایسی چلی کہ سید نگر والون نے بھی جو سنتا تھا دانتون مین اُنگلی رکھ لیتا تھا - قاعدہ ہی کہ آٹے کے ساتھ گُھن بھی پس جاتا ہی سید حاضر کے ساتھ غیرت بیگم اور غیرت بیگم کی لپیٹ مین سید متقی کی بھی شامت آئی -

فصل دوازدہم سید ناظر کے فسادات - میر متقی کی نسبت عرضی گمنام - میر متقی کے سمجھانے سے اصلاح ذات البین کا ہونا -

ناظر کو شروع مین صرف اسی پر اصرار تھا کہ غیرت بیگم کو حصہ نہ دون شاہ صاحب کے بستے کا جلانا سُنکر وہ بھائی پر نہایت برافروختہ ہوا اور اُسنے دیوانی مین سالم حقیت پدری کا دعوی دائر کیا اِس بیان سے کہ نہ حاضر میر باقر کا بیٹا ہی اور نہ غیرت بیگم میر باقر کی بیٹی اِسنے بات یہ بنائی کہ میر باقر کا اِکلوتا بیٹا مین ہون میرے پیدا ہونے مین دیر ہوئی تو میر باقر نے پالک کے طور پر حاضر کی پرورش اور پرداخت کرنے لگے اور اس بیان کی تائید مین شاہ صاحب کے کاغذ پر ایک وصیت نامہ پیش کیا جسپر میر باقر کی مُہر تھی اور اُسکا سوادِ خط بھی میر صاحب کے خط سے اشبہ - میر متقی کی نسبت ایک گمنام عرضی لفٹنٹی مین پہونچی کہ سلطانِ عالم

[1] یعنے سید حاضر ۱۲

کیطرف سے جاسوس بنکر آئے ہین اور لوگونکو چپکے چپکے جہاد کی ترغیب دیتے ہین اور عنقریب ہندو مسلمانو نمین انکے اغوا سے فساد عظیم ہونے والا ہی۔ سید حاضر کو جب دیوانی کے دعویکا حال معلوم ہوا تو عرضی دعوے کی نقل لیکر سید متقی کے پاس دوڑا ہوا آیا۔ سید متقی کو اسوقت تک داخل خارج کے سوا کچھ حال معلوم نہ تھا دور سے حاضر کو دیکھتے ہی خوش ہو کر لگے تحسین و رضا کی سی باتین کرنے۔ حاضر نے پاس آکر ناظر کی عرضی دعوے کی نقل دکھائی تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہکر ایسے سناٹے مین گئے کہ بہت دیر ہوگئی اور بھلا یا برا کوئی لفظ ہی منھ سے نہ نکلا تو حاضر نے خود ابتدا کی اور کہا کہ مین اس غرض سے حاضر ہوا تھا کہ مین تو اپنے مین ناظر کے مقابلے کی طاقت نہین پاتا عزت کو آبرو کو سچائی کو دین کو ایمان کو خوف خدا کو سبکو ایک دم سے بالائے طاق رکھدون تو ناظر کے ساتھ لڑنیکا نام لون اور یہ مجھ سے اب ہو نہین سکتا ہرچند رہ رہکر غصہ آتا ہی اور بے اختیار جی چاہتا ہی کہ اس مردک کو اسی قانون سے جسپر اسکو بڑا گھمنڈ ہی اسکے کیے کی ایسی سزا دلواؤن کہ ساری عمر اسکو قید سے نجات نہو اور اسکی تدبیرین سمجھ مین آتی ہین اور میرے اختیار کی بھی ہین ناظر کتنا ہی قاعدہ دان اور ضابطہ شناس کیون نہو مگر آخر ہی تو مجھ سے چھوٹا لیکن آپکے ارشاد کے مطابق مین خدا سے عہد کر چکا ہون کہ دنیا کے لیے دین کو نہین بگاڑونگا اب دنیا مین ایک فضیحت نہین ہزار فضیحت اور ایک نقصان نہین ہزار نقصان کیون نہو جائین اس عہد کو تو مین توڑ نہین سکتا مگر ناظر کے حملے سے بچنے کے لیے مین نے ایک تدبیر سوچی ہی کہ میر غالب کو آپ جانتے ہونگے وہ بھی ان دنون سید نگر کے بڑے چلتے ہوے پرزو نمین ہین سید نگر خاص مین انکا بھی تھوڑا سا حصہ ہی انکی وکالت آج کل بڑے زور و شور پر ہی چند روز ہوے مجھ سے کہتے تھے کہ اگر کوئی حصہ بکتا ہو تو مجکو خبر کرنا تو مین نے یہ تجویز سوچی ہی کہ اپنا حصہ انکے ہاتھ فروخت کر دون جواب ترکی بترکی وہ ناظر سے سمجھ بوجھ لینگے آتا ہی

خیال ہی کہ گانؤن مین حصہ ہی تو رعایا پر سو طرح کی حکومت ہی مگر جس طرز پر مجکو آیندہ زندگی
کرنی منظور ہی اُسکے لیے مجکو حکومت درکار نہین آپسے اتنی بات پوچھنی تھی کہ اگر آپکی صلاح
ہو تو غیرت بیگم کے حصے کی بھی بات چیت میر غالب سے کیجاے مین نہین سمجھتا کہ غیرت بیگم
کو ناظر جینے لینے دیگا - یہ سنکر میر متقی نے کہا کہ ان معاملات کو تم مجھسے بہتر سمجھتے ہو قرابت
کے اعتبار سے بھی تم نزدیک تر ہو اور تمھارے معاملے کی سچائی کا بھی بڑا ثبوت ہی کہ تمنے
بے فریاد بے نالش غیرت بیگم کو اُسکا حق دیا اور دلوایا اور بلکہ حق کے واسطے تمنے بھائی سے
بگاڑی اور اُس بگاڑ کے نتائج کی بھی پہلی قسط یہ عرضی دعوی ہی جو تمنے مجکو دکھائی خدا
حق ہی اور وہ حق سے راضی ہوتا ہی اور وہی حق دارونکی حمایت کرنیوالا ہی اور انشاء اللہ
آخر کار حق کو غلبہ ہی - الحق یعلو - اِس بات مین تم اپنی بہن سے مشورہ کرو لیکن
اگر میری راے پوچھتے ہو تو شروع سے تمنے غلطی کی تمنے وہ کیا اور آیندہ بھی وہی کرنا
چاہتے ہو جو دنیا مین سبھی راست معاملہ کیا کرتے ہین اور بلاشبہ شرع کی رو سے تمپر
کوئی الزام نہین مگر الزام کے عائد نہونیسے تم کسی تحسین کے بھی مستحق نہین ہو سکتے مجھ سے
اگر تمنے پہلے پوچھا ہوتا تو مین یہ صلاح دیتا اور اب بھی تمکو اور غیرت بیگم دونونکو صلاح
دیتا ہون کہ اگر کر سکو تو اپنے اپنے حق سے دست بردار ہو جاؤ ایسی کونسی بڑی مایا لیتی ہی
خدا نے تمکو بہت کچھ دے رکھا ہی ناظر کو موروثی کچھو انسیان مبارک لیکر وہی بڑے آدمی
نہین آخر وہ بھی تو کوئی غیر نہین کمی کہان گیا کھچڑی مین تین بہن بھائیونکے پاس نہ رہا
ایک کے پاس رہا - بلاشبہ حصہ کو کتنا ہی جزوی کیون نہو چھوڑنا مشکل ہی خصوصًا
جبکہ موروثی ہو اور اُسی گانؤنکا ہو جسمین رہنا سہنا ہی اور چھوڑنا بھی اِس حالت مین
کہ گالی گلوج تک کی نوبت پہونچ چکی ہو لیکن تم خود کہتے ہو کہ اب بدولت فضیحت کے
اُسکا سنبھالنا ممکن نہین - حصہ منتقل کر دینے کی تجویز جو تمنے سوچی ہی صرف ہمن سمجھوتی
ہی آخر اسکی تحقیقات تو ہو ہی گی تمھارے مقابلے مین ہو یا خریدار کے کہ تم دونون

میر باقر کی اولاد ہو جیسا کہ واقعی ہی یا نہین ہو جیسا کہ ناظر نے عرضی دعوے مین لکھا ہی اگرچہ
کامل یقین ہی کہ آخر کار تمکو ناظر کے مقابلے مین ظفر ہوگی لیکن پھر ہمیشہ کے لیے وہ تم سے
چھوٹ جائیگا اور تم اُس سے اور مدۃ العمر تمکو باہمی خرخشوں سے نجات ملنے کی امید نہین
مگر جو تدبیر مین بتاتا ہون اُسکا انجام جہانتک میری سمجھ مین آتا ہی انشاء اللہ یہی ہونا ہی
کہ حصے کا حصہ تمہارے پاس رہیگا اور تم بھائی بہن پھر ایک کے ایک ہو جاوگے
تھوڑی دیر کے لیے فرض کرو کہ ناظر نے کل حصہ لیا مگر اسطرح پر کہ وہ لینا چاہتا ہی
یعنے جھوٹ بولکر جعل بناکر بھائی کو بہن کو مان کو باپ کو یعنے اپنے آپکو رسوا اور
فضیحت کرنا کیا صاف صاف گالیان دیکر تو ناظر یہ حصہ لیکر تمکو تو خیر چھوڑ ہی
دیگا مگر کیا جو پیچھے رشتہ دار کنبہ دار قبیلہ برادری خاندان دوست آشنا جان
پہچان ایک دم سے ساری دنیا کو چھوڑ دیگا ایسا تو نہین ہو سکتا مگر سمجھتے ہو کہ دنیا
اُسکو کیا کہیگی لعنت کریگی یگانے اور بیگانے سب اُسکے منہ پر تھوکینگے لڑکے اُسکے
پیچھے تالیان پیٹینگے سب کی نظرون مین وہ خوار اور بے اعتبار ذلیل اور انگشت نما ہوگا
در و دیوار اور کوچہ و بازار سے اسپر پھٹکار برستی ہوگی یہ حصہ ڈھاک کے کوئلے کا ایک
دہکتا ہوا انگارا ہوگا کہ وہ ہرگز اسکو مٹھی مین سنبھال نسکیگا مشکل سے مشکل مقدمات
اور پیچیدہ سے پیچیدہ مقدمات مین تم ایک مختار یا وکیل کے کہنے پر عمل کرتے ہو
اس ایک بات مین خدا کی صلاح پر بھی چلکر دیکھو کہ کیا نتیجہ ہوتا ہی خدا کی صلاح
کیا ہی۔ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک و بینہ عداوۃ کانہ
ولی حمیم یعنے اگر تجھ سے کوئی برائی کرے تو بھلائی کے ساتھ اُسکا توڑ کر اور پھر دیکھ
کہ یا تو تجھ مین اور اسمین دشمنی تھی یا بات کی بات مین وہ تیرے ساتھ گرمجوشی
کریگا۔ حقیقت مین جیسی میر تقی نے پیشین گوئی کی تھی ویسا ہی ہوا حاضر و غیب سبکی
کیطرف سے ناظر کے دعوے کی کچھ تردید ہوئی قاعدے کے مطابق دعوی یکطرفہ ڈگری ہو گیا

اگر کیسی ڈگری کو حاکم اور عملے اور اہل معاملہ اور چپراسی اور مذکوری سبھی نے تو ناظر کو ملامت کی جہان گیا اُسنے لتاڑا اور جس سے ملا اُسنے لتھیڑا اور آخر کار ہار کر جھک مار کر کلنک کا ٹیکا ماتھے پر لگا کر جسقدر گالیان تقدیر مین تھین سُنکر جتنی بدنامی قسمت مین تھی بھگت کے بصد منت و ہزار خوشامد ہاتھ جوڑ کر پانوٴن پڑ کر وہی دو خمس حصہ حاضر کو اور وہی ایک خمس غیرت بیگم کو دیا اور ساری عمر کے لیے ناحق بیٹھے بٹھائے بھائی بہن کا کنونڈا بنا پڑا سو الگ

فصل سیزدہم میر متقی کا مبتلا کو سمجھانا اور اُسکی اصلاح حال مین کوشش کرنا۔

پچھلے بیانات سے بخوبی ظاہر ہوگیا ہوگا کہ غیرت بیگم کے جتنے معاملات تھے سبھی تو خدا نے میر متقی کے ہاتھ سے درست کرائے اور کیسی عمدگی اور خوش اسلوبی کے ساتھ کہ نہ لڑائی نہ جھگڑا نہ قصہ نہ فساد نہ غل نہ شور تنخواہین بھی جاری ہوگئین مکانات اور دوکانات کا بھی انتظام ہوگیا ناظر جیسے موذی کے پنجے سے حصہ زمینداری بھی چھٹا جسکے چھوٹنے کا کسی کو سان گمان بھی نہ تھا مگر ابھی غیرت بیگم کا سب سے بڑا معاملہ باقی تھا یعنے اُسکے شوہر مبتلا کی اصلاح اُسکی آوارگی کا علاج اُسکی بدوضعی کی روک تھام۔ عورت جب بیاہی گئی تو میان ہی سے اُسکا عیش ہے اور میان ہی سے اُسکا آرام میان ہی سے اُسکی توقیر اور میان ہی سے اُسکا اعزاز و احترام۔ آپسمین پیار اخلاص ہو تو دنیا کی ساری بپتین جھیلی جا سکتی ہین اور جہان دلوٴن مین محبت نہین پہننے مین مزہ اور کھانے مین لذت نہین دلمین اُمنگ نہین سنگھار مین بہار نہین پھولون مین باس نہین مہندی مین رنگ نہین۔

میر متقی کچھ اِس سے غافل نہ تھے مگر مبتلا کے بارے مین اُنکو بڑی مشکل یہ پیش آرہی تھی کہ اُنمین اور مبتلا مین کئی سبب سے اختلاط اور وابستگی کا ہونا ممکن نہ تھا اول تو رشتہ کہ میر متقی مبتلا کے چچا باپ کی جگہ دوسرے عمرونکی بڑائی چھٹائی کہان میر متقی پچاس پچپن برس کے بڈھے اور کہان مبتلا بیس برس کا پٹھا تیسرے مبتلا کے ہوش مین میر متقی کو دلی آتے ہوئے یہ تیسرا پھیرا تھا ایسی صورت مین اجنبیت تو ہونی ہی چاہیے

چوتھے وضع مین عادات مین خیالات مین ایک کو دوسرے سے مطلق مناسبت نہین پس حال یہ تھا کہ میر متقی مردانے مین ہین تو مبتلا زنانخانے مین اِدھر میر متقی نے زنانخانے مین قدم رکھا اُدھر مبتلا آہٹ پاتے ہی جھٹ باہر نکل آیا رات دن مین صرف دو بار چچا بھتیجے بضرورت کھانیکے لیے دسترخوان پر جمع ہوتے تھے وہ بھی کسطرح کہ مبتلا نے چچا کے سامنے جانیکے لیے ٹوپی اور کپڑے اور جوتی سب چیزین سادہ بھلے مانسونکے استعمال کی الگ کر رکھی تھین کھانے کے لیے طلبی آئی اور اُسنے جلدی جلدی رگڑ رگڑ منہ دھویا مونچھونکو جنپر سارے سارے دن مالش رہتی تھی بل نکال کر سیدھا کیا پٹیونکو اُبھارا بالونکو سج دھج کو بگاڑا کھانیکے نہین چچا کے سامنے جانیکے کپڑے پہنے اور گربۂ مسکین بنا جھکے ہوئے نیچی نظر مودب دسترخوان پر جا بیٹھے پھر میر متقی کا کھانا کوئی انگریزی ڈنر تو ہوتا ہی نہ تھا کہ کھانا میز پر آیا اور جتنے کھانے والے تھے اپنی اپنی کرسیونپر چرنے لگے دنیا بھر کی بکواس شروع ہوئی اور یہ بھی نہین کہ کھانیکے ضمن مین باتین کرتے جاتے ہون بلکہ یون کہو کہ باتونکے ضمن مین کھانا بھی کھاتے جاتے ہین - میر متقی مولوی آدمی دور سے کھانا آتا دیکھا کسی شغل مین ہون چھوڑ چھاڑ پہونچون تک ہاتھ دھو بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر اُکڑون ہو بیٹھے کھانا کھایا مگر اُسکو بھی عبادت سمجھکر خیال یہ کہ آداب الطعام مین سے کوئی ادب متروک نہو پس اِنکے دسترخوان پر بات چیت کا کیا موقع - میر متقی مستعجل کہ کم کھاؤن مبتلا منتظر کہ اُٹھ جاؤن الغرض ایسا کوئی موقع ہی نہین بن پڑتا تھا کہ چچا بھتیجے مین جی کھولکر باتین ہون مگر میر متقی بلا کے تاڑنے والے تھے اُنھون نے اتنی ہی دیر کی صحبت مین مبتلا کے حرکات و سکنات سے اُسکی نشست و برخاست سے اُسکے طرز عادات سے اتنا جان لیا اور ایسا پہچان لیا کہ مبتلا کے لنگوٹیا یار اور اُسکے بھیدی اور رازدار بھی اتنا ہی جانتے ہونگے مبتلا اگرچہ چچا کے سامنے اپنے آپکو بہت ضبط کیے رہتا تھا مگر ایسی دنکے لیے کہتے ہین کہ آدمی بری لت نہ ڈالے

اور عادت کو بگڑنے نہ دے۔ مبتلا کو خبر تک نہین ہوتی تھی اور بے خیالی مین اوبدا کر چچا کے
سامنے اس سے کوئی نہ کوئی حرکت ایسی سرزد ہو جاتی تھی کہ ہر روز انکی نظروں مین اسکی
قلعی کھلی رہتی تھی مثلاً بیٹھے بٹھائے خود بالوں پر ہاتھ جا پڑا اور عادت کے مطابق لگا
دہین پٹیان جمانے پھر جو کچھ ہوش آیا تو چچا کو کن انکھیوں سے دیکھ کھجانے کے حیلے سے بالونکو
بگاڑ سیدھا ہو بیٹھا یا کھاتے کھاتے ایک مرتبہ انگرکھے کی چولی کی شکن نکال لگا ٹانکا سینے کو
دیکھنے اتنے مین چچا پر نظر جا پڑی اور جلدی سے پھر جھاب کر ہو بیٹھا ایک مرتبہ تو اسنے
کیا غضب کیا کہ خدا جانے کس خیال مین مستغرق تھا کہ آپ ہی آپ لگا گنگنانے مگر
میر متقی نے اسکو ایسے طور پر ٹال دیا کہ گویا سنا ہی نہین۔ مبتلا اپنے دلکو یون سمجھا لیا
کرتا تھا کہ چچا نے دھیان نہین کیا یا اگر کیا تو آدمی سے ایسی لغو حرکتین ہوا ہی کرتی ہین
اتنی ہی بات سے انکا ذہن اسطرف کیون منتقل ہونیلگا کہ پٹیان جمانا یا اکرنا یا گانا
میری عادت ہے لیکن یہ اسکی غلطی تھی میر متقی کی آنکھ کبھی کسی چیز پر اچٹتی ہوئی پڑتی ہی
نہ تھی وہ جس چیز کو ایک نظر دیکھ لیتے اسکی تہ تک پہونچ جاتے اور اسکی لم کو دریافت کرتے
میر متقی نے مبتلا کی حرکات سے آخر یہ استنباط کیا کہ اسمین دو عیب بہت بڑے ہین
اول یہ کہ مذہب سے اسکو مطلق سروکار نہین یہ جانتا ہی نہین کہ خدا بھی کوئی چیز ہے
اور آدمی اسکے بندے ہین اسکو خبر ہی نہین کہ آدمی کو کھانے اور سو رہنے کے سوا دنیا مین
کچھ اور بھی کرنا ہے دوسرے حسن پرستی کہ اسکے نزدیک دولت شرافت حسب نسب
علم ہنر سلیقہ اخلاق دینداری غرض دنیا کے سارے کمالات ہیچ ہین صرف ایک
حسن صورت قابل قدر ہے اور بس۔ میر متقی کا ایک قاعدہ اور بھی تھا کہ بڑے دیکھے
آدمی تھے جب کسی خاص شخص کو نصیحت کرنا منظور ہوتا مدتون اسکے حالات کی
تفتیش مین لگے رہتے اور جب معلوم کر چکتے جسقدر معلوم کرنے کی ضرورت تھی تو بیٹھکر
غور کرتے کہ کس پیرائے سے اور کیسے وقت اسکو نصیحت کرون کہ موثر ہو اور یہ

سبب تھا کہ انکی نصیحت کبھی خالی گئی ہی نہین مثلاً اگر ایک شخص تارک الصلوۃ ہی اور
اُنھون نے اُسکو نماز کے لیے نصیحت کی تو پھر سفر یا مرض یا دنیا کی کوئی کیسی ہی ضرورت
کیون نہو اُسنے مدت العمر نماز کو قضا نہین ہونے دیا یا اگر کوئی شخص منہیات شرعی مین
سے کسی کا مرتکب ہی اور انھون نے وعظ کہا تو پھر توبہ ہی کر اُکے چھوڑا۔ غرض میر متقی
نے ایک دن موقع پاکر جون مبتلا کھانا کھا کر جانا چاہتا تھا اُسکو روکا اور کہا ذرا
ٹھہرو مجکو تمسے کچھ کہنا ہی مبتلا سمجھا کہ آج نماز گلے پڑی بیٹھ گیا تو میر متقی نے فرمایا
وعظ کہ اگرچہ مجکو تمھارے حالات بالتفصیل معلوم نہین مگر جسقدر معلوم ہین اُنسے
میرا خیال یہ ہی کہ تمھاری تعلیم جیسی درستی کے ساتھ ہونی چاہیے تھی نہین ہوئی تمھاری
تعلیم کا عمدہ حصہ وہ ہی جو مدرسے مین ہوا۔ مدرسے کی تعلیم اِس اعتبار سے کہ جو چیزین
پڑھائی جاتی ہین دنیا مین بکار آمد ہین بلاشبہہ مفید ہی مگر افسوس بڑے افسوس بڑے
سخت افسوس کی بات ہی کہ مذہب کیطرف بھولکر بھی کوئی توجہ نہین کرتا مذہب کو
سلسلۂ درس سے اِسطرح نکالکر پھینکدیا ہی جیسے دودھ مین سے مکھی جس سے
لوگونپر یہ ثابت ہوتا ہی کہ مذہب ایک فضول اور لایعنی چیز ہی اور دنیا مین اُسکی
مطلق ضرورت نہین۔ پس مدرسونکی تعلیم کا نتیجہ کیا ہی کہ نوجوان لڑکے فارغ
التحصیل فضیلت کے خطاب اور لیاقت کی سندین لیکر مدرسونسے نکلتے ہین انکو
تمام ملکونکی نئی پُرانی تاریخین خوب مستحضر ہوتی ہین جغرافیے مین شاید انکی معلومات
اس درجے کی ہو کہ سمندر کی مچھلی ہین یا پہاڑی کوّے یا افریقہ کے ریچھ یا آسٹریلیا کے
لنگور یا امریکا کے بن مانس یا تبت کے دنبے یا تاتار کے مینڈھے یا عرب کے بدو
یا یورپ کے فرنگی یا ہندوستان کے بھیل وہ انگریزی شاید ایسی عمدہ لکھ سکتے
ہونگے کہ گویا اُنکی مادری زبان ہی ریاضی مین وہ شاید وقت کے نیوٹن ہون
علم ہیأۃ مین اپنے زمانے کے کوپرنیکس فلسفہ مین افلاطون غرض اُنمین علوم دنیا کی

ایسی جامعیت ہوگی کہ شاید اُنکا نظیر نہو مگر نہ وہ مذہب کے معتقد نہ خدا کے بندے نہ رسول کی امت نہ بادشاہ کی رعیت نہ باپ کے بیٹے نہ بھائی کے بھائی نہ دوست کے دوست نہ قوم کے ساتھی نہ برادری کے شریک نہ وضع کے پابند نہ رسم کے مقلد ذرا نظرِ انصاف سے اِس بات کو دیکھو کہ فی الحقیقت مدرسے کی تعلیم مین ایسے خیالات پیدا کرنیکا رجحان ہی یا نہین۔ ہی اور ضرور ہی اور اِسکا سبب ظاہر ہی کہ مختلف مذاہب کے نوجوان لڑکے ایک جگہ جمع رہتے ہین اپنے اپنے عقائد سے سبکے سب بے خبر عمر ونکے تقاضے یہ کہ جہان اور ہنسی کی باتین کرتے ہین اُنھین ایک مذہب کا استخفاف بھی سہی اگرچہ اپنا ہی مذہب کیون نہو مدرسے کے حاکم یا مدرس کچھ کسی مذہب کی پروا کرتے ہی نہین طالب العلمون کے لیے تو سب کیونکہ اُنکا فرض خدمت نہین اپنے لیے بھی بعض یا اکثر اسلیے کہ خود کسی مذہب کے قائل نہین۔ وظیفہ یا انعام یا دوسرے موجبات ترغیب مذہب پر کسی کا انحصار نہین۔ علوم جو پڑھائے جاتے ہین اکثر جدید زمانہ حال کے ایجاد کوئی مسئلہ نہین جسمین متقدمین کی تغلیط کوئی بحث نہین جسمین سابقین کی تحمیق نہو اور ایک بڑی خرابی آکر یہ پڑی ہی کہ بہت سی باتین ہین تو علوم دنیا سے متعلق مگر لوگونکی غفلت یا بے سیلاتی سے داخل مذہب ہوگئی ہین اب جو اُنکی غلطی ثابت ہوئی تو طالب العلمونکو جو مذہب سے ہین کورے معلوم ہوتا ہی کہ اُنکے باپ دادا جو مذہبًا ایسی لغو اور بیہودہ باتونکو تسلیم کرتے چلے آئے بڑے احمق تھے اور اُنکا مذہب ہی سراسر ہیچ اور پوچ ہی۔ ایک خرابی اور ہی کہ علوم جدیدہ جنکا مدارس مین بڑا زور وشور ہی سب ہین از قسم بدیہیات مشاہدات پر مبنی اور تجربیات پر متفرع ایسے علوم پڑھتے پڑھتے طالب العلمونکو اس بات کی عادت پڑجاتی ہی کہ وہ ہر چیز کا ثبوت ایسا ہی ڈھونڈنے لگتے ہین جیسا اوقلیدس کے دعوونکا اور مذہبی باتونکے لیے ایسا ثبوت نہوا ہی اور نہونا ممکن ہی حضرت موسیٰ سے بھی یہود ایسی ہی بیجا فرمائشین کرتے تھے لن نؤمن

لاشے حتیٰ نری اللہ جھرۃ ہم تو جبتک خدا کو کھلے خزانے نہ دیکھ لین تجھپر ایمان لانیوالے ہین نہین۔ لیکن مذہب کے لیے ایسے ثبوت کا نہ بہم پہونچ سکنا ضعف مذہب کی وجہ سے نہین ہی بلکہ انسان کی ضعف خلقت کے سبب۔ کیا اگر موسیٰ خدا کا دیدار ہیود کو نہ دکھا سکے تو اس سے لازم آگیا کہ خدا نہین ہی۔ نہین خدا تو ہی مگر وہ آدمی کی آنکھ مین آنے کی چیز نہین ہی۔ مدارس کی ساری تعلیم بلکہ سچ پوچھو تو عملداری کا خلاصہ ہی آزادی۔ بلاشبہ آزادی ہر ایک فرد بشر کا ایک ضروری حق ہی مگر آزادی کی بھی کوئی حد ہونی ضرور ہی۔ آدمی کی بناوٹ اسطرح کی واقع ہوئی ہی اور آدمی فی حد ذاتہ اسطرحکا مخلوق ہی کہ آزادی مطلق تو اُسکو حاصل ہونی ممکن نہین اور مناسب بھی نہین۔ کیا آزاد ہو سکتا ہی وہ بندۂ ناچیز جسکا ہونا اور نہونا اُسکے اختیار مین نہین غیرونکا محتاج دوسرونکا دست نگر پہننے مین کھانے مین پینے مین مرنے مین جینے مین۔ چند منٹ کے لیے ہوا نہ ملے تو ہلاک ایک وقتِ خاص تک غذا نہ پہونچے تو فنا تڑاقے کی دھوپ کا تحمل نہین کڑاکے کی سردی کی برداشت نہین۔ حالت تو اسقدر خستہ و خراب اور اُسپر آزادی کا بڑا خبط وہی مثل ہی جھونپڑیکا رہنا اور محلونکے خواب شعر

باندھتے ہین سرکو آزاد اور وہ پا بگل		کیسی آزادی کہ یان یہ حال ہی آزاد کا

مین اسمین لڑکونکا زیادہ قصور نہین پاتا سارا قصور اُنکی تعلیم و تربیت کا ہی۔ گھڑی جو تمھاری جیب مین ہی اسمین اسبات کی ایک کمانی گنڈلی کی طور پر تہ کی ہوئی موجود ہی کنجی کے زور سے کمانی کی تہونکو خوب کس دیتے ہین اسکو کتا کہتے ہین کوکنے سے کمانی مین ایک قوت پیدا ہوتی ہی کمانی چاہتی ہی کہ کھلے اور اپنی اصلی حالت پر عود کر آئے اگر کوئی چیز مانع نہو تو کمانی سر سے دم کے دم مین ڈھیلی پڑ جائے اور وہ قوت جو اُسمین پیدا کی گئی تھی اکارت ہو اسکے روکنے کے لیے گھڑی مین ایک پُرزا لگا یا جاتا ہی جسکا نام ہی رگیولیٹر اور جسکی وجہ سے کمانی بتدریج انضباط کے ساتھ کھلتی جاتی ہی اور

اُس قوت سے وقت کی شناخت کا عمدہ کام لیا جاتا ہی یہی حال ہی انسان کا کہ اُسمین بھی ایک حالت کے مناسب خدا کی دی ہوئی چند قوتین ہین اگر ان قوتونکا کوئی روکنے والا رگیولیٹر نہو تو یہ تمام قوتین بیکار رہین بلکہ بجاے مفید ہونیکے اُلٹی مضر۔ انسان کا رگیولیٹر ہی مذہب جو اُسکو اندازۂ مناسب اور حدِ اعتدال سے گھٹنے بڑھنے گرنے اُبھرنے نہین دیتا۔ مدرسونکی تعلیم کوک ہی اور رگیولیٹر ندارد پس اسکا ضروری نتیجہ ہی کہ آزادی کا خیال دماغ مین سماتے ہی لوگ ہر طرح کے قیود سے نکلنے کی خواہش کرنے لگتے ہین یہانتک کہ قیدِ عبودیت سے بھی۔ سرسیے مدرسے کی تعلیم کے اصول ہی غلط ہین کہ صرف دنیاوی علوم کے پڑھا دینے سے آدمی دنیا کے کام کا ہوجاتا ہی اِس سے تو یہ بات نکلتی ہی کہ دنیا اور دین دو چیزین ہین جداگانہ ایک کو دوسرے سے کچھ تعلق نہین ہم نہین جانتے کہ جو لوگ ایسا خیال کرتے ہین دین سے کیا مراد رکھتے ہین مگر ہمارے نزدیک بلکہ تمام اہل ادیان کے نزدیک دین کے معنے ہین انسان کی اصلاح اور اُسکے دو حصے ہین اصلاحِ معاش اور اصلاح معاد پس دین اور دنیا مین اگر ایک طرح کی منطقی مغایرت ہی جیسی عموماً کل اور جزء مین ہوا کرتی ہی اسکو تباین یا تناقض یا تنافر یا بے تعلقی سے تعبیر کرنا مغالطہ ہی ہی۔ کتنا ہی پڑھا وجب انسان مین دین نہین تو اسکو خوفِ خدا نہین اور خوفِ خدا نہین تو اُسمین راستی نہین دیانت نہین غیرت نہین حمیت نہین مروت نہین محبت نہین خلاصہ یہ کہ انسانیت نہین اِسپر بھی اگر وہ آدمی دنیا کے کام کا ہی تو اُس دنیا کو خیرباد ہی اور اُس کام کو سلام۔ ایک بات تعلیم کے متعلق اور بھی سوچنے کی ہی کہ انسان کو دوسرے حیوانات سے ایک وجہ امتیاز یہ بھی ہی کہ حیوانات کو جتنی عقل دیگئی ہی فطری ہی تجربے یا امتداد عمر سے اُسمین ترقی نہین ہوتی مثلاً بیا گھونسلا بناتا ہی کیسا عمدہ کہ انسان اُسکی اگر پوری پوری نقل کرنا چاہے تو نہین بن پڑتی مگر جیسا گھونسلا ایک بُڈھا بیا بناتا ہی جو اپنی عمر مین شاید بیس پچیس گھونسلے بنا چکا ہوگا

بجنسہ ویسا ہی گھونسلا پہلی بار ایک جوان بیا بنائیگا برخلاف انسان کے کہ اُسکی عقل تجربے اور عمر کے ساتھ کمال حاصل کرتی جاتی ہی۔ اِس مضمون کو سعدی نے کیا قل و دل اطلبے ادا کیا ہی۔ ع

مرغک از بیضہ برون آید و روزی طلبد	آدمی زادہ ندارد خرد و عقل و تمیز
آن بناگاہ کسے گشت و بچیزے نرسید	وین بتمکین و فضیلت بگذشت از ہمہ چیز

اِسلیے اِنسان کی تعلیم و تربیت کا قاعدہ یہ ہی کہ ہر چیز اُسکی عمر کا ایک مناسب وقت دیکھکر سکہاتے ہین مثلاً غیر ملک کی بولی ضرور ہی کہ بچپن مین سکھائی جاے ورنہ بڑے ہوکر زبان مشکل سے ٹوٹتی ہی۔ چھوٹے بچے کو اگر منطق کے پیچیدہ مباحث سمجھانا چاہو تو سعی لاحاصل ہی اسی طرح دین کی تعلیم کے لیے بھی ایک وقت مناسب ہونا چاہیے اور وہ نہین ہی مگر سن طفولیت کیونکہ آدمی کی عمر جسقدر بڑی ہوتی جاتی ہی اُسی قدر فطرت سے دور اور اُسی قدر اُسکا دِل لوث دنیا سے آلودہ اور زنگِ اغراض سے تیرہ ہوتا چلا جاتا ہی پھر شاید ایک وقت ایسا آئے کہ اِسکے دلمین صبغۃ اللہ یعنے دین کا رنگ اُٹھانے کی قابلیت باقی نرہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ اسی حالت کی نسبت قرآن مجید مین فرماتا ہی۔ کلا بل ران علے قلوبھم ما کانوا یکسبون۔ اور کچھ بات نہین اِنکے دلونپر اُنکی بدکرداریان چھاگئی ہین۔ دنیا مین اور بھی ہزارون لاکھون اللہ کے بندے ایسے ہین جنکو دین کیطرف مطلق توجہ نہین مگر بے توجہی دو طور کی ہی ایک وہ جسکا سبب کاہلی اور غفلت اور مساہلت ہو دوسری وہ جو دین کے استخفاف سے پیدا ہوئی بے توجہی ہی جو نہایت خطرناک اور نہایت مذموم ہی اور یہی بے توجہی ہی جسکو مدارس کی تعلیم پھیلاتی چلی جارہی ہی۔ لیکن دین و مذہب لوگونکی تسلیم اور قدردانی کا محتاج نہین۔ ہمالیا پہاڑ اپنی جگہ سے سرک جائے تو سرک جائے گنگا پورب کو بہتے بہتے پچھم کو بہنے لگے تو بہنے لگے مگر خدا کی باتین نہ کبھی ٹلی ہین اور نہ کسی کے ٹالے

تیلینگی۔ وہین تمسے چاہتا کیا ہی صرف اِتنی بات کہ خدا نے تمکو آدمی بنایا ہی آدمی بنکر رہو۔ تمکو آنکھین دی ہین اور دیکھتے ہو کان دیے ہین اور سنتے ہو زبان دی ہی اور بولتے ہو غرض ہر قوت سے وہ کام لیتے ہو جو اُسکے کرنیکا ہی۔ قو تو تمنین سب سے قوی اور سب سے عمدہ عقل ہی اُسنے تمھارا ایسا کیا قصور کیا ہی کہ اُسکے کرنیکا کام اُس سے نہین لیتے۔ روے زمین کی خدا کی جتنی مخلوق ہی سب مین اعلے اور افضل اور اشرف انسان ہی اور اُسکی برتری اِسی سے ظاہر ہی کہ دوسری مخلوقات پر حکم رانی اور اُنمین مالکانہ تصرف کرتا ہی۔ دیکھو انسان کی بنائی ہوئی عمارتین اُسکے بسائے ہوے شہر اُسکے لگائے ہوے باغ۔ نہرین سڑکین۔ پل۔ ریل۔ تار۔ دخانی یا دریائی جہاز۔ انواع واقسام کی کلین۔ زندگی کے ساز و سامان۔ مگر یہ برتری جو انسان کو استحقاقاً حاصل ہی۔ کیون ہی۔ اُسکی جسمانی قوتین تو حیوانات کی قوتو نسے بہت ضعیف ہین مثلاً اِسکی نظر سے گدھ کی نظر کہین تیز ہی اِسکے شامے سے شکاری کتو نکا شامہ کہین قوی۔ وہ اگر ذائقے سے چیزونکا صرف مزہ پہچانتا ہی تو بعض جانور مزے کے سوا خاصیت طبی کی شناخت بھی کر لیتے ہین۔ توانائی کے لحاظ سے تو ہاتھی اور شیر وغیرہ کے سامنے وہ ایک مور ضعیف سے بھی زیادہ کمزور ہی پھر انسان کی بڑائی کس چیز مین ہی۔ عقل مین۔ اب دیکھنا چاہیے کہ عقل کا کام کیا ہی یہ سمجھنا کہ عقل ہمکو صرف اتنے واسطے دیگئی ہی کہ کھانا پینا کپڑا مکان ساز و سامان بہم پہونچانے مین مدد کرے عقل کو ذلیل اور بے قدر کرتا ہی یہ تو عقل کے نہایت مبتذل کام ہین جانور جنکے جثے ہمارے جثو نسے بہت بڑے اُنکی بھوک پیاس ہماری بھوک پیاس سے کہین زیادہ ہی ہماری جتنی عقل نہین رکھتے اور ہم سے زیادہ آسودگی کے ساتھ زندگانی کرتے ہین۔ ساٹھ ستر برس کی زندگی اور معدودے چند ضرورتو نکے لیے ایسی عقل جو ماضی اور مستقبل کے قلابے ملائے اور زمین سے آسمان تک پاؤن پھیلائے کسی بڑے اور عمدہ کام کے لیے دیگئی ہی اور وہ نہین ہی مگر یہ کہ مخلوق سے خالق اور

فانی سے باقی اور دنیا سے آخرت کو پہچان کر اُس گھر کے لیے طیاری کرین جہان ہماری
روح کو ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہی لیکن فرض کرو کہ ہم ان خیالات کو اپنے ذہن مین نہ آنے
دین اور آنکھین بند کرلین دنیا و مافیہا سے جسکا ایک ایک ذرہ ہستی صانع اور ایک
ایک واقعہ وجود سبب پر دلالت کر رہا ہی تو اِس سے واقعات کا بطلان تو نہین
ہو سکتا۔ خدا ہی اور ہمیشہ کو رہیگا ہم اُسکے بندے ہین اور کسی طرح اُسکے فرمان سے باہر
نہین ہو سکتے ہمکو مرنا ہی اور جو کچھ دنیا مین کیا ہی اُسکی جوابدہی کرنی ہی عمل اچھے ہین تو
تسلی ہی اور امن ہی اور عافیت ہی اور سکون ہی اور قرار ہی یعنے یہ کہ بیڑا پار ہی بُرے ہین
تو حسرت ہی اور افسوس ہی اور ندامت ہی اور پھٹکار ہی اور دھتکار ہی یعنے یہ کہ ڈوکم
کی مار ہی۔ کبھی یون بھی ہوتا ہی کہ اصل مین تو ہوتی ہی غفلت اور او نکمتے کو ٹھیلنے کا
بہانہ اختلاف مذاہب بے توجہی کا باعث ہو جاتا ہی۔ آدمی دیکھتا ہی کہ دنیا مین
سیکڑون ہزارون مذہب ہین ہر ایک صرف اپنے آپکو برسرِ حق سمجھتا ہی اور
باقی سبکو گمراہ اور کافر اور مردود اور ملعون اور جہنمی تو یہ دیکھکر خواہ نخواہ اُسکے دلمین
خیال آتا ہی کہ پہلے ان ہزارون مذاہب کے معتقدات سے واقفیت حاصل کرون
پھر اُنکے سوال وجواب سُنون پھر اُنہین محاکمہ کرون اِسکے لیے مین کیا میری تو
دس نسلونکی عمرین بھی کفایت نہین کر سکتین اس سے بہتر ہی کہ مذہب کی پہیلی کو
جسکا آتا پتا کچھ نہین سوجھی مت لیکن یہ بھی ایک وسوسۂ شیطانی ہی اور انسانکے
لامذہب ہونے کے لیے حجت نہین ہو سکتا۔ دنیا مین جتنے مذہب ہین جہانتک ہکو مذہب
دنیا سے تعلق ہی سبکا مقصود اصلی ہی آدمی کی اصلاح اور اختلاف اگر ہی تو ملکونکی
آب وہوا لوگونکے طبائع اور عادات اور ضرورتونکے اختلاف کی وجہ سے اور
فروع مین ہی نہ اصول مین جزئیات مین ہی نہ کلیات مین بس تم جیسے نوجوان
آدمیونکے لیے اِس سے بہتر صلاح کی بات نہین کہ جو جس شان مین ہی اُسی شان مین

رہکر پابندی مذہب کو نہ چھوڑے اِس سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ نیکی کا خیال دلمین راسخ
ہوجائیگا خدا سے لگاؤ پیدا ہوگا اور حق کی تلاش مین اُسکو مزہ ملیگا آدمی اگر اتنا کرے
اور اِس سے زیادہ کر ہی کیا سکتا ہی تو ضرور خدا کی رحمت اُسکی دستگیری کریگی۔
والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ لوگ مذہب کیطرف سے جو اسقدر
غافل اور نگرے بن رہے ہین اِسکی ایک وجہ یہ بھی ہی کہ خدا نے بندونکی آزمایش کے لیے دنیا کا
انتظام ایسے طور پر رکھا ہی کہ دنیاوی حالات کے اعتبار سے محق اور مبطل اور نیک و بد اور پابند
مذہب اور لامذہب اور مؤمن و کافر اور موحد و مشرک کسی کا کچھ امتیاز نہین خدا و ند تعالےٰ
کی عام رحمتون سے سب بلا تخصیص یکسان طور پر متمتع ہوتے ہین۔ وقت پر پانی سبکے
واسطے برستا ہی ہوا کا ذخیرہ سبکے لیے موجود ہی رزق ہر ایک کی خاطر مہیا ہی صحت و مرض
تمول و افلاس توالد و تناسل حیات ممات غرض زندگانی کی بھلی بُری تمام کیفیتین جیسی
مسلمانون مین ویسی عیسائیون مین ویسی یہود مین کوئی قوم بلکہ کوئی گروہ بلکہ کوئی
فرقہ بلکہ کوئی متنفس اِس بات کا دعوی نہین کرسکتا کہ مذہب کی وجہ سے مجکو دنیا میز
یہ خصوصیت حاصل ہی اور کہین ایسی ایک ادنی سی خصوصیت بھی پائی جاے تو تمام
روے زمین سے اختلاف مذاہب کے معدوم کردینے کو کافی ہی۔ یہ بے خصوصیتی اُن
لوگونکے حق مین سم قاتل ہی جنکی طبیعتین لامذہبی کی طرف مائل ہین۔ غور کرنیکی تو اِن
لوگونمین عادت ہوتی نہین دنیا مین ہین اور دنیا ہی کو دیکھتے ہین اور سمجھتے ہین کہ
بس جو کچھ ہی یہی دنیا ہی ذٰلِكَ مَبْلَغُهُم مِّنَ الْعِلْمِ لیکن ذرا عقل کو کام مین لائین
تو معلوم ہو اور اندر سے دل آپ ہی آپ گواہی دینے لگے کہ نہین ایک جہان اور بھی ہی
یہ دنیا خواب ہی اور وہ جہان اسکی تعبیر یہ مجاز ہی وہ حقیقت یہ نمونہ ہی وہ اصل۔
جسطرح عقل دنیا سبکی یکسان نہین اسی طرح عقل دین کے مدارج بھی متفاوت ہین
بعض لوگ وہ ہین جو صرف موجودات دنیا سے خدا کو اور خدا سے اُسکی عظمت کو اُسکی

عظمت سے اُنکی معبودیت کو مانتے پہچانتے ہین اور بعض موجودات سے نہین بلکہ تغیرات سے
اور بعض تغیرات سے بھی نہین بلکہ حادثات عامہ سے اور بعض حادثات عامہ سے بھی
متنبہ نہین ہوتے تا وقتیکہ خود اُنپر کوئی آفت نازل نہو اور بعض جاہل مصیبت پر بھی
کہنے کے محتاج گویا بیل ہین کہ آر بھی گھبوؤ اور ساتھ منھ سے بھی ٹکاری دو تب اُنکو خبر
ہو کہ چلنا چاہیے - ای میرے پیارے بھتیجے ای مرحوم کے یادگار ای مغفور کی نشانی مجکو بھائی
کے مرنیکا اتنا رنج نہین ہوا جتنا تمھارے دین کی تباہی کا - بھائی اگر مرے تو عمر طبعی کو
پہونچکر مرے اور ایک دن مرنا ضرور تھا مین نے اپنی موت کے لیے دعا تو نہین مانگی اسواسطے
کہ موت کے لیے دعا مانگنا منع ہی مگر سات برس عرب مین رہا کوئی دن ایسا نہین گزرا
کہ مین نے اُس سرزمین مین اپنے دفن ہونے کی تمنا نکی ہو مگر خدا کی مبارک مرضی یون
تھی کہ مین یہان پھر آؤن اور بھائی کا مرنا سنون - جبسے مین نے بھائی کا مرنا سُنا
ہر روز بلکہ دن مین کئی کئی بار (دعا نہین) دلمین تمنا کرتا ہون کہ الٰہی اگر عرب کی مٹی
میرا خمیر نہین ہی تو مجکو با ایمان دنیا سے اُٹھا کر اُس شخص کے پہلو مین جگہ دے جو مجکو دنیا
مین سب سے زیادہ عزیز تھا یعنے میرے بڑے بھائی اور تمھارے والد مرحوم - مین نہین
سمجھتا تھا کہ یہ تمنا بھی پوری ہو یا نہو مگر بھائی کے مرنے کے بعد اب زندگی بے مزہ ہی اور اس ملک
مین رہنا اُس سے زیادہ بے مزہ - یہ مت سمجھو کہ آدمیونکے باہمی تعلقات اس زندگی کے
تعلقات ہین - نہین نہین - یہ تعلقات روحی تعلقات ہین اور چونکہ روحونکو فنا نہین
اُنکے تعلقات کو بھی انقطاع نہین - یقین جانو کہ تمھاری اس طرز زندگی سے بھائی کی
روح کو ایذا ہوتی ہی کیونکہ اُنکو اس زندگی مین بھی تمھاری تکلیف کی برداشت نہ تھی
اور اس طرز زندگی کے ہاتھون تمپر جو سخت بلا نازل ہونے والی ہی مین اُسکو عقل سے
جانتا ہون اور تمھارے باپ اُسکو آنکھون سے دیکھ رہے ہین - باپ سے ہوسکتا ہی کہ بیٹے کو
کنوین مین گرتا ہوا دیکھے اور پروا نکرے باپ سے ممکن ہی کہ بیٹا جلتی ہوئی آگ مین

کھو دئے اور وہ کھڑا تماشا دیکھے۔ مرحوم نے لوگونکی نظرونمین سلامت روی نیک وضعی
اور بھلمنساہت سے جو ایک وقار پیدا کیا تھا تمھین اپنے دلمین انصاف کرو کہ تمنے اسکو
بڑھایا یا گھٹایا روشن کیا یا مٹایا۔ ایسے چاہنے والے ایسے شفیق ایسے مہربان ایسے دلسوز
باپ کے احسانات کا یہی معاوضہ تھا اُنکے سلوک اسی پاداش کے قابل تھے جو باتین
مین تمسے کہہ رہا ہون تمکو شاید پہلی بار اُنکے سننے کا اتفاق ہوا ہوگا مگر میری ساری عمر انہین
غورون اور فکرون مین گذری ہی اسکو مین اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہون کہ شروع سے
مجکو اچھے لوگونکی صحبت رہی۔ ہندوستان سے لیکر عرب تک ہزارہا علماء اور شیوخ سے
ڈھونڈ ڈھانڈ کر ملا اور جس سے جتنا فیضان قسمت کا حاصل ہوا الحمد للہ علے ذلک۔ تم
دیکھتے ہو کہ مین دین کے کامونمین بھی جہانتک مجھ سے ہوسکتا ہی اور افسوس ہی کہ قدر واجب کے
مقابلے مین کچھ بھی نہین ہوسکتا لگا لپٹا رہتا ہون اسپر بھی جب خدا کی عظمت اور اُسکے
جلال پر نظر کرتا ہون مجکو اپنی نجات کی طرف سے بالکل مایوسی ہوتی ہی اور تنہائی مین
خصوصاً رات کے وقت جب دنیا کی بے ثباتی قیامت کے حساب اور اپنی بے بضاعتی
کے افکار ہجوم کرتے ہین تو مجکو اسقدر وحشت ہوتی ہی کہ تمکو اُسکا اندازہ سمجھانا مشکل ہی
صرف اُسکی رحمت بے انتہا کی توقع اُسوقت دستگیری کرتی ہی جس سے دلکو تسلی ہوتی ہی
یہ زحمت جو مجکو دین کے کامون مین اُٹھاتے ہوے دیکھتے ہو اگر اسکو زحمت سے تعبیر کرنا
درست ہو تو اتنی مدد کرتی ہو کہ امید واری رحمت کی ڈھارس بندھاتی ہی۔ اگر خدا
عقل مین راستی دے تو دنیا کی سب باتونسے دین کی تعلیم نکلتی ہی۔ دنیا مین جسکو جس پر
کسی طرحکی حکومت ہی جیسے شوہر کو بی بی پر یا باپ کو اولاد پر بادشاہ کو رعایا پر اگرچہ
دنیا کی ساری حکومتین عارضی اور ضعیف ہین اسپر بھی کوئی حاکم کسی محکوم کی کسی نافرمانی
سے درگذر نہین کرتا کیا غفلتین ہین کیا بے فکریاں ہین کیا مغالطے ہین کیا یہ مناسبتی ہی
کہ بندۂ بے حقیقت و ناچیز نافرمانی کیسی اُس قادر ذوالجلال کے اوامر کا استخفاف کرے

گویا اسکا مد مقابل ہی اور پھر درگذر کی توقع کیا ہیکڑی ہی مغفرت کی امید کیا بیحیائی ہی۔ تمکو جہان اکثر باتون مین مغالطہ واقع ہوا ہی دوستونکے بارے مین بھی تمھاری راے غلطی سے محفوظ نہین رہی۔ یہ لوگ جو تمھارے آگے پیچھے پڑے پھرتے ہین اور ہر وقت تمکو گھیرے رہتے ہین جہانتک مین نے خیال کیا ہی ایک کو بھی تمھارا خیر خواہ نہین پایا اِنکے کچھ مطلب مین بیہودہ اغراض ہین فاسد تمکو دیکھ پایا عقل کے کوتاہ گانٹھ کے پورے آپ بنے شکاری اور تمکو گردانا نشی اور لگے تمھاری آڑ مین تکے چلانے۔ غرض مندانہ رابطے عموماً اور خاص کر جبکہ اغراض خسیس ہون نہایت بے ثبات ہوتے ہین اور سریع الانقطاع مجکو توقع یہ ہی کہ تمنے خود اِسکا تجربہ کر لیا ہوگا ورنہ میرا اِسوقت کا کہنا چاہو لکھ رکھو کہ تمھارے اتنے دوست ہین اِنھین سے کسی ایک کے ساتھ دو برس تک بھی صحبت یون ہی چلی جائے تو جاننا کہ بہت چلی۔ خیال کو اور وسعت دو تو یہی حال ہی دنیا کے تمامی جسمانی تعلقات کا غیرونکی کیا شکایت دوسرونکا کیا گلہ اپنے ہی اعضا و جوارح اور اپنی ہی قوتین کبتک کی ساتھی ہین دیکھو مجھ جیسے بوڑھونکو ایک بصارت سے معذور ہی تو دوسرا ثقل سمع سے مجبور کسیکی بھوک تھکی ہوئی ہی اور کسیکے ہاضمے مین فتور پیری و صد عیب زندہ در گور۔ دنیا کی یہی بے ثباتی دیکھکر جنکی عقلین سلیم ہین فانی لذتونکے گرویدہ اور عارضی منفعتونکے فریفتہ نہین ہوتے۔ جسقدر مین نے تمسے کہا اگرچہ ضرورت سے بہت کم کہا مگر مجکو تمھاری طینت کی پاکیزگی سے امید ہی کہ انشاء اللہ رائگان نہین جائیگا اور خدا نے چاہا تو مین دعا بھی کرونگا کہ تمھارے دلمین سوچنے اور غور کرنیکا شوق پیدا ہو مگر قاعدہ ہی کہ دنیا مین کوئی مبتذل سے مبتذل فائدہ بھی بے طلب نہین ملتا سچ ہی کہ بچہ جبتک روتا نہین ماں بھی دودھ نہین دیتی پس دین کے عمدہ اور دائمی فائدے بدرجۂ اولی طلب پر موقوف اور پیروی پر منحصر ہونے چاہئین اور وہ تمھارے کرنیکا کام ہی۔ دین کے کام مین تو ویسے متعلق اور کوئی شخص دوسرے کے خیالات یعنے دلی حالات پر مطلع ہو نہین سکتا مگر

خیالات کی اصلاح سے ارادے کی اور ارادے سے افعال کی طرز تمدن کی وضع کی گفتگو کی نشست و برخاست کی حرکات و سکنات کی سبھی چیزونکی اصلاح ہوتی ہے یعنے انسان کا ظاہر حال اُسکے دلکا ترجمان ہوتا ہے بس تم کہو یا نہ کہو خود بخود منکشف ہوتا ہیگا کہ جس راستے پر مین نے تمکو لگا دیا ہے تمنے اُسمین چلنا شروع کیا یا نہین —

فصل چہاردہم مبتلا پر میر متقی کی وعظ کا کہانتک اثر ہوا - مبتلا کو جب چچا نے پکڑ کر نصیحت سُننے کے لیے بٹھایا تھا تو خواہ مخواہ اُسکی طبیعت مین از خود ایک ضد سی آگئی تھی تاہم تھوڑی دیر ادب کی وجہ سے دم نہ مار سکا اور پھر تو میر متقی کی باتو نپر ایسا ریجھا کہ آنکھین اور مُنھ دونون کھلے کے کھلے رہگئے اور جبتک میر متقی نے بات کو ختم نہین کیا مبتلا کو کوئی دیکھتا تو کیا معلوم ہوتا گویا بس حیرت کا ایک پُتلا ہے چچا کے پاس سے چلے جانے کے بعد بھی کئی دن تک وہ مبہوت سا رہا اُسکا دل تو مان گیا تھا کہ چچا نے جو کچھ کہا ٹھیک کہا مگر جس بات کی آن پڑگئی تھی اُسکو بدلتے ہوئے اُسکا جی ہچکچاتا تھا - آوارگی اُسکی طبیعت مین یہانتک سما رہی تھی کہ ترک وضع کرتے ہوئے اُسکو عار آتی تھی وہ سوچتا تھا کہ چچا کے کہنے پر چلون تو دوست آشنا کھانا پہننا سیر تماشا تفریح تمامی مشاغل سبکو ایک دم سے چھوڑون یعنے ترک دنیا کرون تو پھر جیون کیونکر اور فرض کیا کہ جبرا قہرا مین نے ترک دنیا کیا بھی تو لوگ مجھکو کیا کہینگے آخر پرہیزگار ہون تو پورا پورا انہون جیسے چچا - زلفت کی ٹوپی خلاف ثقات تو اب مین پہننے سے رہا نا چار شملہ - دوپٹہ - عمامہ باندھنا پڑیگا اور اُسکی نزد مین بالونکی جیسی گت بنی کی ظاہر تو ضرور ہوا کہ سب سے پہلے سر منڈاؤن منڈے سر پر خشخاشی داڑھی اور اینٹھی ہوئی موچھین کیا بھلی لگینگی تو لازم آیا کہ داڑھی چھوڑون اور موچھون کو سیدھا کرون پھر ایسی مقطع صورت پر گلے مین کرتہ ہو تو خیر نیچی چولی کا انگرکھا اور ٹانگونمین ایک بالشت کا ٹخنا اِس وضع سے کیا مُنھ لیکر بازار مین نکلونگا - ساری عمر کبھی

مسجد مین جانیکا اتفاق نہین ہوا ایسا جو ایک دم سے جاکر کھڑا ہوا تو جتنے نمازی ہین
سب آنکھین پھاڑ پھاڑ کر مجکو گھورینگے غرض جنکو چھوڑتا ہون اور جنمین جاکر ملتا ہون
سبھی کا انگشت نما ہونا پڑیگا۔ مبتلا اسی پس و پیش مین تھا کہ میر متقی ایک دن اسکو وضو
کرا کپڑے بدلوا اپنے ساتھ جمعے کی نماز مین لیگئے اور اسکے بعد سے جبتک رہے جب نماز کو
جاتے مبتلا کو گھر سے ساتھ لیکر نکلتے غرض مبتلا کی وہ جھجک تو جاتی رہی اور اسکی وضع مین
بھی رفتہ رفتہ اصلاح آتی چلی۔ اگر میر متقی کا دو تین مہینے بھی اور رہنا ہوجاتا تو مبتلا کے
درست ہوجانے مین کوئی کسر نہ تھی ابھی میر متقی نے کیا ہی کیا تھا مبتلا کو صرف ایک وعظ سنایا
صرف اتنی غرض سے کہ اسکی غفلت کو تازیانہ ہو۔ دین دار بھلا مانس بنتے ہوے وہ
جیسا تھا اسکی شرمندگی شادی اگر زیادہ رہنے کا اتفاق ہوتا خدا جانے کتنے وعظ
اور کہتے اور کیا کیا اسکو سکھاتے سمجھاتے وہ تو اچھی طرح جانتے تھے کہ برسونکے جمے ہوے
زنگ مین یہ کیا ایک ہرگز لیسے چھوٹنے والے ہین۔ حسن پرستی کا وہ بڑا سخت عیب ہی
جو گویا مبتلا کی گھٹی مین داخل تھا میر متقی موقع پاکر اسکا علاج کرتے پر کرتے مگر مبتلا کو
تو اپنے اعمال کی شامت بھگتنی تھی۔

فصل پانزدہم میر متقی کا دفعۃً بے وقت رام پور روانہ ہونا اور مبتلا کو سید حاضر
اور عارف کے سپرد کر جانا۔ میر متقی نے اسکی اصلاح پر توجہ شروع کی تھی کہ اتنے مین
چپکے چپکے اس گمنام عرضی کی تحقیقات ہونے لگی جو ناظر کی شرارت سے میر متقی کی نسبت
مین گورنر کے پاس پہونچی تھی اور تو کچھ حال نہ کھلا مگر خلاف عادت پولیس کے لوگ
وقت بے وقت کوئی وعظ سننے کے بہانے سے کوئی نماز کے حیلے سے آمد و رفت کرنیلگے
انمین جو زیادہ ہوشیار تھے بُتّے دے دیکر ٹیڑھے ٹیڑھے مسئلے پوچھتے تھے مثلاً یہ کہ کیون حضرت ہندوستان
آپکے نزدیک دار الحرب ہی یا نہین۔ انگریزونسے اور ہندو سے سود لینا روا ہی یا نہین انگریز
اگر کابل پر چڑھائی کرین اور ایک پلٹن کو امیر کے مقابلے مین لڑنیکا حکم دین اور ایک مسلمان

اُس ملیٹن مین پہلے سے نوکر ہو تو اُسکو کیا کرنا چاہیے مہدی جسنے مصر مین خروج کیا ہی مہدی موعود ہیٰ یا نہین اور اُنکو مدد دینا از روے شرع شریف کیا حکم رکھتا ہی۔ انگریزی دوا اُونکا استعمال درست ہی یا نہین چھری سے برابر سود کی ڈگریان ہوتی ہین اِس صورت مین سود کا دینا گناہ ہی یا نہین۔ انگریزونکے ساتھ کھانا اور لباس اور طرز تمدن مین اُنکے ساتھ تشبہ کیا حکم رکھتا ہی۔ میر متقی جہاندیدہ آدمی تھے اِن باتونکو دیکھکر اُنکے کان کھڑے ہوے اور سمجھے کہ ضرور دال مین کچھ کالا ہی۔ کوتوال شہر سے معرفت اور دور کی صاحب سلامت تو تھی ہی ایک دن جمعے کی نماز کو جاتے ہوے راہ مین کوتوال سے آمنا سامنا ہو گیا میر صاحب نے کہا مجکو آپسے کچھ کہنا ہی وقت فرصت معلوم ہو تو مین آپ سے ملنا چاہتا ہون کوتوال نے کہا آج بعد نماز مغرب مین خود آپکی خدمت مین حاضر ہونگا۔ غرض کوتوال کے ساتھ تخلیہ ہوا تو میر صاحب نے فرمایا کیون کوتوال صاحب یہ ماجرا کیا ہی کہ چند روز سے پولیس کے لوگ میری نگرانی کرنے لگے ہین مین دیکھتا ہون کہ جتنی دیر مین باہر رہتا ہون پولیس کا ایک نہ ایک آدمی ضرور موجود ہوتا ہی مسئلے پوچھتے ہین تو پیچ دار باتین کرتے ہین تو اکھڑی ہوئی۔ مین نے دھوپ مین داڑھی سفید نہین کی یہ لوگ مجھ سے چھپاتے ہین اور مین سب سمجھتا ہون مجھ سے پردہ کرتے ہین اور مین اِنکے تیور سے پہچانتا ہون۔ آپکو معلوم ہی کہ مین یہان کا رہنے والا نہین سات برس بعد سفر حجاز سے واپس آیا رام پور جانا چاہتا تھا مین نے کہا کہ لاؤ لگے ہاتھ بھائی سے ملتا جاؤن یہان ہو نچکر معلوم ہوا کہ بھائی کا انتقال ہو چکا ہی اُنکے معاملات خانہ داری کو دیکھا سبکے سب ابتر ناچار ٹھہرنا پڑا۔ اکثر معاملات خدا کے فضل سے درست ہو گئے ہین بعض باتین باقی ہین اگر میرے حال سے تعرض نہ بھی کیا جائے تاہم مین چار مہینے سے زیادہ مجکو ٹھہرنا منظور نہین اور ٹھہر سکتا بھی نہین لیکن اِس نظر بندی کی حالت مین تو مین ایک دن نہین رہ سکتا بے اطمینانی کی وجہ سے وہ مطلب بھی فوت ہوتا ہی جسکی وجہ سے

مین ٹھہرا ہون - میری سمجھ مین نہین آتا کہ مین نے سرکار کا ایسا کونسا قصور کیا ہی درس مین نہین دیتا کہ میرے ساتھ طالب العلمونکا ہجوم ہو صاحب سلسلہ مین نہین کہ مریدونکا گروہ میرے پاس جمع رہے خطا یا قصور اگر ہی تو یہی کہ جو کوئی اللہ کا بندہ پاس آبیٹھا ہی تو نصیحت کی دو چار باتین اُس سے کہہ دیتا ہون اور یہ کام ایسا ہی کہ دنیا کی حکومت کیسی ہی قاہرہ کیون نہو مجھکو اِس سے باز نہین رکھ سکتی نصیحت تو لوگونکو مین نے کی ہی اور کرتا ہون اور آیندہ بھی جہان رہون کرونگا ضرور کرونگا اگر یہ بغاوت ہی تو مین پکارے کہتا ہون کہ مین باغی سرکار کو اختیار ہی مجھے قید کرے مگر انشاء اللہ وہان بھی قیدیونکو نصیحت کرتا رہونگا سرکار شاہنشاہ زبردست اور مین اُسکا ایک ادنی رعیت میرے واسطے ایسی کارروائی کی کیا ضرورت ہی اگر کچھ اشتباہ پیدا ہوا ہی مجکو علی رؤس الاشہاد طلب کرے مین جواب دہی کو اور اگر قصور ثابت ہو تو سزا کو حاضر ہون مگر اپنے جنس کی نظر مین ناحق مجکو بنا مشتبہ ٹھہرانا شیوۂ انصاف سے بہت بعید ہی - کوتوال یہ سب باتین چپ بیٹھا ہوا سنتا رہا اور آخر بولا تو یہ بولا کہ مین ارادتمندانہ اتنا ہی کہہ سکتا ہون کہ جب حضرت کا ارادہ تین چار مہینے بعد خود رامپور روانہ ہونیکا ہی اگر ابھی قصد فرمائیے تو مناسب - یہانکا اگر کوئی کام مجکو سپرد کر جائیے انشاء اللہ اُسکا سرانجام خاطرخواہ میرے ذمے - میر متقی نے سمجھا کہ اب ٹھہرنا مصلحت نہین اور زیادہ کاوش کرنے سے بھی کچھ حاصل نہین فوراً سفر رامپور کا ارادہ کر دیا - غیرت بیگم باپ کے مرنے پر تو کیا روئی تھی جیسا کہ چچا کے جانیکا اُسنے ماتم کیا - مبتلا کے خیالات مین بھی تھوڑے ہی دنون مین اتنا فرق پڑگیا تھا کہ اُسکو بھی یکایک چچا کے چلے جانیکا رنج ہوا - میر متقی نے ہر ایک کو اُسکی جگہ تسلی دی - چلتے چلتے مبتلا سے اتنا کہہ گئے کہ سید حاضر کے خیالات بہت راستی آگئے ہین اگر تم اُنسے مشورہ لو گے تو امید ہی کہ نیک صلاح کے دینے مین دریغ نہین کرینگے یا میان عارف جنکو تم میرے پاس اکثر دیکھتے تھے تمھارے مدرسے ہی کے طالب العلم

مین بڑے اچھے ولکا لڑکا ہی ہو تو تمھارا ہم عمر مگر استعداد اور معلومات کے اعتبار سے
پورا مولوی ہی بڑی خوبی اُسمین یہ ہی کہ اُسکے خیالات حکیمانہ اور اوشگفتہ ہین مین نے
اُس سے بھی بتاکید کہہ دیا ہی اور وہ خود ہفتے مین ایک دو بار تمھارے پاس آیا کرینگے
تم بھی اُنسے ربط بڑھا لینا اُنسے تمکو سب طرح کی مدد ملیگی۔

فصل یاز دہم میر متقی کے چلے جانیکے بعد مبتلا کس رنگ مین رہا مبتلا کی تو اسوقت بعینہ ایسی مثال ہوگئی کہ ایک مریض مرض مہلک مین گرفتار ایک طبیب حاذق نے اُسکا علاج شروع کیا ارادہ تھا کہ منضج ہون منضجونکے بعد مسہل مسہلونکے بعد تبرید پھر معجونات کا استعمال کرایا جائے۔ ابھی منضج بھی پورے ہونے پائے تھے کہ طبیب صاحب تشریف لیگئے یا ایک شخص بیچ دھار مین پڑا غوطے کھا رہا ہی ایک تیراک نے اُسکو دیکھا اور دوڑکر اُسکو تھا ایک اونچی چٹان پر کھڑا کر دیا۔ سید حاضر اگرچہ اُسکا پھوپھی زاد بھائی تھا مگر رشتہ داری کے جھگڑونکے سبب ایک کو دوسرے کے ساتھ اُنس نہ تھا رہگئے میان عارف مولوی تھے حکیم تھے شگفتہ خیال تھے سب کچھ تھے مگر مبتلا کے چچا تو نہ تھے مبتلا کو اُنکا کیا لحاظ اور اُنکو مبتلا کا کیا درد پھر بھی بیچارے نے خدا اُنکو جزاے خیر دے میر متقی کے کہنے پر اتنا تو کیا کہ پیر کے پیر چھٹے کے چھٹے مبتلا کے پاس آتے اور گھنٹے دو گھنٹے بیٹھ کر چلے جاتے اسی طرح مبتلا بدھ کے بدھ اور ہفتے کے ہفتے عارف کے گھر جاتا اور یون ایک دن بیچ دونو نکی ملاقات کا سلسلہ بندھ گیا اِس سے اتنا تو ہوا کہ مبتلا کے پرانے یار دوستونکو اُسپر احاطہ کرنیکا موقع نہ ملا اور جس ڈھرے پر چچا نے اُسکو لگا دیا تھا اُسپر تھوڑا چلا سُست چلا بدیر چلا مگر چلا۔ دینداری مین اگر سچ پوچھو تو مبتلا نے ترقی نہین کی مگر اُسکا اتنا سنبھلا رہنا بھی غنیمت ہوا کہ پھر اُسنے آوارگی نہین کی وہ نماز بھی پڑھ لیتا تھا مگر گنڈے دار اب دین کی باتونکا اگر اہتمام نہین کرتا تھا تو پہلے کی طرح اُنپر ہنستا بھی نہ تھا اُسکی ظاہری وضع مین بھی اگلی سی سخافت باقی

نہ تھی - جبسے باپ مرے اُسنے گھر مین سونا بالکل چھوڑ دیا تھا چچا کے آنیسے وہ پھر گھر مین سونے لگا تو اُنکے چلے جانیکے بعد بھی وہی معمول رکھا غرض اب مبتلا دینداد نہین تو ایک خانہ دار بھلا آدمی بن گیا تھا جیسے اکثر لوگ ہوتے ہین مگر حُسن پرستی کی ہڑک ہر روز دو ایک بار اُسکو اُبھارتی رہتی تھی -

فصل ہفدہم حسن صورت پر مبتلا اور عارف کا مباحثہ - ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ عارف کے آنیکا وقت تھا اور مبتلا بیٹھا ہوا اُنھین کی راہ دیکھ رہا تھا بیٹھے بیٹھے اُسی حُسن پرستی کے خیال مین ایسا محو ہوا کہ عارف سر پر آکھڑے ہوے اور اپنے عادت کے مطابق نہ تو اُنکا استقبال کیا اور نہ کھڑے ہو کر اُنکو تعظیم دی جب عارف نے کانپتے جُھک کر السلام علیکم کیا تب بستے پا کر کھڑا ہونے لگا مگر عارف بیٹھ چکے تھے اُنھون نے ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھا لیا اور پوچھا کہ خیر ہے آج کس خیال مین مستغرق تھے - مبتلا نے ٹالنا چاہا عارف نے اصرار کیا کہ نہین کوئی بات تو ضرور ہے جسکو تم اسقدر غور کے ساتھ سوچ رہے تھے - مبتلا - غور کے بارے مین تو چچا نے مجھپر بڑی سخت تاکید کی ہے - عارف - بلاشبہ اُنکا فرمانا درست ہے غور کے معنے کیا ہین عقل سے کام لینا اور انسان نے اگر عقل ہی سے کام نہ لیا تو اُسمین اور دوسرے حیوانات مین کوئی مابہ الامتیاز نہین مگر پوچھنے سے میری غرض یہ تھی کہ اگر وہ بات مجھپر ظاہر ہو تو جہانتک مجھسے ممکن ہو تمھاری مدد کرون تمھارے چچا نے جنکو مین اپنے والد کی جگہ سمجھتا ہون تمسے غور کرنے کو کہا اور مجھسے تمھاری مدد کرنیکو پس تم اگر اُنکے کہنے کے مطابق غور کرتے ہو تو انھین کے ارشاد کے موافق مجھسے مدد بھی لو - مبتلا - جس بات کو مین سوچ رہا تھا اکثر سوچا کرتا ہون مگر ابھی تک کچھ سمجھ مین نہین آیا تاہم اتنا تو جانتا ہون کہ آپسے اُسمین کچھ مدد ملنے کی توقع نہین - عارف - بیشک جب تک تم اُس بات کو مجھسے بیان نکرلو اور مین جواب نہ دے دون کہ مین کچھ نہین کر سکتا اسوقت تک تمکو میری مدد سے ناامید ہونیکا کوئی

محل نہین- مبتلا- اچھا تو آپ مدد کرنیکا وعدہ کرتے ہین- عارف- اجی تمسے کیا وعدہ کرون
مین تو وعدہ کرچکا ہون جناب میر متقی صاحب سے- مبتلا- اِس خاص بات کا اُس
وقت تک کچھ مذکور نہ تھا- عارف- مجھ سے جناب میر صاحب نے کسی خاص بات کا
مذکور نہین کیا عام طور پر تمھاری مدد کرنے کو فرمایا اور مین نے اُسکو تسلیم کیا اِس سے
بڑھکر اور وعدہ کیا ہوگا- مبتلا- آپکو میری خانہ داری کے حالات کچھ معلوم ہین- عارف-
جسقدر حالات جناب میر صاحب کو معلوم تھے وہ سب مجکو بھی معلوم ہین- مبتلا-
بھلا چچا باوا نے آپسے میری خانہ داری کے بارے مین کبھی کچھ کہا تھا- عارف- اکثر اِس
بات کا سخت افسوس کیا کرتے تھے کہ بی بی کے ساتھ تمھارا معاملہ درست نہین-
مبتلا- نادرستی معاملہ سے اُنکی کیا مراد تھی- عارف- مراد یہ تھی کہ تمکو بی بی کے ساتھ
اُنس نہین محبت نہین- مبتلا- بھلا اِسکا کچھ سبب بھی اُنھون نے بیان کیا تھا- عارف-
ہان یہ فرماتے تھے کہ تمھارے مزاج مین آوارگی ہی حسن پرستی کے مزے پڑے ہوے
ہین ولمین یہ خبط سمار ہا ہی کہ مین حسین ہون بی بی نظر وںمین بھرتی نہین- مبتلا- کیا
چچا باوا اس بارے مین بھی کچھ کرنیکو تھے- عارف- بیشک- فرماتے تھے کہ مطالب کو
تو مین نے اپنے ذہن مین ترتیب دے لیا ہی اب موقع کی تاک مین ہون- مبتلا- شاید
اُنکا ارادہ تھا کہ اسپر بھی کوئی وعظ کہین مگر بھلا ہوا کہ اِسکی نوبت نہ آئی ورنہ چار و
ناچار مجکو مخالفت کرنی پڑتی- عارف- کچھ تمنے پہلے وعظ کی مخالفت کی ہوگی کہ اِسکی
کرتے- مبتلا- پہلے وعظ مین چچا باوا نے کسی بات مین واقعات کی مخالفت نہین کی
اِس سے مین نے اُنکی مخالفت نہین کی مگر میری سمجھ مین نہین آتا کہ خوبصورتی کے
بارے مین وہ کہتے تو کیا کہتے- عارف- مین نہین کہہ سکتا کہ کیا کہتے مگر اتنا اُنھون نے ضرور
کہا تھا کہ جسقدر اِسکو[۱] حسن کے ساتھ فریفتگی ہی انشاء اللہ اُسی قدر نفرت کرنے لگے

[۱] یعنے مبتلا کو ۱۲

تب تو سہی۔ مبتلا۔ (چونک کر) مین اور حسن سے نفرت۔ تو یون کہیے کہ میرے سر سے دماغ کو
اور دماغ سے عقل کو اور عقل سے سلامت کو سبکو ساب کر لینے کی فکر مین تھے۔ بھلا آپ چچا
باوا کے اس ارادے کی نسبت کیا خیال کرتے ہین۔ عارف۔ مین تو جناب میر صاحب
کی شان کو اِس سے بہت ارفع سمجھتا ہون کہ غلط بات اُنکے منہ سے نکلے یا اُنکے کلام
مین مبالغہ ہو۔ اُنکو خدا نے علم کی دینداری کی خلوص کی خیر خواہی خلائق کی گویائی
کی بہت سی قوتین دی ہین میرا عقیدہ تو یہ ہی کہ اُنھون نے چھٹانک بھر کو کہا تو
من بھر کر دکھاتے مگر افسوس ہی کہ یکایک اُنکا چلنا ٹھہر گیا۔ مبتلا۔ آپ بھی تو اُنکے شاگرد
رشید ہین حسن سے نفرت نہین تو خیر اتنا ہی کیجیے کہ کسی طرح میری یہ شورش تو فرو ہو کہ
مجھے اِس تصور مین نہ رات کو نیند ہی نہ دن کو قرار ہی یہ کیا بلا میرے سر پر سوار ہی۔ عارف
کبھی تمنے اِس بات پر بھی غور کیا ہی کہ حسن کیا چیز ہی اور لوگونکو اسقدر فریفتگی حسن کے
ساتھ کیون ہی۔ مبتلا۔ یہ تو کوئی غور کرنے کی بات نہین ہی مرد۔ عورت۔ بوڑھا۔ جوان
شہری۔ دیہاتی۔ خواندہ۔ ناخواندہ۔ ہر شخص جانتا اور سمجھتا ہی کہ خوبصورتی اِسکو کہتے ہین
تفصیل پوچھیے تو تمام شاعرون نے معشوقونکے سراپا لکھے ہین آپکی نظر سے بھی تو ضرور
گذرے ہونگے۔ رند لکھنوی کا سراپا مرقع خوبی میرے نزدیک سب سے بہتر ہی اُس سراپا
مین کئی باتین خاص ہین اول تو سر سے لیکر ناخن پا تک کسی عضو کو نہین چھوڑا دوسرے
امردونکا سراپا الگ ہی اور عورتونکا الگ تیسرے اعضا کی ساخت کے علاوہ اُنکی
حرکات کی خوبیان بھی بیان کی ہین چوتھے حسن خلقی اور حسن مصنوعی کا تفرقہ بڑی عمدہ
طور پر دکھایا ہی غرض جو کچھ شعراء کے سراپاؤن مین ہی وہی حسن ہی اور یہ جو آپنے
پوچھا کہ لوگونکو اسقدر فریفتگی حسن کے ساتھ کیون ہی تو یہ میرے نزدیک انسان کی
طبیعت کا خاصہ ہی اور اِسکے واسطے سوا اِسکے کہ آدمی کی طبیعت ہی خلقتاً حسن
کیطرف راغب واقع ہوئی ہی اور کوئی وجہ درکار نہین آپکا یہ سوال بجنسہ اسی طور کا

جیسے کوئی پوچھے کہ کہربا گھانس کو اور مقناطیس لوہے کو کیون کھینچتا ہی آگ کیون جلاتی ہی
عارف۔ شعرا نے جو خیالات سراپاؤن مین ظاہر کیے ہین کچھ آپکی سمجھ مین آتا ہی
اُنکا ماخذ کیا ہی۔ مبتلا۔ میرے نزدیک ان تمام خیالات کا ماخذ وہی طبیعت انسانی ہی
جو حکم کرتی ہی کہ اِس عضو کو اِس وضع اور اِس ساخت اور اِس انداز کا ہونا چاہیے
۔ عارف۔ ہان لیکن اگر یہ خیالات طبعی ہوتے تو ضرور تھا کہ سب آدمیونکے ایک ہی
طرح کے ہون کیونکہ آدمی آدمی انسانیت مین سب یکسان ہین تو اسکے یہی معنے ہین
کہ طبیعت انسانی سب مین یکسان ہی اور طبیعت یکسان ہوئی تو چاہیے کہ سبکے مذاق بھی
یکسان ہون مگر ہم دیکھتے ہین تو جو ایک کے نزدیک مطبوع ہی دوسرے کے نزدیک
مکروہ مثلاً یہی خوبصورتی رنگ کی ہی کہتے بھی ہین ایک رنگ ہزار ڈھنگ لیکن رنگ
کے بارے مین مذاق اِس قدر مختلف ہین کہ گورا۔ سرخ وسفید۔ گندم گون۔ ملیح جیسی
وغیرہ کتنی قسم کے رنگ ہین جنکے پیچھے ہمارے ملک کے لوگ سر دھنتے ہین لیکن فرض
کرو کہ ان رنگو ن مین سے کسی رنگ کا آدمی افریقہ مین جانکلے تو وہان اُسکی ایسی
قدر ہوگی جیسی ہمارے یہان جذامی کی یا مبروص کی۔ افریقہ کے باشندے بھی آدمی
ہین اُنکی طبیعت تو ہمین بھی ایسے ہی جوش اور ایسے ہی ولولے پائے جاتے ہین عشق
محبت اُنہین بھی ہی اُنمین بھی حسین ہین مگر اُنکے سراپا تمھارے سراپا سے بالکل
مختلف۔ خاص خاص اعضا کی نسبت بھی مذاقون کے اختلاف کا یہی حال ہی ہم
پسند کرتے ہین بالونکی سیاہی جسکو ہمارے شعرا تشبیہ دیتے ہین شب دیجور سے
کالی گھٹا سے مار سیاہ سے عاشق کی تیرہ بختی سے ظلمات سے اور اہل یورپ چاہتے
ہین بھورے بال سونے کے ہم رنگ اور سونا بھی ہندوستان کا نہین کیلیفورنیا کا
بلیل۔ ہم ڈھونڈتے ہین آنکھ ہو تو چور جسکی پتلی سیاہ ہو صاحب لوگ نیلی کرنجی۔
چینیونکی نسبت مشہور ہی کہ کمانیان چڑھا چڑھا آخر ناک کو بٹھا چھوڑا کیونکہ اُنکے

نزدیک ناک کی اُٹھان سے چہرہ ناہموار ہوتا تھا۔ عورتونکے پانونکو ایسا شکنجے مین کسا کہ کھڑے ہونیسے انکا مرکز ثقل ہی ٹھکانے پر نہین رہتا ناچار گرگر پڑتی ہین ہمارے یہان دانتونکا وصف ہی صفائی اور چمک چینیونمین تیرگی اور سیاہی آفریقہ مین عورتین دانتونکو سوہن کرا کے آرے کا ہمشکل بناتی ہین۔ انگریزنین ساری دنیا کی عورتونپر ہنستی ہین کسی کے گہنے پر کسی کے لباس پر کسی کے بالونکی بندش پر کسی کے بناؤ سنگھار پر اور خاص کر چینیو نپر اور اُنکا کہنا یہ ہی کہ انسان کی اصلی خوبصورتی اُسکی قدرتی بناوٹ مین ہی مگر جسوقت اپنی ہنون پر جو دوسرے ملکونکی رہنے والیان ہین ہنستی ہین اُنکو اپنی کمر یاد نہین رہتی۔ مختلف ملکونکی تاریخین اور جغرافیے پڑھو تو معلوم ہو کہ حسن کی نسبت لوگونکے خیالات کسقدر مختلف ہین۔ قومی اختلافات سے اُتر کر شخصی اختلافات پر آؤ تو ہر جگہ وہی معاملہ ہی کہ لیلی را بچشم مجنون باید دید غرض جہانتک غور کیا جاتا ہی حسن کا کوئی مفہوم معین نہین ٹھہرتا بس مفہوم حسن کو انسان کا طبعی خیال سمجھنا غلط ہی بلکہ وہ ایک شخصی خیال ہی۔ مبتلا۔ یہ تو ایک لفظی بحث ہی حُسن کی نسبت میرا خیال طبعی ہو تو اور شخصی ہو تو نتیجہ واحد ہی کہ مجھ سے بدون حسن کے صبر نہین ہو سکتا۔ عارف۔ واہ واہ لفظی بحث کی بھی خوب کہی اجی حضرت یہ تو علم اخلاق کا ایک بڑا ضروری مسئلہ ہی جتنی باتین طبعی ہین یعنے تقاضائے طبیعت انسانی سے سرزد ہوتی ہین کسی کے روکے رُک نہین سکتین اُنکی تبدیل مین کوشش کرنا محض لاحاصل ہی اور مطلق بے سود مگر جنکو مین نے شخصی سے تعبیر کیا ہی ضرورتین ہین ادعائی حاجتین ہین تکلفی جنکو آدمی عموماً نہین بلکہ افراد خاص اپنے اوپر لازم کر لیتے ہین۔ اگرچہ ان ادعائی ضرورتونکا تقاضا کبھی طبعی ضرورتونسے بھی زیادہ سخت ہوتا ہی مگر پھر بھی چونکہ تقاضائے طبیعت نہین ہی اسکی شورش کو فرو اسکی تیزی کو مدھم کرنا ممکن ہی مثلاً مطلق کھانا پینا

تقاضاے طبیعت انسانی ہی اور کسی تدبیر سے یہ خواہش دفع نہین ہو سکتی مگر خاص قسم یا خاص ذائقے یا خاص کیفیت کے کھانے کا التزام تقاضاے طبیعت انسانی سے خارج ہی جو لوگ شراب یا افیون یا مدک یا چنڈو یا گانجے یا چرس یا تاڑی یا حقے یا کسی قسم کے نشے کی عادت ڈال لیتے ہین اُسکی طلب مین ایسے بیقرار ہو جاتے ہین جیسے بھوکھ مچھلی تاہم یہ ایک ضرورت ہی جسکو اُنکی طبیعت شخصی تقاضا کرتی ہی نہ طبیعت انسانی اسی طرح خداوند تعالی کی حکمت کاملہ نے نوع انسان کے باقی رہنے کے لیے ایک قاعدہ ٹھہرا دیا ہی کہ دو طرحکے آدمی بنائے مرد اور عورت اور دونوںکے لیے عمر کا ایک وقت مقرر کر دیا کہ جب اُس حد پر پہونچین تو دونون مین از خود ایک دوسرے کی طرف رغبت پیدا ہو پس یہانتک اور صرف یہین تک تو تقاضاے طبیعت انسانی ہی جیسے مطلق غذا اور اِس سے بڑھکر کہ جسکی طرف رغبت کرتا ہی پورا یا اوصور ا رنڈ کے سراپا کا مصداق ہو از قبیل نشہ ہی اور جہان انسان کی اور ہزارہا لغویات ہین کہ شاید دس ہزار آدمیون مین ایک بھی اُنسے محفوظ نہین ایک طرحکی لغویت حسن پرستی بھی ہی بھلا کوئی مجکو اتنا تو سمجھا دے کہ طبیعت انسانی جس رغبت کا تقاضا کرتی ہی اُس سے اور رنڈ کے یا کسی دوسرے شاعر کے سراپا سے کیا مناسبت - مبتلا - مین ایسا سمجھتا ہون کہ اُسی رغبت غریزی جسکا طبعی ہونا آپ تسلیم کرتے ہین سراپا کو ایسا دخل ہی جیسا غذا مین مسالے کو - عارف - بالکل غلط - مسالا جز و غذا ہوتا ہی داخل غذا اور خود غذا - مبتلا - حُسن کی نسبت آپ کی راے تمام دنیا کی راے کے خلاف ہی اور اگرچہ بادی النظر مین آپکی دلیل لاجواب معلوم ہوتی ہی مگر چونکہ فی الواقع ایک عالم فریفتۂ حُسن ہی اور از انجملہ مین بھی ہون گو آپکو قائل نکر سکون تاہم دل ہی کہ حسن کے تصور سے پگھلا جاتا ہی - عارف - اگر دنیا عبارت ہی اُن لوگون سے جنکو تمھاری طرح حسن پرستی کا خبط ہی تو بلاشبہ تمھارا کہنا درست ہی مگر زیادہ نہین تو اپنی ہی معرفت کے مثلاً دس گھر معین کر و اور دیکھو کہ اُنمین کتنے آدمی ہین

پھر اُنھین اپنے جیسے عاشق مزاج منتخب کرو تب تمکو معلوم ہو کہ جنون عشق عالم گیر ہی یا نہین اور ایک بات مین تمسے اور بھی کہتا ہون کہ یہ تمام خرستیان پیٹ بھرے کی ہین ایک اور دوسرے یہ روگ اکثر شہریون ہی کو ہوتے دیکھا اور تمنے اپنے دلکا جو حال بیان کیا اُسکو مین مانتا ہون لیکن برامت ماننا مدرسے کے تمام طالب العلمون مین تم سب سے زیادہ معروف و مشہور تھے مگر کس بات مین مدرسے کے چند آوارہ اور بد وضع نوجوان لڑکے تمھارے عشق کا دم بھرتے تھے اور تمپر مرتے تھے اور اُنھون نے گفتار سے کردار سے یہ بات تمپر ثابت کردی تھی کہ تم بھی حسین ہو۔ آدمی فربہ شود از راہ گوش سنتے سنتے وہ خیال تمھارے ذہن مین راسخ ہوگیا جب خود جوان ہوے اُس خیال کا پیرا بدل گیا اور معشوق سے عاشق بنے مادہ وہی ہی شعر

عاشق ہوئے ہین آپ بھی ایک اور شخص پر	آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے

مبتلا۔ آپ مولوی ہو کر داب مناظرہ کا لحاظ نہین رکھتے آپکا دعوی یہ ہی کہ حسن کی نسبت لوگونکے خیالات طبعی نہین بلکہ شخصی ہین اور اُس دعوے کے اثبات مین آپ میری خاص حالت سے استدلال کرتے ہین دعوی عام ہی اور دلیل خاص دنیا مین ہزارہا آدمی حسن پرست ہین تو کیا سبکی حسن پرستی کا یہی سبب ہوسکتا ہی کہ میری طرح وہ بھی حسین تھے۔ عارف۔ تمنے اچھی طرح خیال کیا جیسا میرا دعوی عام ہی ویسے ہی میری دلیل بھی عام ہی اور تمھارا تذکرہ تمثیلاً تھا نہ استدلالاً۔ میری دلیل یہ ہی کہ حسن کی نسبت مختلف ملک کے باشندون اور مختلف قومون اور مختلف شخصونکے مذاق مختلف ہین اور اگر طبعی ہوتے تو مختلف نہوتے۔ مبتلا۔ آپکی دلیل کا خلاصہ یہ ہی کہ اقتضا ات طبیعت انسانی تمام دنیا مین یکسان ہین مگر میرے سمجھنے مین تو یہ بات درست نہین معلوم ہوتی مین دیکھتا ہون کہ روے زمین کے مختلف قطعات مین مختلف طور کی آب و ہوا اور مختلف طور کی پیداوار ہی اور آب و ہوا و پیداوار کے

اختلاف سے باشندونکے طبایع کا مختلف ہونا ضرور ہی چنانچہ بعض ملکونکے لوگ آرام طلب ہوتے ہین اور بعض کے جفاکش بعض کے غصیلے زود رنج بعض کے متحمل بُردبار بعض کے بہادر دلیر بعض کے بزدل ڈرپوک بعض کے سیدھے سادے بعض کے مفسد چالاک اور یہ تمام اختلافات یہ سب خصائص طبعی سمجھے جاتے ہین اسی طرح حسن کی نسبت لوگونکے مذاق مختلف ہون ہون مذاق حسن پھر بھی طبعی ہی کہا جائیگا۔ عارف۔ جن خصائص کے اختلاف پر تم مذاقِ حسن کے اختلاف کو قیاس مع الفارق کرتے ہو وہ خصائص طبعی اور کیمیائی ہین آب و ہوا اور غذا کی حرارت اور برودت اور رطوبت اور یبوست خون پر اثر کرتی ہی گرم ملکونکے لوگونکے مسامات کشادہ خون گرم اور رقیق اور اُسکی گردش تیز اور سرد ملکونمین اسکے بالکل خلاف اور یہی وجہ ہی کہ گرم ملکونکے لوگ آرام طلب غصیلے اور بزدل اور ذہین ہوتے ہین لیکن آب و ہوا اور غذا کو اسطرح کا مدخل مذاق حسن مین ہو نہین سکتا اور اگر ہی تو اُسکا ثابت کرنا تمھارا کام ہی ہان اگر یہ کہو کہ بعض گرم ملکونکے لوگونمین توالد تناسل کی رغبت جلد پیدا ہوتی ہی یا وہ لوگ اس رغبت پر زیادہ حریص ہوتے ہین تو مین اسکو مانتا ہون کیونکہ مطلقاً اس رغبت کا طبعی ہونا مجھکو تسلیم ہی۔ یہی عجلت اور حرص دونون حرارت کے آثار کیمیائی ہین مگر پھر پھر کر وہی بات آئی کہ اس رغبت طبعی کو شاعرونکے سراپا سے کہ وہی حسن ہی کیا تعلق۔ میری سمجھ مین نہین آتا کہ کوئی شخص دوسرے شخص کے کسی عضو کو بے سبب بے غرض بے مطلب کیون اچھا یا برا کہہ سکتا ہی مثلاً تمھاری ناک سے اگر کسی کی کوئی غرض متعلق ہو سکتی ہی تو وہ یہی ہو کہ تم اُس سے سونگھتے یا سانس لیتے ہو اگر تمھاری ناک تمھارے کام اچھی طرح دیتی ہی تو وہ اچھی ہی مگر تمھارے لیے۔ میرا کونسا مطلب تمھاری ناک سے اٹکا ہی کہ مین اُسکو اچھا یا برا سمجھون اور یہی حال ہی تمام سراپا کا جسکے پیچھے رندون نے جزو کے جزو سیاہ کیے ہین غرض تمکو دو باتین ثابت کرنی چاہئین اول یہ کہ مذاق حسن

تقاضائے طبیعت انسانی ہی دوسرے یہ کہ توالد تناسل کی رغبت طبعی مین اُسکو مدخل ہی۔
مبتلا۔ ابھی تو مین اسی بات کو سوچ رہا ہون کہ لوگونمین مذاق حُسن مختلف کیون ہی۔
عارف۔ مین نے اِن باتونکو برسون سوچا ہی آخر اس بات سے دلکو تسلی ہوگئی کہ
حُسن صورت فی نفسہ کوئی چیز نہین پھر یہ خیال پیدا ہوا تو کہانسے پیدا ہوا۔ پہلے ذہن
اسطرف منتقل ہوا تھا کہ شاید حسن کا ماخذ علم قیافہ ہو یعنے انسان کی روح اور
جسم مین ایک تعلق ہی ایسا کہ اعضا کی ساخت اور وضع سے اُسکے دلی خیالات اور
اخلاق پر استدلال کیا جاتا ہی۔ لوگون نے تجربے سے اس تعلق کو دریافت کرکے
جمع کیا تو علم قیافہ مدون ہوگیا۔ جو لوگ علم قیافے کے بڑے ماہر ہوتے ہین آدمی کے
اعضا کی بناوٹ سے اسکے خصائص طبعیت کو پہچان جاتے ہین۔ عجب نہین کہ اعضا کی
جو وضع محاسن اخلاق پر دلالت کرتی ہو اُسکو اچھا سمجھنے لگے ہون لیکن جن لوگونکے
حسن کا بڑا چرچا ہی اُنکو دیکھا تو من حیث الاخلاق سب سے بدتر پایا۔ معلوم ہوا
کہ علم قیافہ تو حسن کا ماخذ نہین ہوسکتا۔ آخر غور کرتے کرتے یہ بات سمجھ مین آئی کہ
جسطرح اب لوگونمین اعلے اور ادنے اور شریف اور وضیع اور خواص اور عوام کا
تفرقہ ہی ایسا ہی ابتدائے دنیا مین سب لوگ تو یکسان حالت مین نہین رہے ہونگے
جسمانی قوت یا اعوان و انصار کی کثرت یا کسی دوسری وجہ سے بعض لوگ ضرور
اکابر قوم سمجھے جاتے ہونگے اور قاعدہ یہ ہی کہ جسکو انسان اپنے سے بہتر اور برتر سمجھتا ہی
اُسکی سبھی باتین اُسکو بھلی معلوم ہوتی ہین یون سب سے پہلے حسن کا خیال پیدا ہوا ہو
تو عجب نہین اور پھر تو مثل دوسرے خیالات کے یہ خیال بھی ابا عن جد متوارث
ہوتا چلا آیا۔ اور یہی سبب ہی مختلف ملکونمین مذاق حُسن کے مختلف ہونیکا کہ ہر ملک مین
جو شخص سب سے بہتر اور برتر تھا لوگون نے اُسی کو نمونۂ حسن قرار دے لیا۔ تمنے
نپولین شاہ فرانس کی تصویر تو دیکھی ہوگی اُسکی داڑھی تھی چگی اور داڑھی کی خوبصورتی ہی

بھری ہوئی گول مگر نپولین کی دیکھا دیکھی سارے فرانس نے اپنی داڑھیان چگی کر لین
اور اُسی کو شعارِ خوبصورتی ٹھہرالیا اور چگی داڑھی کا نام رکھا امپیریل بیرڈ یعنے شاہانہ
داڑھی۔ ہم لوگونمین جو انگریزی وضع کھانے مین پینے مین لباس مین نشست و برخاست
مین طرز تمدن مین ہر چیز مین وبا کی طرح پھیلتی چلی جا رہی ہی اِسکی بھی یہی وجہ ہی کہ
انگریز ہین وقت کے حاکم اُنکی تمام ادائین خوشنما لگتی ہین اور ہم لوگونکے مذاق ہین
کہ یوماً فیوماً انگریزی طور کے ہوتے جاتے ہین تغیر خلقت تو اختیاری بات نہین مگر
رفتہ رفتہ مہندی اور وسمے کے عوض ہمارے یہانکے بڈھے انڈے کی زردی کا خضاب
تو ضرور کرنے لگینگے۔ حسن کی نسبت شخصی مذاقونکی تاویل چندان مشکل نہین ایک شخص
مین تمام محاسن صورت کا جمع ہونا تو کمیاب ہی اکثر یون ہی ہوتا ہی کہ بڑے سے
بڑے حسینون مین بھی دو چار نقص ضرور ہوتے ہین اب یہ پسند کرنیوالے کی تجویز پر منحصر
رہا کہ چاہے جس پہلو کو ترجیح دے۔ بعضے رنگ پر مرتے ہین اور بعضے نقشے کی نزاکت پر
نظر کرتے ہین بعضے حسن ادا کے خریدار ہین اور بعضے دام زلف کے گرفتار۔ مبتلا۔ حسن
اگر صرف خصائص انسانی سے ہوتا تو جو ماخذ آپنے بیان کیا بلاشبہ قابل تسلیم تھا مگر
جمادات نباتات حیوانات غرض تمام موجودات مین کوئی چیز حسن سے خالی نہین
والد مرحوم زندہ تھے کہ ایک مقدمے کی پیروی کے لیے اُنھون نے ناظر بھائی کو گرمیونکے
دنون مین نینی تال بھیجا اور مجکو اُنکے ساتھ کیا یون پہاڑ دھندلا دھندلا کئی منزل سے
نظر آتا تھا مگر تین چار کوس کے فاصلے سے تو ہم اُسکو اچھی خاصی طرح سموچا دیکھنے
لگے وہ صبح کا وقت اور پہاڑ کی چوٹیونپر سفید براق برف گویا سنگھار میز پر بڑا قد آدم
آئینہ لگا ہی کہ آفتاب سوتا اُٹھکر پہلے شبنم سے منھ دھوے اور پھر اپنا چہرہ اُس
آئینے مین دیکھے اور جب چوٹیونکے گرداگرد شفق کی سرخی اور دامانِ کوہ کی
سبزی پر آنکھ پڑتی تھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک نازنین گلابی دوپٹہ اوڑھے

اور ہری پشواز پہنے غور سے کھڑا ہوا آس پاس کی چیزونکی سیر دیکھ رہا ہی شروع مین تھوڑی
دیر تک تو اِسکا شعور تھا کہ واقع مین پہاڑ ہی اور ہماری قوت متخیلہ نے اُسکو نازنین
اور شفق و سبزے کو اُسکا لباس رنگین بنالیا ہی مگر آفتاب کی کرن نکلتے ہی اوپر
برف کے کنارے اور نیچے ندی نالے سارے جگمگا اُٹھے جیسے عین مین سچا گوٹا اتنو
جو خیال تھا وہ حقیقت الحال ہوگیا۔ قوت نامیہ کا ہر طرف یہ زور و شور کہ ایک چپا
بھر جگہہ سبزہ خودرو سے خالی نہین شاعر تو سبزے کو خوابیدہ باندھتے ہین مگر وہانکا سبزہ
بیدار ہوا کے جھکولونسے ہر وقت متموّج بلا تصنّع اُسوقت تو یہی خیال مین آتا تھا کہ
ہوا کے گدگدانے سے پہاڑ کے پیٹ مین ہنسی کے مارے بل پڑ پڑ جاتے ہین۔ دونون
ہاتھونسے پگڑی سنبھالکر درختونکو دیکھو تو ایسا شبہ ہو کہ آسمان کی چھت بہت
پُرانی ہو چلی تھی شاید اُسکی اڑواڑین ہین۔ رنگ برنگ کے جانور پھُدک پھُدک کر
اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر اِسطرح اُڑتے پھرتے تھے کہ گویا جگہ جگہہ چوتھیان
کھیلی جارہی ہین۔ غرض ہر چیز پر ایک قدرتی جوبن تھا کہ جی بے اختیار لوٹا چلا جاتا
ایسے کسی موقع پر آپکے جانیکا اتفاق ہو تو آپکو معلوم ہو کہ حسن ایک کیفیت خداداد ہی
ہر جگہہ ہی اور ہر چیز مین ہی۔ اِسی نینی تال کے رستے مین ایک ندی ملی تھی اُسمین پتھر کی
ہزارہا بٹیان تھین اُنمین بھی جو سوڈول تھی نہایت بھلی معلوم ہوتی تھی دنیا کی
تمام صنعتین تمام دستکاریان کس غرض سے ہین صرف اتنی بات کے لیے کہ
چیزونمین حسن پیدا ہو۔ کسی انگریزی شاپ (دکان) مین میرے ساتھ چلیے تو مین
آپکو دکھاؤن کہ صرف مکان کی آراستگی کے لیے کیا کیا اسباب انگریزون کی
ولایت سے بن بنکر چلا آرہا ہی۔ زندگی کے تمام ساز و سامان مین کونسی چیز ہی جسمین
خوبی نہین اور یون آدمی آنکھونپر ٹھیکری دھرلے اور بداہت کا انکار کرے تو اُسکا
علاج نہین۔ حسن کو تقاضاے طبیعت ماننا آسان ہی یا ایک عالم کو مجنون اور

مبتلاے خبط۔ عارف۔ بات کو بہت طول ہوتا جاتا ہی اور حجت اور تقریر سے کبھی کسی
بات کا تصفیہ ہوا ہنین اور مدت العمر کے جمے ہوے خیال کا دفعةً دلسے نکلنا بھی مشکل
مین تمکو اتنی نصیحت کرتا ہون کہ جو کچھ مین نے کہا ہی اسکو مختلف اوقات مین تم خود
سوچا اور مین نے بھی یہی کیا تھا کہ مدتون خود غور کرتا رہا یہ تو مین نہین کہ سکتا کہ آخر کار
تم میری راے کے ساتھ اتفاق کروگے یا نکروگے مگر اسکا تو مجکو پورا الیقین ہی کہ انشاء اللہ
تمھاری یہ شورش تو ضرور فرو ہو جائیگی۔ جسطرح تم دوسری چیزونکا استحسان کرتے
ہو یعنے مثلاً نینی تال کی سیر سے تمھاری طبیعت کو ایک طرحکی تفریح ہوئی اگر اسی
طرحکی تفریح تمکو خوب صورت آدمی کے دیکھنے سے ہو تو اسمین میرے نزدیک کوئی
اعتراض کی بات نہین بلکہ اس استحسان کو تم تقاضاے طبیعت بھی سمجھو تو چندان
مضائقہ نہین مگر دلمین انصاف کرو کہ اِس استحسان کو اُس استحسان کے ساتھ
کیا مناسبت اور فرض کرو کہ استحسان مردم یعنے حُسن پرستی جیسا تم کہتے ہو تقاضاے
طبیعت انسانی ہی سہی تو طبیعت انسانی کے اور بہت سے تقاضے ہین مگر چار و ناچار
انکو روکنا اور ضبط کرنا پڑتا ہی۔ سب مین زیادہ شدید تقاضا غذا کا ہی تاہم بعض
اوقات طبیب حکم دیتا ہی کہ فاقہ کرو اور فاقہ کرتے ہین یا غریب آدمی کو ایک وقت
کھانا میسر نہین آتا اور وہ انتڑیونکو مسوس کر رہجاتا ہی اسی طرح تقاضاے
حُسن پرستی مطلق العنان تو رہ نہین سکتا۔ حُسن کمیاب اور اُسکے خواہان بہت
معشوقونکے غمزہ و ادا سے شہید ہونیکا انتظار بھی نکرین آپس ہی مین رقابت کی وجہ سے
لڑمرین اور مشکل یہ ہی کہ کمیابی ٹھہری شرطِ حُسن کیونکہ اگر حسین کثرت سے ہون
تو حُسن بے قدر ہو جائے کوئی اُسکی طرف رغبت بھی نکرے بس حسن پرستی فی نفسہا
ایسی خواہش ہی کہ ہزار خواہشون مین ایک کامیابی کی بھی توقع نہین تو کیون
آدمی ایسی لت اپنے پیچھے لگائے کہ اُس سے سواے رنج کے اور کچھ نہ ہاتھ آئے

موقع پر آئی ہوئی بات کہنی ہی پڑتی ہی تمکو معلوم ہی کہ واقعی اور ادعائی ضرورتون کی
شناخت کیا ہی قاعدہ یہ ہی کہ جو چیز جسقدر زیادہ سہولت سے میسر آسکتی ہو بس جان لو
کہ ہمکو اُسی قدر زیادہ اُسکی حاجت ہی مثلاً ہوا اور پانی اور غلہ سب ضرورت ہی کی
چیزین ہین غلّے سے زیادہ پانی اور پانی سے زیادہ ہوا مگر ہوا سب سے زیادہ سہل
الحصول ہی پانی اُس سے کم اور غلہ اس سے بھی کم اسی طرح لوہا اور چاندی اور
سونا اور موتی اور جواہرات سب سے زیادہ بکار آمد لوہا ہی اور اُسی کی زیادہ افراط ہی
پس حسن اگر حقیقت مین ہمکو درکار ہوتا تو ضرور تھا کہ اُسکی افراط بھی ہوتی اور
افراط ہوئی تو پھر حسن کہان حسن تو اُسی وقت تک حسن ہی کہ اُسکے دیکھنے کو آنکھین
ترستی ہون۔ مبتلا۔ آپکا یہ فرمانا بالکل ٹھیک ہی کہ حسن کمیاب ہی اور جو ہی اُسپر
دست رس کا ہونا مشکل اور مین اِسی سوچ مین بیٹھا تھا کہ آپ تشریف لائے
مگر دنیا کے چھوٹے کامون مین بھی شکلین پیش آتی ہین اور یہ تو وہ لذتین ہین
کہ دنیا کے سارے مزے اسکے آگے ہیچ ہین بلکہ مین تو ایسا سمجھتا ہون کہ جبتک لذت
حسن کا شمول نہو دنیا کی کسی چیز مین کوئی مزہ ہی نہین تو ایسے عمدہ مطلب کے
حصول مین اگر جان تک کی بھی جوکھون ہو تو کیا مضائقہ اتنا خدا کا شکر ہی کہ دوسرونکو
محال ہی اور مجکو آسان۔ عارف۔ کیون تم مین خصوصیت کیا ہی کیا تم کہین کے
حاکم ہو یا تمھارے یہان کچھ دولت بہت پڑی ہی۔ مبتلا۔ بس آپکے نزدیک تو دنیا
مین حکومت اور دولت دو ہی چیزین ہین اجی حضرت مین حسن کی دولت
رکھتا ہون اب چندروز ہوے چچا باوا کے لحاظ سے مین نے آنا جانا چھوڑ دیا ورنہ
شہر مین ایسا کون نازنین ہی جو مجکو پیار نہین کرتا ذرا میرا رُخ دیکھین تو گلے کے
ہار ہو جائین مجکو حسن کی کیا کمی آج چاہون تو ایک ریوڑ پال لون۔ عارف۔
لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ مین تو سمجھا تھا تم کچھ عقل رکھتے ہو اب

معلوم ہوا کہ عقل اور حیا اور غیرت اور عزت اور آبرو اور مذہب کسی چیز سے تمکو
بہرہ نہین اور تمھاری حالت بڑی خطرناک حالت ہی تم تو جناب میر متقی صاحب کے
پاس برسون رہو تب کہین جا کر آدمی بنو تو بنو تمھاری عقل کا تو یہ حال ہی کہ ابھی تک
خوبصورتی کا خبط تمھارے سر سے نہین نکلا تم بات بات مین اسطرح مُنھ بھر بھر کے
اپنے تئین حسین اور خوب صورت کہتے ہو کہ گویا حُسن صورت بڑا جوہر ہی۔ مرد ہوکر
تمکو عورتونکے ہنر پر ناز کرتے ہوے شرم نہین آتی خوبصورتی کے خیال سے کچھ تمھین
اپنے دلمین خوش ہوتے ہوگے مگر غیرت مندونکی نظر مین تو اِس گورے چمڑے نے
تمھارے سارے خاندان کی عزت کو ڈبو دیا اور تمکو دنیا اور دین دونون کے
کام سے کھویا اور خیر جوان ہوے پیچھے وہ کمبخت خوبصورتی گئی گذری ہوئی تھی
تو بچپن کے اس خیال کو جانے دیا ہوتا نہین۔ وہ خبط ہی کہ بدستور تازہ ہی مُنھ پر
داڑھی نکل آئی چہرہ بکا کمبخت ہوگیا وہ رنگ و روغن وہ نرمی و نزاکت کوئی چیز
باقی نرہی مگر خدا جانے وہ تمھاری خوبصورتی کس چیز سے عبارت ہی کہ اُسی مین فرق
نہ آیا۔ شہر کی نازنینونکا حال تو معلوم نہین مگر مدرسے مین جو تمھارے چاہنے والے تھے
وہ تو تمھارے رہتے ہی ایک ایک کرکے تمسے بے رُخی کرنے لگے تھے اور کیا تمکو اسکا
احساس نہوا ہوگا اور جب تمھاری وہ لڑکپن کی کیفیت بدل گئی کہ خیر وہ ایک طرح کی
خوبصورتی تھی بھی تب بھی مرد خدا تمکو تنبہ نہوا کہ کیا ایسی بے ثبات اور ناپائدار
چیز کے درپے ہونا جو آج ہی اور کل نہین یہ کیفیت جو تم مین اب ہی اگرچہ اسکو خوبصورتی
سمجھنا تمھارا ہی ادعا ہی مگر بُری یا بھلی جیسی ہی ای کاش اسکو قیام ہو۔ جسنے تمکو
بچپن مین دیکھا ہی اب سے چار برس بعد پہچاننے کا بھی تو نہین کہ یہ وہی مبتلا ہی یا دوسرا
شخص ہی۔ میرے نزدیک تو خوبصورتی کا دعوے اب بھی تمکو زیب نہین دیتا
مگر ایک وقت آنے والا ہی اور آنے والا ہی تو اُسکو آیا ہوا سمجھو جبکہ تم خود بکار

اُٹھوگے دریغا کہ عہدِ جوانی برفت ؛ جوانی مگو زندگانی برفت ؛ ذرا خیالات کو اونچا کرو نظر کو تھوڑا آگے بڑھاؤ یہ خواہشین جنکا تم اسقدر اہتمام کر رہے ہو خدا نے گدھے کُتّے بندر سور ذلیل سے ذلیل جانورونکو بھی دی ہین بلکہ جانورونمین یہ قوتین آدمی سے بہت زیادہ ہین کیا آدمی کے لیے شرم کی بات نہین کہ جانورونکی ریس کرنے پر حریص ہو تمکو اس بات پر بڑا گھمنڈ ہے کہ نازنینان شہر یعنے بازاری عورتین تمکو پیار کرتی ہین جھوٹی رکابیان یہ چچوڑی ہڈیان یہ کھائی ہوئی تفلیان کسی بھلے مانس کی غیرت تقاضا کرسکتی ہے کہ اُنکو مُنھ لگائے یا پاس بٹھائے نری خوبصورتی کو اگر ہو بھی لیکر کیا آگ لگانی ہے جبکہ اُنمین شرم وحیا نہین مہر و وفا نہین عفت وعصمت نہین غیرت وحمیت نہین۔ مبتلا۔ مین نے تو ان لوگونکا تذکرہ آپسے صرف اس غرض سے کیا تھا کہ مین حسن کی خواہش کرون تو غالباً میرے لیے اِسکا بہم پہونچنا کچھ دشوار نہوگا کیونکہ مین لوگونکو اپنی طرف بھی مائل پاتا ہون مجھے دوسرا ذریعۂ تقریب درکار کا نہین۔ جس دن سے چچا باوا تشریف لائے مین نے ان لوگونسے ملنا جلنا قطعاً موقوف کردیا اور آیندہ بھی میرا ارادہ اِن لوگونسے ملنے کا ہرگز نہین چچا باوا کے آنیکا تو مجکو ایک حیلہ ہاتھ لگ گیا ورنہ مین نے تھوڑے ہی دنونکے اختلاط مین ان لوگونکو خوب آزمالیا بک گیا برباد ہوگیا چچا باوا نہ آئے ہوتے تو فاقونپر نوبت پہونچ چکی تھی مگر حقیقت مین عجب بیمروت قوم ہے چندرے کے بندے اور دام کے غلام اِسمین شک نہین کہ مجکو پیار بھی کرتے ہین مگر اُسکے ساتھ کچھ نہ کچھ لے بھی مرتے ہین۔ عارف۔ الحمدللہ میراجی یہ سنکر بہت خوش ہوا کہ تمکو اِس نالائق گروہ سے تو نفرت ہوئی اور مین تو بھائی اسکو جناب میر صاحب کا تصرف سمجھتا ہون۔ مبتلا۔ خیر جو کچھ ہو مگر حسن پرستی کی کسک میرے دلمین باقی ہے وہ نہین نکلتی۔ عارف۔ اب بہت دیر باتین ہوئین آدمی کے دل کا حال ہر وقت

یکسان نہین رہتا انشاءاللہ پھر کسی دن موقع دیکھکر گفتگو کرینگے اِس اثنا مین تم بھی وقتاً فوقتاً سوچنا اور غور کرنا اگر خدا کو منظور ہی تو خود تمہارے ہی دل سے کوئی نہ کوئی بات ایسی پیدا ہوگی کہ اُس سے تمہاری تسکین ہوجائیگی اتنی بات تمہارے کان مین ڈالے دیتا ہون کہ دنیا کے تمام معاملات کا مدار خیالات پر ہی شعر

برخیالے صلح شان وجنگ شان	برخیالے نام شان وننگ شان

ایک شخص کو دیکھتے ہین کہ ایک غرض کے پیچھے دیوانہ بن رہا ہی اور اُسی جیسے ہزارون لاکھون آدمی ہین کہ اُس غرض سے مطلق سروکار نہین رکھتے۔ زندگی کے دن پورے کرنیکو گنتی کی چند چیزین درکار ہین اور اُنکے بہم پہونچانے کے لیے کچھ زیادہ زحمت اُٹھانے کی ضرورت نہین صائب نے کیا خوب کہا ہی

حرص قانع نیست صائب ورنہ اسباب جہان	آنچہ من درکار دارم بیشتر درکار نیست

اور جب دوسرے لوگ ہمارے ہی ابنائے جنس ایک چیز کے بدون خوش وخرم رہ سکتے ہین تو اِس سے بخوبی ثابت ہی کہ حقیقت مین وہ چیز داخل ضروریات زندگی بلکہ داخل تفریحات بھی نہین ہی اُن لوگون نے ایک طرح پر خیال کیا اور اُس چیز پر غالب آئے اور ہمنے دوسری طرح پر سوچا اور مغلوب ہوگئے۔ یون تو سوچنے اور غور کرنے کو ہزارون باتین ہین مگر تمہاری حالت کے واسطے موت کا تصور کرنا بالخاصہ مفید ہی اگر دن رات مین تھوڑی دیر کے لیے بھی آدمی اپنے تئین مرتا ہوا فرض کر لیا کرے اور یہ تو یقینی ہی کہ ایک نہ ایک دن سچ مچ اسکو مرنا ہوگا تو دنیا کی بہت سی ترغیبات سے محفوظ رہ سکتا ہی اور چونکہ دینداری کے خیالات ابھی تمہاری طبیعت مین راسخ نہین ہوے موجبات ترغیب کے پاس نہ پھٹکنا ورنہ سارا کیا کرایا دم کے دم مین اکارت ہوجائیگا۔

فصل ہیجدہم - عارف تو یہ کہکر اسوقت رخصت ہوگیا۔ مبتلا کے شیاطین برابر

اُسکی گھات مین لگے ہوے تھے میر متقی کا جانا سنتے ہی بیتنے چارون طرف سے یورش شروع
کی۔ مبتلا تو ایک مدت سے اُدھار پر عیاشی کر ہی رہا تھا سیکڑون روپے اُن لوگونکے اسپر
چڑھے ہوے تھے پہلے کے ہٹے ہوے خدا جانے میر متقی کے رہتے بھی اُنھون نے کیونکر صبر کیا
ہوگا میر متقی کا اگر جانا نہوتا تو آخر ایک نہ ایک دن اِس قرض کا جھگڑا اُنکے روبرو پیش
ہونا پر ہوتا اور اُنکے روبرو پیش ہوتا تو وہ عمدہ طور پر فیصلہ بھی کر دیتے اب ادنے ہونے
کیسے سوائے ڈیوڑھے کی قسط بندی پر تو قرضے کا چکوتا ہوا اور ان لوگونکے پاس آکر بیٹھنے
بات کرنے سے مبتلا کی طبیعت جو میر متقی اور عارف کے سمجھانے سے کسی قدر سنبھل چلی تھی
پھر بگڑی۔ سامان تو ایسا بندھا تھا کہ مبتلا پھر بدستور سابق آوارہ مزاج ہو جائے
مگر اُدھر تو نصیحت کے خیالات تھے تازہ اور اِدھر ادائے قرض کی وجہ سے مبتلا کو ان
لوگون سے ہوئی ایک طرح کی ناخوشی اور تو کسی کے پانون نہ جمے مگر اب سے کوئی تین چار
برس پہلے کا مذکور ہے مبتلا کے والدائن دونون زندہ تھے اُسی محلے مین مبتلا کے گھر سے
ذرا فاصلے پر ایک عورت کرایے کے مکان مین آکر رہی وہ تھی تو لکھنو کی کوئی خانگی
پر اُسنے اپنے تئین بیگم مشہور کیا با وجودیکہ تھوڑے ہی دنون کی آئی ہوئی تھی مگر سارے
محلے مین اُسکی خوبصورتی اور لیاقت کا غل مچ گیا۔ عیاش مزاجون مین جو جس مصرف کا تھا
اپنے شوق کی چیز مین بیگم کا مداح تھا شاعر کہتے تھے فی البدیہ شعر کہتی ہے ستار بجانے والونمین
چرچا تھا کہ بول خوب بجاتی ہے۔ تاش گنجفہ چوسر شطرنج کھیلنے والے اِن تمام کھیلونمین
اُسکے کمال کے قائل تھے۔ ضلع جگت پھبتی حاضر جوابی پہیلی مکرنی نسبت مین سب مانتے تھے
کہ اپنا جواب نہین رکھتی اُسکی خوبصورتی مین لوگ کچھ کلام کرتے تھے مگر اُسکے جا بہ زیب
ہونے پر سبکو اتفاق تھا۔ مبتلا تو خود ایسی خبرونکی ٹوہ مین لگا رہتا تھا اُسکو بیگم کا
حال سب سے پہلے معلوم ہوا ہوگا لیکن باپ کے رہتے محلے کے محلے مین بدلحاظی کر نہین
سکتا تھا نہ جا سکا باپ کے مرے پیچھے جب مبتلا کھل کھیلا تو جہان اُسنے اور نالائقیان کین

اُسمین سے ایک یہ بھی تھی کہ بیگم سے ملا شاعری اور ستار اور شطرنج اور کیا کیا یہ تو سب
سبلتے تھے مگر اسمین شک نہین کہ عورت تھی بڑی گویا اُسکی زبان کہے دیتی تھی کہ خواصی
یا مصاحبت یا کسی دوسرے طور پر اُسنے بادشاہی محلات مین ضرور تربیت پائی ہی یا کیا
عجب ہی کہ جیسا وہ کہتی تھی خود بیگم رہی ہو۔ لسانی کے علاوہ اُسکا سلیقۂ مجلس بھی بہت ہی
دلکش تھا وہ نہایت جلد آدمی کے دلکو ٹٹول لیتی اور ہر ایک کے ساتھ اُسی کے مذاق
کی باتین کرتی یہ عمل تھا جسکے ذریعے سے وہ لوگونکے دلونکو مسخر کرتی تھی ورنہ صورت شکل کے
اعتبار سے وہ کچھ چندان قدر کی چیز نہ تھی۔ مبتلا کے ساتھ آنکھین دوچار ہوتے ہی وہ
پہچان گئی کہ یہ کوئی نیا مردوا بنا ہی اُسنے مبتلا کو دور سے کھڑے ہو کر ایسے انداز کے ساتھ
سلام کیا جیسے کوئی ہندو آفتاب کو ڈنڈوت کرتا ہو اور گاؤ تکیہ جس سے لگی ہوئی بیٹھی تھی
چھوڑ اپنی جگہ مبتلا کو بٹھایا اور آپ مودب سامنے ہو بیٹھی۔ مبتلا نے چاہا کہ اُسکو اپنے برابر
بٹھائے مگر وہ ایاز قدر خود بشناس کہکر پہلو پر نہ آئی مبتلا تو تمہید کلام ہی سوچتا رہا کہ اتنے
مین وہ آپ ہی بولی ایک مدت سے دلی کی تعریفین سُن سُنکر جی پھڑکتا تھا اور دل مین
ارمان تھا کہ اگر پر ہوتے تو اُڑکر جاتی اور ایک نظر دلی کو دیکھ آتی یا رہے سان نہ گمان
خود بخود ایسا اتفاق پیش آیا کہ خدا نے دلی مین لا بٹھایا اور جیسا سنا تھا اُس سے ہزار
حصے بڑھکر پایا چشم بددور لکھنؤ مین دولت کی افراط ہی اور لوگ بھی وہانکے بڑے
زندہ دل ہین حسن کی جو قدر و منزلت آج ہمارے لکھنؤ مین ہی کسی دوسرے شہر مین
کم ہوگی اور یہی سبب ہی کہ ملکون ملکون سے حسن کھنچکر سب لکھنؤ مین سمٹ آیا ہی اور
میرا رہنا بھی ایسی ہی جگہ ہوا ہی کہ اُسکو حسن کا اکھاڑا کہنا چاہیے مگر اپنا شہر ہی تو ہو سچی
بات تو یہی ہی کہی جائیگی ماشاء اللہ آپکی صورت کا آدمی بھی میری نظر سے تو نہین گذرا
مبتلا۔ یہ تو سب تمہاری مہربانی ہی چونکہ تم نظر محبت سے دیکھتی ہو تمکو میری صورت بھی
بھلی معلوم ہوتی ہی ہم مردونکی صورت اگر اچھی ہوئی بھی تو کیا بے مصرف صورتین

تو تم لوگونکی ہین کہ ایک عالم تمھاری ان صورتون ہی کے پیچھے دیوانہ ہو رہا ہو مین نے بھی تمھاری صفت وثنا بہت کچھ سنی تھی اور تمھارے دیکھنے کے لیے دل بیقرار تھا مگر موقع نہین بن پڑا تھا اب جو تمکو دیکھا تو معلوم ہوا حقیقت مین لکھنؤ کی خراش تراش اور وضع داری کو دلی والے نہین پا سکتے مگر یہ تو کہو کہ گھر تمھارا شہر لکھنؤ ہیان دلی مین تمھارے قیام کا کیا بھروسا۔ بیگم۔ ہم لوگونکا کمبخت اسطرحکا برا پیشہ ہو کہ قرآن کا جامہ پہن لین تب بھی تو کوئی اعتبار نہین کرتا آپکو یقین آئے نہ آئے مین ایک عزت دار خاندان کی بیٹی ہون خدا جانے یہ بھی کرم مین کیا لکھا تھا کہ ایسے برے احوال سے بسر کرنی پڑی ہون میرا حال اُس قطعے کا مصداق ہو قطعہ

رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہان کوئی نہو	ہم سخن کوئی نہو اور ہم زبان کوئی نہو
پڑیے گر بیمار تو کوئی نہو تیماردار	اور اگر مر جائیے تو نوحہ خوان کوئی نہو

مین جسوقت لکھنؤ سے نکلی دلمین یہ ٹھان کر نکلی کہ اب اس شہر کو پیٹھ دکھائی ہی تو پھر جیتے جی منھ نہین دکھاؤنگی۔ جس حالت مین آپ مجکو دیکھتے ہین جسقدر مجھے اس سے نفرت ہو بس خدا ہی کو خوب معلوم ہو مگر موت اپنے بس کی نہین شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن آج اگر کوئی بھلا آدمی خدا اُسکے دل مین رحم ڈالے اور میری دستگیری کرے تو مجکو چرخا کاتنا منظور چکی پیسنی قبول مین اُسکی کفش برداری کو حاضر ہون مگر مان نہ مان مین تیرا مہمان زبردستی کسکے سر ہو جاؤن آپسے آپ کسکے ساتھ لگ لون۔

ہر چند مبتلا کی آوارگی اُن دنون بڑے زورون پر تھی مگر اُسکے دل مین کسی عورت کے ساتھ تعلق لازمی پیدا کرنیکا خیال کبھی نہین آیا تھا یہ بیگم کی سحر بیانی تھی کہ ابھی اُسکی تقریر پوری نہین ہونے پائی کہ مبتلا نے اُسکو گھر مین ڈال لینے کا پہلے پہل کچھ یون ہی سا ارادہ کیا۔ بیگم مین دو باتونکی کمی تھی ایک تو اُسکی صورت کچھ بہت عمدہ نہ تھی بنانے سنوارنے سے وہ اتنی بھی نظرو نہین جچتی تھی دوسرے گانا ناچنا جسکی ان دنون مبتلا کو چاٹ لگی

ہوئی تھی اُسکو مطلق نہین آتا تھا تاہم اُسنے اپنی لسانی سے مبتلا کو پہلی ہی ملاقات مین اتنا تو گرویدہ کرلیا کہ شام کا گیا گیا ڈیڑھ پہر رات کی توپ اُسکو وہین بیٹھے بیٹھے چل گئی اِسی اثنا مین بیگم نے خوب مزے مزے کی گلوریان اپنے ہاتھ سے بنا بنا کر مبتلا کو کھلائین دو دو دَور چاے اور کافی کے چلے۔ مبتلا اگر ایک جلسے مین مدعو ہوتا تو اس سے رات کا رہ پڑنا بھی کچھ تعجب نہ تھا بارے مکان پر سے آدمی آیا کہ صاحب جلسا خود آپکو لینے آئے ہین ناچار اُٹھنا پڑا اور جلسے کی سُنکر بیگم کو بھی اصرار کرنیکا کوئی موقع نہ تھا مگر چلتے چلتے بیگم نے اتنا عہد تو لے ہی لیا کہ جلسے کے سوائے اپنے یہان ہو یا کسی دوست کے یہان بلا ناغہ ہر روز ملاقات ہوا کریگی اور میر متقی کے آنے تک ایسا ہی ہوتا رہا اور اتنے دِنون بیگم نے مبتلا کے دلمین ایسی جگہ کرلی کہ جب کبھی بی بی ہو یا کسی عورت سے جائز یا ناجائز کسی طرح کا لازمی تعلق مبتلا کو ہو تو بیگم ہی سے ہو۔ میر متقی کی لاحول سے جہان اور شیطان بھاگ کھڑے ہوے تھے اُنھین ایک بیگم صاحب بھی تھین۔ میر متقی کے رہتے بھی بگم نے بہتیرے ڈھب لگائے کہ مبتلا زیادہ نہین تو کبھی کبھار کھڑے کھڑے صورت دکھا جایا کرے مگر مبتلا خود ان دلنون ہتے سے اُکھڑا ہوا تھا آنا جانا تو درکنار زبانی سلام و پیام تک کا بھی تو وہ روادار نہوا۔ مبتلا بیچارے کے حال پر خیال کرکے کسقدر افسوس آتا ہی ؎

قسمت تو دیکھیے کہ کہان ٹوٹی ہے کمند		دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہگیا

قریب تھا کہ بیگم اِسکو صبر کرکے بیٹھ رہے اتنے مین تو میر متقی کو سُنا کہ تشریف لیگئے بیگم تو اِس خبر کے سنتے ہی مارے خوشی کے اُچھل پڑی اور اُسی وقت سے لگی مبتلا کے انتظار مین بار بار مُڑ مُڑ کر دروازے کیطرف دیکھنے ایک دن گذرا دو دن گذرے تین دن گذرے مبتلا کا پتہ نہین سمجھی کہ چچا نے ضرور بھتیجے کو کچھ پٹی پڑھائی آخر جب اپنے اہل برادری کو سُنا کہ حساب کتاب کے لیے آنے لگے تو اِسنے بھی کسی کے ہاتھ ایک رقعہ بھیجا کہ یا آن شورا

شوری و یا باین بے تمکی۔ اِسقدر بیمروتی ایسی بیوفائی۔ کچھ قصور کوئی خطا۔ دِل کے
ایسے بودے اور ارادے کے اتنے کچے تھے تو آتنا ربط بڑھانا ایسا گہرا اختلاط کرنا کیا ضرور
تھا۔ ازبراے خدا چند لمحے کے لیئے تشریف لاؤ اور اپنی حقیقت مجکو سناؤ مین خدا نخواستہ
کوئی بلا نہین کہ چمیٹ جاؤنگی آپ کوئی بچے نہین کہ پھسلا لونگی اور اگر آپکو آنا منظور نہین
تو مجھسے وہان پہونچنا کچھ دور نہین۔ مبتلا یہ رقعہ پڑھکر غوطے مین تھا کہ عارف اسکے سر
آ کھڑے ہوے تھے عارف کے چلے جانیکے بعد مبتلا نے رقعہ کو پھر کئی بار پڑھا بیشک وہ
اُسوقت جانے مین ہچکچاتا تھا مگر پھر اُسنے سوچا کہ اگر مین نہ گیا تو بیگم خود چلی آئیگی اِس سے
تو میرا ہی جانا بہتر ہی غرض دلکو خوب مضبوط کر کے بیگم کے گھر گیا مگر افسوس ہی کہ کچھ
ایسی گھر بیٹھا گیا کہ بس اُسی کے گھر کا ہو رہا۔ بیگم نے جو کئی مہینے کے بعد مبتلا کو دیکھا تو
نہایت تپاک سے ملی بس اِسکا وہ تپاک ایک جادو تھا کہ مبتلا کی تو کیا حقیقت تھی
اُسکے چچا باوا میر متقی صاحب بھی ہوتے تو پھسلتے نہین تو لڑکھڑا ضرور جاتے دیر تک آپس مین
گلے شکوے ہوتے رہے آخر مبتلا نے شروع سے آخر تک میر متقی صاحب کا آنا اور اُمور
خانہ داری کی اصلاح اور اُنکی نصیحت اور ناظر کی فضیحت اور میر صاحب کا تشریف
لے جانا اور عارف سے معرفت کرانا اور عارف کا سمجھانا اور ارباب نشاط کا حساب
کتاب ذرا ذرا بیان کیا۔ بیگم نے بہت ہی توجہ سے مبتلا کے قصے کو سنا اور کہا کہ جتنے
دن برابر جو آپکا آنا نہوا اِس سے مجھے بڑی آزردگی ہوئی تھی اور مین نے مصمم ارادہ کر لیا تھا
کہ آپ سے اخیر دو دو باتین کر کے ضرور اِس محلے سے اُٹھ جاؤنگی مگر اب جو آپ سے
ساری حقیقت معلوم ہوئی میرا جی بہت خوش ہوا اور اگر مین جانتی ہوتی تو ضرور
میر صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لیتی سبحان اللہ اچھوتی اچھی ہی باتین ہوتی ہین
اُنھون نے باپ سے بڑھکر آپکے ساتھ سلوک کیا اُنکے فرمانے پر چلو تو دنیا اور
دین دونو مین سرخرو ہو مین تو خود آپ سے کہنے والی تھی کہ ان بیسواؤن سے ملنا اور

یون پیسے کو برباد کرنا اور یہ ہرجائی پن اچھا نہین - مبتلا - مشکل یہ آ پڑی ہی کہ بی بی کیطرف
تو مجھکو رغبت نہین ہی اب کسی طرح زندگی بھی کرون یا نکرون - بیگم - بیاہتا بی بی
اگر مرضی نہین ملتی تو ایک اپنی مرضی کی بی بی کر لو خدانخواستہ تم کچھ غریب نہین ہو کہ دو
دو بیبیونکا خرچ نہ چلا سکو گے مرد ہو نہ تو خدا نے تنگی نہین کی ایک ایک کو چار چار نکاح کا
حکم ہی - مبتلا - تم مجھ سے نکاح پڑھانے پر راضی ہو - بیگم - مین تو خود تم سے کہہ چکی ہون
کہ مین اس حالت مین رہنا پسند نہین کرتی مین تو کوئی دن جاتا ہی کہ کسی نہ کسی کا
دامن پکڑ کے بیٹھ رہونگی اور تم اگر میری دستگیری کرو تو زہے قسمت مگر تمکو بہتیری مجھ سے
بہتر ملینگی نکاح کرو تو ایسی کے ساتھ کرو کہ پھر بی بی کی تمنا باقی نہ رہے بلکہ مناسب
تو یہ ہی کہ نکاح مت پڑھاؤ چندے کسی کو آزماؤ - مبتلا - مین تو فکر کرتے کرتے تھک گیا
اور سوچتے سوچتے میرا سر دکھنے لگا چچا باوا اور میان عارف کی تو مرضی یہ ہی کہ مین
ساری عمر رنج و غم مین گھل گھل کر مر جاؤن - بیگم - توبہ دور پار نصیب دشمنان
بیچ نکرے تمھاری بلا اور غم اٹھائے تمھاری پاپوش دنیا مین بار بار جنم لینا نہین
اور جوانی کی عمر بھی چلتی چھانون ہی جب اپنا ہی جی خوش نرہا تو دنیا کو لیکر کیا
چولھے مین ڈالنا ہی - مبتلا - دل پر تو میرا قابو نہین چلتا اس بی بی سے ممکن نہین
کہ مجھکو انس ہو چار و ناچار دوسری بی بی تو کرنی پڑے ہی گی - اچھا تو آج سے
آٹھوین دن - بیگم - بلکہ پندرھوین دن مگر ایک شرط ہے کہ پس و پیش جو کچھ کہنا ہو
تم خود آکر مجھ سے کہنا ایسا نہو کہ پہلے کی طرح بیٹھ رہو - مبتلا - نہین کچھ ہی کیون نہو
مین ضرور خود آؤنگا بلکہ ہو سکا تو بیچ مین بھی ایک دو پھیرے کرونگا - بیگم - قسم
کھاؤ - مبتلا - تمھاری جان کی قسم - بیگم - میری جان اللہ تو تم ہو - مبتلا - اپنے سر کی قسم
عہد و پیمان ہو کر مبتلا بیگم سے رخصت ہو مگر سچ پوچھو تو آج ہی کا جلسہ جلسہ نکاح
تھا - بیگم ایک بلا کی عورت تھی اور اسکے بشرے سے دلی حالات کے معلوم کر لینے کا

بڑا ملکہ تھا آج کی ملاقات مین اُسکو پورا یقین ہو گیا کہ مبتلا پر اُسکا جادو چل چکا ہی اور اسی بھروسے پر اُسنے آپ مہلت دی ورنہ وہ ایسا ڈھنگ نہ والتی کہ بے نکاح پڑھائے مبتلا جانیکا نام نہ لیتا۔ بیگم کے پاس یہ آج کا جانا مبتلا کے حق مین غضب ہو گیا اُسکو میر متقی نے ایک حالت پر پایا اور اُنھون نے اور عارف نے اُسکو تھیل تھیلکر کچھ دور سرکایا آج وہ پھر اپنی جگہ پر عود کر آیا

فصل نوزدہم

مبتلا اور عارف کا مباحثہ تعدد نکاح کے بارے مین عارف نے اس خیال سے کہ اُسکو اچھی طرح بطور خود غور کر لینے دو ایک ہفتہ تک اُسکی خبر نہ لی پھر جو ملاقات ہوئی تو مبتلا کا تیور ہی بدلا ہوا تھا پوچھا کیون صاحب تمنے کچھ سوچا غور کیا۔ مبتلا جی ہان دوسرے نکاح کی ٹھہرائی ہی۔ عارف (چونککر) اپنا دوسرا نکاح۔ سچ کہو۔ مبتلا۔ کیا کرون مین بھی آدمی ہون میرے سینے مین بھی دل اور دل مین خواہش ہی مجکو بھی موافق سے راحت اور ناموافق سے ایذا پہونچتی ہی میری زندگانی کا زمانہ بھی محدود ہی اور جوانی کا تو محدود و مفین بلکہ مختصر مین بھی اتنی بات سوچتا ہون کہ دنیا سے ایک بار جا کر پھر آنا نہین ان تمام باتون پر نظر کرکے مین نے یہی فیصلہ کیا کہ آخر مجکو کچھ تو آسائش ملے۔ عارف۔ بیشک حصول آسائش سے آپکو کون منع کر سکتا ہی اور بھیر کیا موقوف ہی تمام آدمی کوشش کرتے ہین اور سبکی کوششونکا دینی ہو یا دنیاوی ماحصل ہی آسائش مگر مطلب یہ بات ہی کہ سبکو جسنے آسائش سمجھا ہی وہ حقیقت مین بھی آسائش ہی یا نہین۔ مبتلا۔ یہ تجویز کرنا میرا کام ہی۔ عارف۔ بس یہ غلط ہی۔ ہم سب عین بیمار اور شارع ہی ہمارا طبیب اگر بیمار کو اختیار دیا جائے کہ اپنی آسائش کے لیے آپ تجویز کرے تو بیمار یقیناً اپنے تئین ہلاک کریگا۔ مبتلا۔ آپ اطمینان رکھیے مین نے شرع ہی کے مطابق اپنی آسائش کی تجویز کی ہی کیا مین نے

نہین کہا کہ دوسرے نکاح کی ٹھہرائی ہی اگر یہ نکاح کسی عورت کو گھر مین ڈال لینے یا پانچوین
نکاح پڑہانیکا نام لیا تب ہی آپ نے کان کھڑے کیے ہوتے - عارف - جواز تعدد نکاح کی
نسبت تمنے جسطرح پر اپنا اطمینان کر لیا ہو ذرا مجکو بھی تو سناؤ - مبتلا - مین تو آپکے ادنی شاگردونکی
برابری بھی نہین کر سکتا میرا کیا مقدور ہی کہ آپکو سمجہاؤن مگر تعدد نکاح کی سند تو قرآن کی
وہی ایک مشہور آیت ہی وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ
مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ عارف - لیکن اسی کے آگے فرماتے ہین فَاِنْ خِفْتُمْ
اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً - یعنے اگر تمکو یہ خوف ہو کہ متعدد بیبیون مین برابری نکر سکوگے
تو ایک ہی بی بی کرو اور اسی سورے اور اسی پارے مین اور آگے چلکر وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْا
اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا کُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْھَا
کَالْمُعَلَّقَۃِ - یعنے تم بہتیرا چاہو مگر تمسے یہ ہو ہی نہ سکیگا کہ عورتون مین برابری کر سکو پس
سارے کے سارے بھی ایک طرف کو مت جھک جاؤ کہ اُس بیچاری کو ادھر مین لٹکتا
ہوا چھوڑ دو - اب اِن دونون باتونکو ملاؤ کہ برابری نکر سکو تو ایک کرو اور تمھارے
کیے برابری ہو ہی نہ سکے گی ایک شخص نے حال مین حرمت تعدد نکاح پر ایک کتاب
لکھی ہی اُسکے نزدیک اِن دونون آیتونکے ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ بس ایک بی بی کرو
مبتلا - ایسی ہی ایسی تفسیرین کرکے تو لوگون نے دین مین رخنے ڈالے ہین - پیغمبر صاحب
اور اُنکے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور تمام بزرگان دین سب متعدد بیبیان کرتے
چلے آئے ہین اُنکو بھی یہ دونون آیتین معلوم تہین اور قرآن کو بھی سب سے بہتر
سمجھتے تھے اور اُنکا تدین بھی بہت زیادہ تھا مگر کسی نے تعدد نکاح کی ممانعت کا نتیجہ
نہین نکالا اور وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا
کُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْھَا کَالْمُعَلَّقَۃِ سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ جس برابری کی
نسبت ارشاد ہی کہ تمسے ہو ہی نہین سکیگی وہ پوری پوری برابری ہی یعنے عدل حقیقی

کیونکہ مطلق عدل سے قاعدے کے مطابق فرد کامل مراد لینی ہوگی اور وہ نہین ہی مگر عدلِ حقیقی اور اسی لیے فرمایا ہی کہ تمسے عدل حقیقی تو ہو نہین سکے گا تو ایسا بھی تو غضب مت کرو کہ ایک ہی طرف کے ہو رہو اور دوسری کو لٹکا رکھو کہ وہ بیچاری بیچ مین پڑی جھولا کرے اِس سے معلوم ہوا کہ عدل حقیقی کے علاوہ کہ وہ اعلے درجے کا عدل ہی اور انسان سے اُسکا ہونا ممکن نہین ایک ادنی درجے کا عدل مجازی بھی ہی کہ انسان صرف ایک ہی کا نہو رہے بلکہ دوسری کی بھی خبر گیری کرتا رہے۔ چچا باوا کے رہتے میرے دلمین اِس بات کا کھٹکا تھا کہ ایک نہ ایک دن وہ ضرور مجکو ٹوکینگے تو مین نے مولوی محمد فقیہ سے اس مسئلے کی خوب تحقیق کی تھی۔ میری سمجھ مین تو یون آتا ہی کہ پہلی آیت وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً مین عدل سے عدل مجازی مراد ہی کہ اگر تم کو اِس بات کا ڈر ہو کہ تم ادنے درجے کا عدل بھی نکر سکوگے اور بالکل ایک ہی کے ہو رہوگے تو ایسی صورت مین تمکو ایک ہی بی بی کرنی چاہیے اور اگر تعدد نکاح مین عدل حقیقی مشروط ہو تو فی الواقع جیسا آپ کہتے ہین ممانعت ہوئی تعلیق بالمحال اور اگرچہ اِس آیت مین بھی مطلق عدل ہی اور چاہیے کہ یہان بھی عدل حقیقی مراد ہو مگر دوسری آیت مابعد وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا الخ قرینۂ صارف موجود ہی اور اگر خدا کو تعدد نکاح کی ممانعت منظور ہوتی تو تعلیق بالمحال کا پیرایہ اختیار کرنا کیا ضرور تھا صاف صاف کہدینا تھا کہ بس ایک بی بی کرو نہ یہ کہ اگر عدل حقیقی نکر سکو تو ایک کرو کیونکہ یہ تو معلوم ہی تھا کہ عدلِ حقیقی مقدورِ بشر نہین۔ اگر وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا سے ممانعت تعدد نکاح مراد ہو تو معاذ اللہ اس آیت کی ایسی مثال ہوگی کہ پوچھین ناک کہان ہی اور جواب مین بائین کان سے شروع کرکے گدی کیطرف سے داہنی جانب ہاتھ لاکر بتایا جائے کہ یہ ہی۔ عارف۔ اِسمین شک نہین کہ مولوی محمد فقیہ نے اس مسئلے کی اچھی تحقیقات کی اور تمنے جو کچھ سمجھا میرے نزدیک نہایت درست سمجھا مگر پیغمبر صاحب سے جو تمنے

استشہاد کیا اُسکو مین نہین مانتا یہ دونون آیتین عام مسلمانونکے واسطے ہین پیغمبر صاحب
نکاح انمین داخل نہین پیغمبر صاحب کے لیے سورۂ احزاب مین ایک پورا رکوع موجود ہے
یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ اللّٰاتِی اٰتَیْتَ اُجُوْرَھُنَّ الخ پیغمبر صاحب کے
لیے چار بیبیونکی قید نہ تھی اور اگرچہ آنحضرت ازواج طاہرات مین اپنی طرف سے
عدل فرماتے تھے مگر خدا نے اُنپر اِسکو بھی لازم نہین کیا تھا چنانچہ اُسی رکوع مین یہ
آیت ہی تُرْجِیْ مَنْ تَشَاۤءُ مِنْھُنَّ وَتُؤْوِیْ اِلَیْکَ مَنْ تَشَاۤءُ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ
عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکَ یعنے اپنی بیبیون مین سے جسکو چاہو اپنے سے جُدا رکھو اور
جسکو چاہو اپنے پاس جگہ دو اور جسکو چاہو بٹھا کر پھر بلا لو تو تمپر کچھ گناہ نہین اسیطرح
پیغمبر صاحب کو بلا مہر بھی نکاح کر لینا جائز تھا اور یہ باتین خصائص نبوی مین سے
ہین اور کیا مصلحتین پیغمبر صاحب کے اِن ذاتی معاملات مین مضمر تھین اُسکی تفصیل ہے
جسکے بیان کرنیکو بڑی فرصت چاہیے - اسی طرح سے صحابہ وغیرہ سے بھی استشہاد
کرنیکو مین درست نہین سمجھتا - مبتلا - از برائے خدا کہین جلدی سے فرما بھی چلو کہ تعدد
نکاح کے مؤید ہو یا مخالف - عارف - سخت مخالف - مبتلا - مذہبًا یا عقلًا - عارف -
یہ تو تمنے عجیب لغو بات پوچھی اِس سے تو معلوم ہوتا ہی کہ مذہب اور عقل دو چیزین
ہین اور ممکن ہی کہ دونونکی دو راہین ہون حال آنکہ میرا عقیدہ تو یہ ہی کہ مذہب مخالف
عقل باطل - عقل مخالف مذہب گمراہ - مبتلا - جس چیز کے جواز کے لیے نص قرآنی موجود
ہی اُس سے آپکو مخالفت کرنیکا سبب - عارف - بات یہ ہی کہ شارع نے مردون اور
عورتونکی معاشرت کے قاعدے ٹھہرا دیے ہین نکاح اور مہر اور نفقہ اور طلاق اور
خلع اور لعان اور ظہار اور رجعت اور عدۃ اور رضاع وغیرہ جتنے معاملات ہین
سبکے واسطے احکام ہین اگر اُن احکام کی پوری پوری تعمیل ہو تو کسی قوم اور کسی
مذہب کے زن وشو مین اِس سے بہتر معاشرت ہو نہین سکتی مگر خرابی کیا آ گر شرعی کی

کہ ہندوستان کے مسلمانون نے رسم اور مذہب دو چیزونکو ملا کر اپنے طرز معاشرت کو
آدھا تیتر اور آدھا بٹیر بنا لیا ہی مثلاً پردے سے چلو۔ بلا شبہ اسلام کا حکم ہی کہ بیبیان پردہ
کرین اور اسمین بھی شک نہین کہ ایک پردے سے ہزار ہا مفسدونکا انسداد ہوتا ہی مگر
جس سختی کے ساتھ ہم لوگون نے پردیکو لازم کر لیا ہی افراط ہی حدِ شرع سے متجاوز پردہ
نہین ہی مگر قید اور قید جسقدر سخت اُسی قدر ایذا دہ۔ نکاح ایک ایسا معاہدہ ہی کہ مرد اور
عورت دونونکی زندگانی کی کامیابی اور ناکامیابی راحت اور تکلیف خوشی اور
ناخوشی اُسپر موقوف ہی معاہدہ تو ایسا عظیم الشان اور معاہدہ کرنے ولے جنکو اُسکا
نباہ کرنا ہی اور جنپر اُس معاہدے کا اثر مترتب ہوگا اُس سے بے تعلق کیونکہ اکثر تو معاہدۂ
نکاح ایسی چھوٹی عمرونمین ہوجاتا ہی کہ فریقین مین سے کسی کو بھی اُسکے نتائج کے سمجھنے کی
اہلیت نہین ہوتی اور اگر شاذ و نادر ہوتی بھی ہی تو اظہار رائے کرکے بے شرم اور بیحیا اور
بے غیرت اور مُنھ بولا کون کہلائے پس معاہدۂ نکاح تو کرتے ہین مثلاً زید اور ہندہ اور
ایجاب و قبول کرتے ہین اُنکے ولی۔ کھلم کھلا پوری آزادی تو نکاح کے معاملے مین مرد
عورت کسی کو بھی نہین رہنے دی دبے دبائے اشارے کنایے وہ بھی مردونکے لیے بدنامی کی
اور عورتونکے لیے فضیحت اور رسوائی۔ سب سے بڑا ظلم جو ہمنے اپنی عورتون پر کر رکھا ہی
یہ ہی کہ بیوہ کو دوسرا نکاح نہین کرنے دیتے ہزار ہا اللہ کی بندیان ہین کہ اُنھون نے
شوہر کا منھ تک نہین دیکھا اور نصیبونپر ایسے پتھر پڑے کہ رانڈ ہو گئین ہندوؤنکی طرح
ستی ہو کر ایک بار کا جل مرنا ساری عمر کے جلاپے سے ہزار درجے بہتر تھا مگر حرام موت
ستی کیونکر ہون۔ دنیا مین ناک کٹتی ہی دوسرا نکاح کسطرح کرین۔ غرض جیتی ہین تو
لطف حیات نہین اور مرتی ہین تو اپنے اختیار کی بات نہین۔ تو اِسکا مطلب کیا نکلا
کہ شارع نے جو حقوق عورتونکو دیے تھے وہ تو پورے پورے ہمنے اُنکو لینے نہ دیے
اور اپنے حقوق مین سے رتی بھر چھوڑنا نہین چاہتے تو جو نسبت مرد اور عورت مین شارع کو

رکھنی منظور تھی کیونکر باقی رہ سکتی ہی اور وہ نسبت کیا تھی اِسکے لیے مین تمھارے آگے قرآنکی
دو آیتین پڑھتا ہون۔ سورۂ بقر مین ہی وَلَھُنَّ مِثلُ الَّذِی عَلَیھِنَّ بِالمَعرُوفِ
وَلِلرِّجَالِ عَلَیھِنَّ دَرَجَۃٌ یعنے جیسے عورتونکی ذمہ داریان ہین ویسے ہی راست
معاملگی کے ساتھ اُنکے حقوق بھی ہین اور مردونکو عورتونپر برتری ہی۔ پھر سورۂ نسار
مین ہی وَعَاشِرُوھُنَّ بِالمَعرُوفِ فَاِن کَرِھتُمُوھُنَّ فَعَسٰی اَن تَکرَھُوا شَیئًا
وَیَجعَلَ اللّٰہُ فِیہِ خَیرًا کَثِیرًا عورتونسے راست معاملگی کے ساتھ برتاؤ کرو پس اگر
وہ تمکو بھلی نہ لگین تو عجب نہین تمکو ایک چیز بھلی نہ لگے اور خدا اُسمین بہت سی بہتری
کردے۔ اب فرمائیے کہ تعدد نکاح جائز ہی یا ناجائز۔ مبتلا۔ مین تو مذہب کا کوئی بڑا
محقق نہین مگر اِسی طرح جو دین اگر زبردستی ہمارے گلے منڈھی جائیگی تو جو حالت
آپ نے بیوہ عورتونکی بیان کی اُس سے بدتر ہماری ہوگی۔ بیوہ عورت کو تو خیر صبر کرنے
کے لیے ایک بات بھی ہی کہ شوہر نہین ہی نہ سہی یہ کیا مصیبت ہی کہ ایک عورت کو
آنکھ بھر کر دیکھنے کو جی نہین چاہتا بات کرنیکی طرف طبیعت رغبت نہین کرتی اور آپ کہتے ہین
کہ زبردستی اُسکے ساتھ عاشقی کرو۔ اگر خدا کے یہان ایسی ہی ہیکڑی ہی تو اُسکو اختیار ہی
دوزخ مین ڈالے جہنم مین جھونکے بندگی و بیچارگی مگر مین تو آپ سے صاف صاف کہتا
ہون کہ ایسی مجبورانہ عاشقی مجھ سے ہوئی ہی نہ ہوگی۔ عارف۔ بلاشبہ تم مغلوب طبیعت ہو رہے ہو
اور جبتک تمھاری یہ حالت رہیگی حقیقت مین تمسے خلاف طبیعت کوئی بات ہو نہین
سکتی۔ مبتلا۔ اِسی مین تو مین آپ سے مدد چاہتا تھا کہ طبیعت پر غالب آنے کی کوئی
تدبیر بتائیے۔ عارف۔ جو تدبیر مجکو معلوم تھی اور معلوم کیا تھی وہی ایک تدبیر تھی مین نے تو
اُسکے بتانے مین دریغ نہین کیا۔ پہر پہر تک تمھارے ساتھ اپنا مغز خالی کیا تم لاجواب ہوے
اور چلتے چلتے تمسے کہتا گیا کہ تم اِن تمام باتونکو فرصت سے سوچنا اور موجبات ترغیب کے
پاس نہ جانا۔ تم یون سمجھو کہ حُسن پرستی مرض ہی سوچنا دوا اور موجبات ترغیب سے

دُور رہنا پرہیز - بھائی مرض جسمانی بھی اگر مزمن ہوتا ہے تو اُس سے جلد صحت نہیں ہوتی اور بعض صورتوں میں برسوں علاج اور ساری عمر کے لیے پرہیز کرنا پڑتا ہے یہی حال ہے امراض روحانی کا جنکا دوسرا نام ہے بُری لت - بدعادت - تمھارا علاج تمھارے ہی ہاتھ میں ہے کرو تو تم اور نکرو تو تم - مبتلا - آپ تو تعدد نکاح میں چند در چند طرح کے خدشات پیدا کرتے ہیں اور بزرگانِ دین میں کوئی بھی اِن سے خالی نہ تھا - عارف - جب ایک بات کی صراحت ہم کتاب اللہ میں پاتے ہیں تو ہمکو کسی بزرگ کے قول و فعل پر نظر کرنے کی ضرورت نہیں - ایک - اور دوسرے یہ معاملات ہیں شخصی جبتک کسی کی طبیعت کیفیت حالات - ضرورت کا کیا حال معلوم ہو ہم بھلی یا بُری کوئی رائے ظاہر ہی نہیں کرسکتے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ اپنے لیے اِس آزادی کو عمل میں لاتے تھے وہ عورتوں کی آزادی میں بھی مضائقہ نہیں کرتے تھے ہماری طرح اُنکا معاہدۂ نکاح مرنے بھرنے کا معاہدہ نہ تھا ذرا سی ناموافقت ہوئی مرد نے طلاق دیدی یا عورت نے خلع کرلیا - تھوڑے تھوڑے دن ہوتے تھے اُنکو معاہدہ نکاح کا فسخ کردینا ایک بات تھی نہ طلاق کا عیب نہ دوسرے نکاح کی عار تو اُنکی آزادی حق بجانب ہم کیا اُنکی ریس کرسکتے ہیں کہ ہماری بیبیاں لونڈیوں سے بڑھکر بے اختیار دائم الحبس ناک چوٹی گرفتار اور پھر تعدد نکاح سے جو بے لطفیاں اور بدمزگیاں خانہ داری میں پیدا ہوتی ہیں ہم دیکھتے ہیں تو بزرگانِ دین کو بھی اُس سے نجات نہ تھی - اُمہات المومنین یعنے پیغمبر صاحب کی ازواج طاہرات میں باوجودیکہ دنیا کے عیش و آرام کسی کو میسر نہ تھے تاہم فقر و فاقے میں بھی باہم ویسے ہی محاسدات تھے جیسے سوکنوں میں ہوتے ہیں اور ہونے چاہئیں - سُنّی شیعہ کا تفرقہ جو تم دیکھتے ہو کہ دونوں گروہ کا خدا ایک رسول ایک قرآن ایک اور پھر آپس میں اس درجے کی عداوت اگر سچ پوچھو تو متفرع ہے انہیں محاسدات پر حضرت پیغمبر صاحب کی سب سے پہلی بی بی حضرت خدیجۃ الکبریٰ جنکے

بطن پاک سے حضرت فاطمۃ الزہراؓ پیدا ہوئین۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پاس اُنکے پہلے شوہر کا بڑا سرمایہ تھا جسکو اُنھون نے تجارت مین لگا رکھا تھا اُنکو ضرورت تھی ایک دیانت دار اور ہوشیار کارندے کی اُنھون نے بعثت سے بہت پہلے کا مذکور ہی حضرت صلعم کی دیانت امانت راست بازی کا حال سنکر انکو اپنی تجارت کے کام مین لگایا اللہ نے حضرت کی نیک نیتی سے تجارت مین بڑھ برکت دی۔ حضرت خدیجہؓ نے حسن کارگذاری سے خوش ہوکر اُنکے ساتھ نکاح پڑھلیا اِس نکاح کی وجہ سے جو لوگ بڑے دنیادار تھے البتہ حضرت کی زیادہ وقعت کرنیلگے پھر جب حضرت کا زمانۂ بعثت نزدیک آیا تو خوارق عادات پیش آنے لگے کبھی آسمان پر فرشتونکو دیکھتے کبھی درخت انکو سلام کرتے کبھی غیب سے آواز آتی اِن واقعات کو دیکھکر ڈرے اور حضرت خدیجہؓ پر اِس تمام حقیقت کو ظاہر کیا حضرت خدیجہؓ تھین بڑی باخدا بی بی اور اُنکے گھر مین صحفِ انبیا اور تورات کی تلاوت کا بڑا چرچا تھا اُنھون نے سُنکر حضرت کی بڑی تسلی کی کہ تم خدا ترس آدمی ہو بیوہ عورتون اور یتیم بچون پر رحم اور رشتہ دارونکے ساتھ سلوک کرتے ہو ایسا تو نہین ہوسکتا کہ خدا تم جیسے آدمی کو ضائع کرے اور حضرت کو اپنے بھائی کے پاس لیگئین جو تورات کے بڑے عالم تھے پیغمبر آخر الزمان کی پیشین گوئیاں تو آسمانی کتابون مین موجود ہی تھین اور لوگ دِن گن رہے تھے اُنھون نے جو حضرت کو دیکھا اور اُنکی ساری حقیقت سُنی تو پہچان گئے اور صاف کہدیا کہ آپ پیغمبر ہونے والے ہین۔ جبتک حضرت خدیجہؓ زندہ رہین پیغمبر صاحب نے دوسرے نکاح کا قصد تک بھی تو نہین کیا۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد پیغمبر صاحب نے متعدد بیبیان کین جنمین سب سے زیادہ عزیز اور سر براوردہ حضرت ابوبکر کی بیٹی ام المومنین حضرت عائشہ تھین رشتے مین مان اور عمر مین حضرت فاطمہؓ سے بھی چھوٹی اِس سے اِنکار کرنا بداہت سے انکار کرنا اور واقعات کا جھٹلانا ہی کہ حضرت عائشہ کا تعوذ تمام ازواج طاہرات پر شاق تھا اور اسی طرح حضرت

فاطمہؓ پر بھی جو اپنے تئین اپنی والدہ حضرت خدیجہ کی جگہ سمجھتی تھین اور جنکو پیغمبر صاحب کا معاملہ اپنی والدہ کے ساتھ اپنے کانونکا سنا اور آنکھونکا دیکھا سب یاد تھا - یہ ہی فی الاصل سنی اور شیعہ کی بنیاد - جنھون نے یہ سمجھا کہ پیغمبر صاحب کو دنیا مین حضرت فاطمہؓ کے سوائے کسی کے ساتھ کچھ اُنس نہ تھا وہ شیعہ ہوگئے باقسامہم یعنی تفضیلی اور نصیری اور کیا اور کیا - خوارج ٹوٹنا رہ بیبیونکی طرف داری کرنیلگے - اہل سنت کہتے ہین کہ بی بی بی بی کی جگہ اور بیٹی بیٹی کی جگہ یہانتک درست ہی مگر آگے چلکر انکار کرنے لگتے ہین کہ خاندان نبوت مین کسی کو کسی سے کسی طرحکا ملال نہ تھا بس سنیونکی یہ بات دلکو نہین لگتی مین بھی سُنّی ہون مگر میرے نزدیک چھوٹ اور ناتفاقی بیشک تھی تاہم اِس سے اِن بزرگونکی مذہبی شان مین کچھ بھی فرق نہین آتا یہ تقاضاے بشریت ہی اور کیون کسی کی دینداری مین بشریت سے بٹا لگنے لگا جبکہ پیغمبر صاحب نے اپنی شان مین فرمایا ہو - انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی مین بھی تو تم جیسا بشر ہون فرق صرف اتنا ہی کہ مجھپر وحی نازل ہوتی ہی - غرض اِس طولِ مقال سے یہ ہی کہ جو بے لطفیان تعدد نکاح کو لازم ہین خاندان نبوت بھی اُنسے محفوظ نہین رہا دوسرا کس گنتی مین ہی - مبتلا - ابھی مجکو کون لطف حاصل ہی - عارف - تم آگ کے جلے ہوے کو سینکتے ہو یعنی ایک بے لطفی کو دوسری بے لطفی سے دبانا چاہتے ہو مگر ممکن ہی کہ یہ دوسری بے لطفی آخر مین اِس پہلی بے لطفی سے زیادہ شاق ہو - مبتلا - اُسوقت جیسا موقع ہوگا دیکھا جائیگا مین ابھی سے فکر مستقبل کر کے اپنی زندگی کو کیون تلخ کرون - عارف - تو اب حقیقت مین میری تمہاری ملاقات لاحاصل ہی مگر مین اِتنا کہے رکھتا ہون کہ تم اپنے حق مین اچھا نہین کرتے افسوس ہی کہ تمنے مجکو جناب میر متقی صاحب سے شرمندہ کیا یہ کہکر عارف بکمال نارضامندی اُٹھکر چلا گیا -

فصل ہشتم مبتلا کا دوسرا نکاح اور اُسکی دوسری بی بی ہریالی کا ماما بنکر گھر مین داخل

ہونا اور نکالا جانا اور پھر داخل ہونا۔ مبتلا کے سر پر اِن دِنون ایسا جن سوار تھا کہ اُسکی عقل ہی ٹھکانے نہ تھی۔ عارف سے پیچھا چھڑا وہ پھر بیگم کے لگٹنے سے جا لگا وہ تو پہلے ہی سے اِسکے لیے جال پھیلائے بیٹھی تھی جانتا تھا کہ اُسیر چھا گئی۔ بیگم بالطبع زیادہ تر اِس بات کی طرف راغب تھی کہ مبتلا آشنائی کے طور پر اُسکو گھر مین ڈال لے مگر میر متقی اور عارف کی تعلیم کا مبتلا پر اتنا تو اثر ہوا کہ اُسنے بے نکاح بیگم کے ساتھ تعلق رکھنے کو پسند نہ کیا پاس تھی مسجد دو طالب العلمونکو بلا بھیجا نکاح پڑھا جانے لگا مہر مین ہوا اختلاف مبتلا نے چاہا مہر شرع محمدی بیگم نے کہا جو غیرت بیگم کا مہر وہ میرا مہر جیسی نکاحی بی بی وہ ویسی نکاحی بی بی مین دیر تک اِسمین تکرار ہوتی رہی آخر مولوی صاحب جو نکاح پڑھانے آئے تھے بولے جانے دو مہر مثل رکھو مبتلا تو نیم راضی ہو چلا تھا مگر بیگم مہر مثل کے نام سے جیسی تھی کیونکہ سارے خاندان مین کبھی کسی کا نکاح ہوا ہو تو مہر مثل ہو دادی اور پھوپھیان ساری عمر خرچیان کماتی رہین مہر مثل آئے تو کہان سے آئے ناچار مہر شرع محمدی ماننا پڑا اور بات یہ بنائی کہ وہ بھی کیا بی بی ہی جو میان پر مہر کا دباؤ ڈالکر گھر کرے ہم تو بڑا مہر مردکے دِلکو سمجھتے ہین دل مٹھی مین آیا تو جانو سب کچھ بھر پایا۔ وہ کیا غضب کے داؤ پیچ تھے کہ اِدھر پڑھے گئے اور اُدھر فکرون نے آگھیرا۔ بیگم نے نکاح کے بعد پہلی بات جو کی وہ یہ تھی کہ یہ مکان جسمین مین رہتی ہون تمکو معلوم ہی کہ کرایے کا ہی اور جتنا ساز و سامان تم یہان دیکھتے ہو یہانتک کہ میرے ہاتھ کان کا گہنا اور بدن کے کپڑے کوئی چیز میری نہین ہی۔ میری سگی خالہ میرے ساتھ ہین یہ سب اُنکا مال ہی اُنکی ہرگز مرضی نہ تھی کہ مین نکاح کرون اب جو مین نے اُنکو ناراض کرکے کیا ہی تو اِدھر کی دنیا اگر اُدھر ہو جائے خالہ تیری میرے پاس ٹھہرنے والی نہین اور مجکو اسوقت کہین لیے چلتے ہو تو مین طیار ہون اپنی آبرو کا پاس کرکے گہنا کپڑا تم بہتیرا پہناؤگے اور مین پہنونگی مگر لے چلنا ہی تو مجکو اپنے یہانکے کپڑے پہنا کرلے چلو اور دو چار دن کے لیے یہان ٹھہرا اینکی صلاح ہی

تو جا کر خالہ سے اجازت لو مین اُنکے سامنے نہین جا سکتی۔ مبتلا نکاح کے لیے تو بڑا مستعجل تھا
مگر احمق نے پہلے سے اتنا بھی تو نہ سوچا کہ کہان دوسری بی بی کو لے جا کر رکھونگا اور
کیونکر اِس نئے گھر کا اِنتظام ہوگا اب جو دفعتہً اُسکو معلوم ہوا کہ بیگم بے پہر و سامان
محض بیک بینی و دو گوش اُسکے سر پڑی تو بہت سٹ پٹایا اور جتنا اختلاط وہ ہتولی
ملاقاتو نہین کر لیا کرتا تھا طبیعت کو اُسکے لیے بھی حاضر نہ پایا۔ یہ بھی حقیقت اُس خواہش
کی جسکے پیچھے مبتلا اسقدر دیوانہ ہو رہا تھا کہ دنیا اور دین کچھ اُسکو نہین سوجھتا تھا
اب جو ایک ذرا سا تردد پیش آ گیا تو کہین اُس خواہش کا پتہ نہ تھا۔ میر متقی اور عارف
اُسکو یہی تو سمجھاتے تھے کہ کس فکر خسیس مین پڑے ہو فکر کرنے کی باتین دوسری ہین
عمدہ۔ اونچی اور ضروری اگر اُنمین دِل لگاؤ تو اِس فکر بیہودہ سے نجات پاؤ۔ بیگم پر
اپنی درماندگی ظاہر کرتے ہوے تو اُسکو شرم آئی آخر وہ یہ کہکر اُٹھ آیا کہ ابھی تھوڑی دیر مین
بندوبست کر کے تمکو لے چلتا ہون طیار رہو۔ ایک بات یہ بھی اکثر دیکھنے مین آئی کہ آوارہ
اور عیاش مزاج لوگ دھوکا دینے مین بڑے چالاک ہوتے ہین اور اسکا سبب یہ سمجھ
مین آتا ہی کہ خود ہمیشہ تختۂ مشق مغالطات رہتے ہین۔ مبتلا کو بھی عین وقت پر غضب کی
سوجھی تھی جسوقت تک وہ بیگم کے پاس بیٹھا رہا کوئی بات اُسکے ذہن مین نہ تھی لیکن
باہر آتا تھا کہ اُسنے اپنے دلمین کہا بیگم کو اپنے ہی مکان مین بلکہ زنانخانے مین بلکہ غیرت بیگم
کے ساتھ رکھنا ٹھیک معلوم ہوتا ہی کیونکہ یہ بات چھپنے والی تو نہین آخر کبھی نہ کبھی
کھلیگی ضرور بس جو کچھ ہوتا ہی وہ پرسون کا ہوتا کل اور کل کا ہوتا آج ہو چکے یہ دِلمین
ٹھان وہ گھر کی طرف چلا آ رہا تھا کہ راہ مین اُسکو اپنے گھر کی دو عورتین ملین ماما۔
ماما کے ساتھ انا۔ انا کی گود مین مبتلا کی دودھ پیتی ہوئی دس گیارہ مہینے کی ننھی بچی۔
چور کی ڈاڑھی مین تنکا مبتلا تو سمجھا کہ غیرت بیگم کو نکاح کی خبر ہو گئی اور سنتے کے ساتھ
شاید ناظر کے گھر چلی گئین اور یہ عورتین پیچھے سے جا رہی ہین گھبرا کر پوچھا۔ ماما بولی

ننھی بچی کا جی دنس بارہ دن سے ایسا ماندہ ہو رہا ہی کہ بخار کسی وقت نہین اُترتا کل
شام سے مطلق آنکھ نہین کھولی۔ ابکے ایسی بھاری نظر ہوئی ہی کہ دوپہر سے دودھ بھی
مُنھ مین نہین لیتین ستوکل شاہ صاحب کے پاس دم کرانے لیے جاتے ہین۔ مبتلا سے
اور ایک ڈاکٹر سے بہت ملاقات تھی مبتلا لڑکی کو ڈاکٹر کے پاس لیگیا اُسنے دیکھکر کہا
بخار بڑے زور کا ہی مگر کچھ گھبرانے کی جگہ نہین گلپیان پھول رہی ہین مین مسوڑھا کھولے
دیتا ہون اور شیشی ایک بھیج دیتا عرق دو دو گھنٹے گھنٹے بعد ایک ایک چمچہ پلانا پسینا آکر
تپ اُتر جائیگی اور دودھ تو خدانے چاہا لڑکی ابھی پینے لگے گی مسوڑھے کی تکلیف کے
مارے منھ نہین چلا سکتی یہ کہکر نشتر نکال مسوڑھا کھولدیا انّا نے پیٹھ موڑ کر مُنھ کو دودھ لگایا
تو غٹ غٹ پینے کی آواز آنے لگی سب لوگ خوشی خوشی گھر واپس آئے جب مردانے مین
پہونچے تو مبتلا نے لڑکی کو آپ لیلیا۔ یہ تو خیر لڑکی تھی اس سے بڑا لڑکا معصوم ساڑھے تین
برس کا ہوا اس بلا کی باتین جیسے بنگالے کی مینا اور ایسی پیاری پیاری صورت کہ
کوئی راہ چلتا بھی دیکھتا تو گود مین اُٹھا لیتا مبتلا نے کبھی بھولکر بھی آنکھ اُٹھا کر اسکی طرف کو
نہ دیکھا بلکہ وہ بچہ جب اُسکو دیکھتا ابّا ابّا کہکر دوڑتا اور یہ ظالم دُور سے اُسکو جھڑک دیتا
خلاف عادت بیٹی کو گود مین لیے ہوے جو گھر مین گھسا غیرت بیگم تو دیکھتے ہی سہم گئی
اور بیٹی کو لینے کے لیے دوڑی اور لگی پوچھنے کہ مین نے تو اسکو دم کروانے کے لیے
بھیجا تھا کیا تم اسکو اُلٹا پھروا لائے۔ مبتلا۔ تمکو خبر بھی ہی اسکے کلپیان نکل رہی ہین
اور کلپیو نکا تو معمول ہی کہ بچے کو کھلا کر کے بڑی مشکل سے نکلتی ہین مین اسکو ڈاکٹر کے پاس
لیگیا تھا اُسنے نشتر سے اسکا مسوڑھا کھولدیا ہی اور بخار کے لیے عرق دینے کو کہا ہی شیشی
بھیج دو ماما جاکر عرق لے آئے خدانے چاہا آج ہی رات کو بخار بھی اُتر جائیگا اور کلپی کو
تو سمجھو نکل آئی۔ غیرت بیگم۔ ای ہی کیا مسوڑھے کو چیر الگایا ہی۔ مبتلا۔ کچھ خوف کی
بات نہین انّا سے پوچھو کہ لڑکی کو خبر تک بھی نہین ہوئی اُسی وقت تو اِسنے خاصی طرح

دودھ پیا- بات یہ ہی کہ جب دانت نکلنے کو ہوتا ہی تو مسوڑھا پہلے سے مُردار پڑجاتا ہی اس وجہ سے تکلیف نہین ہوتی کچھ خدا کو بہتری کرنی تھی کہ عین وقت پر تدبیر ہوگئی ورنہ آج رات تجھ کو معلوم نہین کیا ہو جاتا - غیرت بیگم نے لڑکی کا مُنھ کھولکر دیکھا تو اتنی ہی دیر مین بخار بھی کسی قدر ہلکا ہو گیا تھا اور صورت بھی ہوشیار تھی پکارا- بتول- بتول- تو مان کی آواز پہچان کر آنکھین کھولدین اور دیکھکر مُسکرائی بھی مان نے پیار کرکے انا کی گود مین دیا تو پھر دودھ پیا یہ دیکھکر غیرت بیگم بولی ننھے بچون کی یہی تو بڑی مصیبت ہی کہ آپ تو مُنھ سے کچھ کہہ نہین سکتے اور پروالونکو کیونکر معلوم ہو کہ انکو کس بات کی ایذا ہی- آنکھونکا نہ کھولنا اور ڈر ڈر کر اُچھل اُچھل پڑنا اور ہتھیلیون مین لبا ہندی یسا ہندی بو کا آنا ان باتونکو دیکھکر یہان تو سب لوگ یہی کہتے تھے کہ نظر ہو گئی ہی- مبتلا- ڈاکٹر نے دیکھنے سے پہلے زبانی حال سنکر کہدیا تھا کہ کوئی دانت نکل رہا ہو گا پھر جو مُنھ کھول کر دیکھا تو حقیقت مین دُودھ کے کچلی صاف جھلک رہی تھی- غیرت بیگم- گھر مین کوئی بڑا بوڑھا ہو تو ان باتونکا دھیان رکھے بچے ذرا ماندے پڑتے ہین تو میرے ہوش و حواس ٹھکانے نہین رہتے لو اب مغرب کی اذان یا تو ہو چکی ہوگی یا ہو رہی ہوگی لڑکی کے جھگڑے مین کھانیکا بھی تو کچھ بندوبست نہین ہوا گوشت کا تو اب وقت نہین رہا کہو تو خاگینہ پکوا لون- مبتلا- جو تمھارے جی مین آئے پکواؤ مگر خدا کے لیے کوئی سلیقہ مند عورت ضرور رکھو- غیرت بیگم- ماماؤنکا تو ہمارے شہر مین ایسا توڑا ہی کہ دوا کے لیے بھی میسر نہین جو عورتین اس کام کی ہین مزے مین گھر بیٹھی گوٹے کناریان بُنتی یا سِلائی سیتی ہین نوکری پرائی تابعداری کرے اُنکی بلا اور جن سے یہ کام نہین ہو سکتا اُنھون نے سر پر ڈالا برقع اور جدھر کو مُنھ اُٹھا چل کھڑی ہوئین پہر چہ گھڑی بھیک مانگی لدی پھندی گھر لوٹ آئین- مبتلا- لیکن میرے نزدیک تمکو ماما کی نہین بلکہ ایسی عورت کی ضرورت ہی جو بال بچونکی خبرگیری کرے وقت پر اُنکا ہاتھ مُنھ دُھلائے

کھانا کھلائے کپڑے پہنائے گھر کی چیز بست دھرے اُٹھائے غرض دار وغہ کیطرح گھر کے
سارے انتظام کی نگرانی کرکے تمکو آسائش پہونچائے۔ غیرت بیگم۔ تمھین کوئی اسطرح کی
عورت ڈھونڈھکر نہین لا دیتے۔ مبتلا۔ لا دون تو رکھو گی اور کیا تنخواہ دو گی۔ غیرت بیگم۔
ضرور رکھونگی اور تنخواہ پانچ روپے اور کھانا کپڑا۔ مبتلا خیر۔ اِتنی ہی تنخواہ دینا مگر خاطر داری
سے رکھنا لکھنؤ کی ایک عورت ہی خدا جانے کس تباہی مین آکر یہان چلی آئی ہی اگر چھیٹا پُرانا
ایک جوڑا کپڑا دو تو مین پہنا کر ابھی اُسکو لوا لاؤن۔ غیرت بیگم نے جلدی سے گٹھری کھول
ایک جوڑا کپڑے نکال میان کے حوالے کیے مبتلا کپڑے لے بیگم پاس پہونچا اور اُسکو سمجھا دیا
کہ اِس طور پر مین نے تمھارے گھر سے چلنے کی راہ نکالی ہی مجھے اپنی بی بی کا حال معلوم ہی
وہ یہی نہین کہ صورت کی اچھی نہین بلکہ اُسمین عقل کی بھی کوتاہی ہی۔ صورت تو خیر
تم خود چلکر دیکھ لوگی مگر عقل کی کوتاہی اِسی سے ظاہر ہی کہ اُسنے عورت کے لانے کی فرمایش
کی بھی تو مجھ سے بس تمکو چند روز البتہ بے عزتی کا تحمل کرنا پڑیگا اُسکے بعد مجھے کامل یقین ہی
کہ تم گھر والی ہوگی اور وہ رہیگی تو تمھاری خدمت کریگی یا اپنے میکے چلی جائیگی۔ غرض
غیرت بیگم کا اُتارن ہین معزز ماما یا دار وغہ کا بھیس بنا بیگم مبتلا کے گھر داخل ہوئی پہلے
مانسو نکی بہو بیٹیو نکی طرح دبکی جھجکی سُکڑی سمٹی۔ مبتلا کو تو اتنی جرأت نہو سکی کہ خود لیجا کر
غیرت بیگم سے ملا دیتا۔ دروازے کے اندر کر اتنا پکار دیا لو صاحب یہ دار وغہ جی آتی ہین
اور آپ مردانے مین جا بیٹھا۔ بیگم نے اپنے تئین سنبھالا بہت مگر جسقدر وہ اپنے تئین
چھپاتی تھی اُسی قدر اُسکا پردہ فاش ہوتا جاتا تھا۔ آئی تو نوکری کے نام سے اور
عورتون مین بیٹھی دلہنو نکی طرح گھونگٹ نکالکر۔ رات کا تھا وقت غیرت بیگم نے
کہا دار وغہ جی قریب لاؤ تو انکی صورت اچھی طرح نظر آئے جون غیرت بیگم نے زبردستی
اُسکا منھ کھلا دیکھی کیا ہی کہ ایک عورت ہی جوان ماتھے پر افشان چُنی ہوئی پٹیان جمی
ہوئی بائے بل کی چوٹی اور اُسمین چٹیا کا سوباف کانونمین چنبیلی کی کلیان آنکھونمین

دھوان دھار سرمہ مسّی کی دھڑی اور دھڑی پر [illegible] ہاتھ پانون مین مہندی۔ دور سے
خوشبو پڑی مہک رہی ہی۔ غیرت بیگم دیکھتے ہی [illegible] اسطرح ڈر کر پیچھے کو ہٹی کہ جیسے
کوئی بچہ ہیّا سے بھاگتا ہی اور لگی کہنے اوئی بیوی [illegible] یہ ماما کس قسم کی [illegible] کون تاڑ لو کھینچی ہی
پھر تو ہمسائے تک کی عورتین گھر مین آبھرین اور سیٹھانی ملکہ بیگم کا ایسا [illegible] پڑا گیا کہ کوئی
دوپٹہ اُتارے لیے جاتا ہی کوئی پیچھے سے چوٹی گھسیٹ رہا ہی۔ اگر ذرا بھی بیگم وہان اور
رہے تو لڑکیان اُسکی بوٹیان نوچکر کھا جائین مگر کسی رحم دل بی بی نے اسکا ہاتھ پکڑ
باہر ڈیوڑھی مین لیجا کر چھوڑ دیا اور کہا بیوی تو جیدھر سے آئی ہو اُدھر ہی کو چلی جا وہ تو
گھروالی دل کی بُری نیک ہی کوئی اور سری کی ہوتی تو تیرے ناک چوٹی کاٹے نہ رہتی۔
مبتلا ڈیوڑھی کے پازو سے لگا یہ سب تماشا دیکھ رہا تھا کچھ ہنسی کچھ غصہ بیگم کو دیکھتے ہی بولا
واہ اچھی اپنی گت کرائی باوجودیکہ مین نے تمسے کہدیا تھا کہ مین تمکو نوکری کے حیلے سے
لیے چلتا ہون پھر تمکو ایسا بن سنور کر آنا اور آنا لیا چوڑا بردہ لگانا کیا ضرور تھا سیدھے
سبھاؤ چلی آئی ہوتین نہ کسی کو شبہ ہوتا اور نہ چراغ لیلے کر کوئی تمھارا منہ دیکھتا خیر
اب ذرا اگلی ڈیوڑھی مین ٹھہرو مین پھر جاکر تمھارے پاس آتا ہون مگر دیکھو خبردار کوئی ایسی
بات نکرنا جس سے لوگونکو میرے تمھارے لگاؤ کا شبہہ ہو۔ مبتلا نے گھر کے اندر پانون
رکھتے ہی پوچھا لڑکی کا کیا حال ہی۔ انّا بولی ابھی تو اللہ کا فضل ہی دو بار عرق پلایا اسقدر
پسینا آیا کہ شام سے تین کرتے بدل چکی ہون۔ مبتلا۔ بس انشاء اللہ اب بخار گیا۔ یا رب
الحمد للہ بچ گئین (بیوی کی طرف مخاطب ہوکر) لاؤ صاحب کھانا طیار ہو تو منگواؤ
دسترخوان بچھا عادت کے مطابق میان بی بی کھانا کھانے بیٹھے تو مبتلا نے پوچھا کیون
صاحب وہ عورت آئی تھی۔ غیرت بیگم۔ واہ۔ چوری اور سرزوری آج کو بڑے ماموں
جان زندہ ہوتے تو اُلٹے اُسترے سے مُردار کا سر مُنڈوا کر بھی بس نکرتے اور تمکو تو
اپنی لاج کا لحاظ پاس آج کیا برسون سے نہین۔ بڑے ماموں جان کی زندگی تک چوری

چھپے کرتے تھے وہ مرے تم گھل کھیلے - مردانہ مکان تو مدتون سے کنچنیونکا چکلہ ہو رہا ہی ایک
زنانہ مکان بچا تھا سو مین خوب جانتی ہون کہ تم اِسکی تاک مین لگے ہو مگر جبتک مین جیتی
بیٹھی ہون دیکھون تو کون رستم کی جنی میری ڈیوڑھی کے اندر پانون رکھتی ہی اپنا اُسکا
خون ایک کردون تب تو سہی - مبتلا - بے وجہ بے سبب تم اِسقدر گرم کیون ہوتی ہو
بھلا اتنا تو سمجھو اگر وہ کنچنی ہوتی اور فرض کرو کہ مجھے اُسکو بلانا منظور ہوتا تو مردانہ ہوتے
ساتے مجکو اُسکے گھر مین لانیکی کیا ضرورت تھی - ایک - اور دوسرے خدا عقل دے
تو سمجھنے کے لیے ایک موٹی بات یہ ہی کہ تمھارے مانگے کے کپڑے پہننا کیون آتی - غیرت بیگم
کپڑا اور گہنا تو بیشک اُسکے پاس نہ تھا مگر سر سے پانون تک جو تھی لی دلہن معلوم ہوتی
تھی - مبتلا - تمکو چاہیے تھا کہ مجکو بُلا کر پوچھتین اگر مین تمھاری تشفی نکر سکتا تب بھی اُس
بیچاری کا کیا قصور تھا مجھپر جتنا چاہتین خفا ہو لیتین - بات یہ ہی کہ حقیقت مین وہ آج
شاہون شام تک کنچنی تھی مگر مین اِسکو ایک مدت سے جانتا ہون ہمیشہ یہ مجھ سے کہا
کرتی تھی کہ مجکو اِس پیشے سے سخت نفرت ہی اگر کہین میری روٹی کا ٹھکانا لگ جائے
تو مین تائب ہو جاؤن - جب تمنے نوکر رکھنے کا وعدہ کیا تو مین نے اُسکو زبان دی اور
وہ ارادے کی ایسی پکی اور سچی تھی کہ فوراً میرے ساتھ ہو لی اور پھر کسطرح جیسکہ گہنا اور پاتا
اور کپڑا اور لتا اور ساز و سامان لینے بھرا بھرایا گھر سب کو لات مار کر جسطرح بیٹھی تھی اُٹھ
کھڑی ہوئی - مین نے بیشک جھک مارا اور میرا بال بال خدا کا اور تمھارا گنہگار ہی مگر
جس دن سے بیچاری وا تشریف لائے تم میری کوئی ایک بات بتاؤ اور یون اگر تمھارے
مذہب مین توبہ کچھ چیز نہین اور ناحق لوگونسے بدگمان رہو تو تمھاری خوشی بھلا تمنے
چندروز تو اِس بیچاری غریب کو رکھکر دیکھا ہوتا جو شخص آٹھون پہر آنکھونکے سامنے
رہے اُسکا حال آج نہین تو کل اور کل نہین تو پرسون ضرور کُھلے گا پر کُھلیگا - نوکر
سر پر شہ نہین ہی کہ چمٹ جائے مرضی ہوئی رکھا مرضی نہوئی نہ رکھا مگر چونکہ میرا قدم

درمیان

درمیان مین ہی مین تمسے بات کہون صاف یون بے خطا بے قصور تو مین اُسکو ادھر مین
نہین چھوڑ سکتا تمھین بتاؤ کہ اب وہ جائے تو کہان جائے - غیرت بیگم ابھی کچھ ہان نا
کرنے نہین پائی کہ مبتلا نے کہا ماما جا باہر ہریالی ایک عورت کھڑی ہی اُسکو بُلا لا اور کام
کاج مین اُس سے مدد لیا کر - غرض ہریالی نکالی جا کر پھر آموجود ہوئی - رات گئی تھی زیادہ
لوگ کھانا کھا پی کر اپنی اپنی جگہ سو سُلا رہے ہریالی بھی تخت پر بے تکیے بے بچھونے ماماؤن مین
سوئی صبح کو جو اُٹھے تو پھر لوگون نے ہریالی کو گھورنا شروع کیا مگر اب اُسکا سنگھار ہوگیا تھا
باسی اور تمام شب کی بدخوابی اور زحمت کی تکان سے اِسکا جوبن بھی نڈھال ہو رہا تھا
لوگون نے کچھ بہت اُسکا پیچھا نہین کیا - اِسمین شک نہین کہ گھر مین ایک منتظم عورت کی
سخت ضرورت تھی اور یہی ضرورت ہریالی کے پانؤن جم جانیکا سبب ہوئی - ہریالی نے
جو صبح سویرے اُٹھکر دیکھا تو تمام اسباب مولی گاجر کی طرح سارے گھر مین پھیلا پڑا ہی
اِسنے خود کھڑے ہو کر جہان جہان فرش تھا اُٹھوا کر دالانون کوٹھریون صحنچیون مین
دریونمین باورچی خانے مین یہانتک کہ ڈیوڑھی مین جھاڑو دلوائی ٹوکرون نہین
چھکڑون کوڑا نکلا اور بہت سی گری پڑی چیزین ملین جنکو ڈھونڈ ڈھونڈ صبر کرکے
بیٹھ رہے تھے اور سمجھ لیا تھا کہ کھوئی گئین - مٹی کی تہین جمتے جمتے دریونکا یہ حال ہوگیا
تھا کہ اصلی رنگت پہچانی نہ پڑتی تھی جھڑوایا تو منون گرد - دروازون مین جو چلمنین
اور پردے بندھے تھے اُلٹے سیدھے کا تو کسکو امتیاز تھا کوئی دُھر تک بندھا ہی تو کوئی
آدھے در مین پڑا لٹک رہا ہی اور کسی کا پیٹ ایک طرف کو جھک کر نکل پڑا ہی تو اتنی
توفیق نہین ہوئی کہ اُسکو برابر کر دین بلکہ کئی پردون سے تو فاختاؤن اور جنگلی
کبوترون اور گلہریونکے گھونسلے نکلے - گھر مین تخت تو بہتیرے ہین مگر بیٹھنے کے دالانونکی
زمین پر بوریے بچھے ہین بوریونپر دریان دریونپر چاندنیان - لونڈیان اور مامائین
ہین کہ بے تکلف مٹی اور کیچڑ کے ننگے ننگے پانؤن چاندنیونپر لیے پھرتی ہین اور چاندنیونکا

مارے دھبوں اور چکتوں کے یہ حال ہو رہا ہی کہ آنکھ اٹھا کر دیکھنے کو جی نہیں چاہتا - صبح
گھڑے گھڑے ہریالی کو دوپہر ہو گئی تب کہیں جا کر اتنا کام ہوا کہ گھر میں جھاڑو ہوئی
دالانوں میں اس حساب سے تخت بچھوائے کہ بیچ میں فرش اور ادھر ادھر ماماؤں
اور لونڈیوں کے چلنے پھرنے کی جگہ - اب چاندنیوں اور تکیوں کے غلاف اور پلنگوں کی چادروں کی
ڈھونڈیا پڑی - قاعدہ ہی کہ جب چیزوں کا انتظام نہیں ہوتا تو یہی شناخت ہی کہ چیزوں کی
حفاظت بھی نہیں - اتنا بڑا گھر اور اسوقت دھوئی ہوئی تین چاندنیاں درکار تھیں
وہ بھی نہیں ملتی تھیں غیرت بیگم نے بہتیرے پتے بتائے اری کمبختو ابھی ہفتے عشرے کا
مذکور ہی دھوبن چاندنیوں کا گٹھر لائی وہ سب ڈھیر کا ڈھیر کیا ہو گیا - لٹھے کی دو
کوری چاندنی جو بیچ کے دالان میں بچھی تھی اور پرسوں اترسوں اسیر سالن کی دیگچی
مبارک قدم کے ہاتھ سے الٹ پڑی تھی اور میں نے صاف کرنے کے لیے اٹھوا دی تھی
کہاں ہی - جتنی کھڑی تھیں ایک ایک کا منہ دیکھتی تھی اور ایک ایک پر ٹالتی تھی
آخر بڑی مشکل سے دو چاندنیاں اناج کی کوٹھری میں چاند پر پڑی ملیں جنمیں چوہوں نے
کاٹ کاٹ کر بجارے ڈال دیے تھے اور ایک میں کسی ماما نے سوکھے ٹکڑے باندھکر
کھونٹی میں لٹکا رکھے تھے - اسی جستجو میں معلوم ہوا کہ کئی چاندنیاں باہر سائیس کے پاس
ہیں وہ اوڑھ کر سوتا ہی - دو یا تین چاندنیاں کسی کو مانگے دی تھیں وہ واپس نہیں
آئیں - میلی چاندنیوں کا ایک ڈھیر غسل خانے میں پڑا ملا غرض اسوقت تو ہریالی نے
کسی طرح گونتھ گانتھ کر فرش کو پورا کیا - پلنگ سب کے سب جھولا ہو رہے تھے
انکو کسوا کر اجلی چادریں بچھوا دیں تکیوں کے غلاف بدلے اجلا دسترخوان نکلوا دیا
اتنے میں معلوم ہوا کہ میاں (مبتلا) کھانے کے لیے آ رہے ہیں ہریالی یہ سنکر سامنے سے
ٹل باورچی خانے کی آڑ میں ہو گئی - مبتلا نے آکر دیکھا تو اتنی ہی دیر میں گھر کی صورت
بھلی ہوئی تھی سمجھا کہ یہ سب ہریالی کے تصرفات ہیں - دالان میں بیٹھ کر کھانا مانگا

تو باورچی خانے سے دو لونڈیان سالن کی دو دو رکابیان لیکر چلین پیچھے سے ایک ماما تھ مین روٹیونکی تھئی اٹھاکر دوڑی ہریالی سے نہ رہا گیا عین وقت پر ہو کیا سکتا تھا مگر خیر انجانیوکو روک کر جلدی جلدی تھالی جوڑ پانی پینے کی صراحی سینی سلفچی خاصدان اُگالدان سب چیزین منجھوائین سینی کے بیچ مین روٹی گرداگرد سالن کی رکابیان جما اوپر سے خوان پوش ڈھک ایک لونڈی کے سر پر رکھا کہ دیکھ خبردار آگے دیکھکر سہج سہج چلیو کہین ٹھوکر نہ لگے اور دوسری لونڈیکو سلفچی آفتابہ اُجلا دسترخوان دیکر اُسکے ساتھ کیا کہ پہلے تخت کے نیچے کھڑی رہکر میان بی بی دونونکے ہاتھ دُھلائیو جب ہاتھ دھو چکین سلفچی آفتابہ الگ رکھکر دونو کے بیچ مین اُجلا دسترخوان بچھائیو اور سینی احتیاط کے ساتھ اُتروا کر روٹیان بیچ مین رکھیو دو قسم کا سالن ہی دونونکے سامنے دونون قسم کا رکھ دیجیو۔ تھالی جوڑ اور پانی پینے کی صراحی پیچھے سے بھجواتی ہون جب مانگین تو خبردار آدھے کٹورے سے زیادہ بھر کر نہ دینا اور پانی جو پلانا تو جھک کر کٹورا آگے کر دینا کہ خود اپنی آنکھ سے دیکھ لین اور تھالی مُنھ کے نیچے رکھنا کہ پانی کپڑون پر گرنے نہ پائے۔ گھر مین چٹنی اچار مربا سبھی کچھ تھا مگر دسترخوان پر رکھنے کا دستور نہ تھا جس کسی کو کبھی کسی چیز کا خیال آ گیا اور مُنھ پھوڑ کر مانگی تو مربان یا اچاری اُسکے پاس لیجا کر روٹی پر ایک پھانک رکھ دی۔ ہریالی نے چار قسم کی چار پیالیان ایک رکابی مین لگا ابھی کھانا شروع نہین کرنے پائے تھے کہ پہونچا دین کھانیکے بعد ہاتھ دھونیکو گرم پانی کا آفتابہ اور ایک طشتری مین بیسن کھانے کو خاصدان مین بھیگی ہوئی صافی سے لپٹی ہوئی گلوریان پہلے سے تخت پر رکھوا دین۔ یہ تو ہریالی کے پہلے دن کے بلکہ پورا دن بھی نہین دوپہر کے اور جلدی کے کام تھے مہینے بھر کی محنت مین اُسنے کپڑیکا لتہ کیا سامان خانہ داری کا اندر باہر دونون جگہ کے نوکرونکا بازار کے سودے سلف کا سب انتظام کر دیا۔ سلیقہ بھی عجب چیز ہی اندر باہر عورت مرد جتنے نوکر تھے آپ سے آپ سب ہریالی کا ادب کرنے لگے معصوم ایسا ہلا کہ دن رات مین ایک دم کے لیے گود سے

نہین اُترتا تھا۔ بتول کی کیا بساط تھی کیسی ہی پھرکتی ہو آواز سنی اور جھکی ہوئی غیرت بیگم
دلمین اسکی طرف سے شک تو تھا مگر ہر چند ٹوہ لگائی کوئی بات نہ پکڑ پائی۔ مبتلا کے گھر مین
آنیکے وقت مقرر تھے ہریالی اِن وقتون مین اِدہر اُدہر کسی نہ کسی بہانے سے ٹل جاتی تھی
اور اگر احیاناً بضرورت سامنے چلی پھری بھی تو ایک دوسرے سے ایسے بے رُخ بچاتے تھے
کہ تعلق کیسا گویا جان پہچان تک بھی نہین مگر خدا جانے دونونکو کیا ڈھب تھا کہ اتفاقی
اُچٹتی ہوئی ایک نگاہ اُنکے حق مین خلوت کا حکم رکھتی تھی نہین معلوم مبتلا آنکھون ہی آنکھون مین
کیا کہہ دیا کرتا تھا کہ ہریالی برابر سرگرمی اور دلسوزی کے ساتھ گھر کے انتظام مین مصروف
رہتی تھی۔ سچ ہی غیرت بیگم کے ساتھ مبتلا کے دل کے نہ ملنے کا بڑا سبب تھا مبتلا کی حسن پرستی
اور آوارگی مگر اتنا قصور تو غیرت بیگم کا بھی ضرور تھا کہ اُسنے مبتلا کو اپنی طرف مائل کرنیکے
لیے ذرا بھی کوشش نہین کی وہ سمجھی کہ گھر کی بیبیان اکثر سمجھا کرتی ہین کہ جب ماں باپ نے
میان کے ہاتھ مین ہاتھ پکڑا دیا تو بس مجھے اپنی طرف سے کچھ کرنا نہین اب میان کا کام ہی
کہ کما کر لائے اور مجھے کھلائے پہنائے میری خاطرداری و مدارات کرے لیکن اُسکو اتنی
بات او سمجھنی چاہیے تھی کہ کھلانا پہنانا خاطرداری و مدارات کرنا سب چیزین متفرع
ہین رغبت پر۔ رغبت کرنا میان کا کام ہی اور دلانا بی بی کا۔ رہی یہ بات کہ بی بی کیونکر
میان کو رغبت دلائے اسکے لیے ایسا کوئی قاعدہ نہین کہ ہر جگہہ چل سکے کیونکہ ہر ایک کا مزاج
مختلف اور ہر شخص کی رغبت جدا لیکن بی بی اگر چاہے تو اُسکو اپنے میان کی رغبت کا معلوم
کرلینا کیا مشکل ہی مثلاً غیرت بیگم اتنا تو دیکھتی تھی کہ مبتلا کیسی صفائی اور کس شان کے ساتھ
رہتا ہی وہ ہر چیز مین حسن چاہتا تھا خیر حسن صورت مبتلا کی پسند کے لائق تو اختیاری
بات نہ تھی مگر حسن سلیقہ اختیاری تھی غیرت بیگم نے اُتنی ہی کرکے دکھائی ہوتی۔ گھر کی صفائی
ستھرائی ساز و سامان کی درستی انتظام کی خوبی یہ چیزین بھی داخل حسن ہین اور طبیعت مین
سلیقہ ہو تو ہاتھ پاؤن کے اور غیرت بیگم کی تو زبان کے ہلانے سے سب کچھ ہو سکتا تھا مگر

اُسنے اِن چیزون کی طرف کبھی بھولکر بھی توجہ نہ کی - مردانے مکان مین میان کی بیٹھک تھی اُسی کو دیکھ کر تنبیہ ہوئی ہوتی - اُسکا اپنا کیا حال تھا کہ میان کو جو شروع شروع مین اپنی طرف سے بے رُخ پایا تو تین تین چار چار دن سر مین کنگھی نہ دار دلونڈیونکے تقاضے سے دسوین پندرھوین سر دھویا ہی تو بالونمین تیل کی خیر نہین جھوٹے جھوٹے روکھے بال دور سے سر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کڑک ناتھ کڑک مرغی بیٹھی ہی آنکھونمین سرمہ نہین ہاتھ پانون مین مہندی نہین پھول نہین عطر نہین گوٹا نہین کناری نہین غرض عورتونکے سنگھار کی کوئی چیز نہین - مبتلا کو پہلے استکراہ تھا غیرت بیگم کی بے تدبیریون نے استکراہ کو نفرت اور نفرت کو ضد اور ضد کو چڑ بنا دیا - صورت شکل مین ہریالی کچھ غیرت بیگم سے زیادہ اچھی نہ تھی مگر چھٹانک حُسن ہوتا ہی تو غور و پرداخت سے دیکھنے والونکی نظر مین سیر بھر جنچنے لگتا ہی سو غور و پرداخت کے عوض غیرت بیگم تو یہ چاہتی تھی کہ اُٹھنے کی جگہ تھوڑی سی کیچڑ ملے تو اُٹھا کر مُنہ کو مل لون میان بی بی مین جب اختلاف مزاج اِس درجے کا ہو تو اُنمین صحبت برار ہونے کی کیا امید نتیجہ یہ ہوا کہ چھاتی پر مونگ دلنے کے لیے آخر ایک سوکن تو آموجود ہوئی - ہریالی کا انتظام دیکھ دیکھ کر غیرت بیگم کا پھوہڑپن مبتلا کے دل مین اور بھی بیٹھتا چلا جاتا تھا -

فصل بست و یکم

غیرت بیگم پر اپنی سوکن ہریالی کے راز کا فاش ہونا اور اُسکا سوکن کو مارنا اور آخر کار سید حاضر کا بیچ بچاؤ اور فیصلہ کرنا - معلوم نہین مبتلا کو کبتک ہریالی کا اِس نمط پر رکھنا منظور تھا کہ ایک دن گھر مین باہر سے یہ اطلاع پہونچی کہ ایک بوڑھی عورت نوکری کی جستجو مین آئی ہی اگر حکم ہو اندر بھیج دین - انتظام خانہ داری تو سب ہریالی کے ہاتھ مین تھا غیرت بیگم نے ہریالی سے پچھوایا ہریالی کسی کوٹھری مین خدا جانے کس کام مین مصروف تھی اُسنے وہین سے کہا کیا مضائقہ غرض وہ عورت اندر آکر سیدھی غیرت بیگم کے پاس جا بیٹھی اور لگی کہنے کہ ہریالی بیگم جنکو تمہارے میان نکاح پڑھوا کر نکال لائے ہین مین تو اُنکے پاس آئی ہون مدت سے مین اُنکے یہان

اوپر کے کام پر نوکر تھی بیگم کو تو نکلے ہوے تین مہینے ہوتے آئے ہین اُنکی خالہ کے پاس رہی آج آٹھوان دن ہے کہ وہ بھی لکھنؤ سدھارین مین نے کہا چلون بیگم اگر مجکو بھی رکھ لین تو مین اُنکے مزاج سے واقف ہون وہ مجکو جانتی پہچانتی ہین اَنّ جان جگہ تابعداری کرنی کہا خیر تو کیا وہ اِس گھر مین نہین رہتین غیرت بیگم نے ہاتھ سے اشارہ کرکے بتایا کہ تم جنکے پاس آئی ہو وہ سامنے والی کوٹھری مین ہین وہ عورت اُٹھکر کوٹھری کیطرف چلی دروازے تک پہونچی تھی کہ اتنے مین غیرت بیگم بیخود ہوکر بگولے کیطرح اُٹھی اور وہ عورت ابھی ہریالی سے بات بھی نہین کرنے پائی کہ اِسنے پہونچکر بیچاری بڑھیا کو اوندھے مُنھ ہریالی پر دھکیل دیا اور کہا کہ تمنے دیکھا یہ ہریالی نہین گھروالی ہے یہ بی بی ہے یہ میری سوکن ہے مین رانڈ ہون یہ سہاگن ہے مین لونڈی ہون یہ بیگم ہے مین چڑیل ہون یہ حور ہے یہ میان کی لاڈو ہے یہ میان کی بھیتی ہے یہ میان کے کلیجے کی ٹھنڈک ہے - یہ کہتی جاتی تھی اور اسکے ساتھ ہزارہا گالیان اور سیکڑون کوسنے اور دوہتڑ تھا کہ باری باری سے اُس شامت کی ماری بڑھیا پر اور ہریالی پر اور اپنے آپ پر بھی اِس زور سے پڑ رہا تھا کہ گویا مزدور سڑک کوٹ رہے ہین گھر مین بہتیری لونڈیان اور مامائین تھین مگر سیدانی کا جلال دیکھکر کسیکی ہمت نہ پڑ سکی کہ کوٹھری کی طرف رُخ کرے بلکی سب بدحواس ہوکر بھاگ کھڑی ہوئین ہمسایے کی عورتین کوئی کھڑکیون مین سے کوئی دیوار پر سے کھڑی جھانکتی تھین پر کسی سے اتنا نہین ہوسکتا تھا کہ گھر کے اندر قدم رکھے مبتلا کو دکھلوایا تو وہ بھی اُسوقت کہین باہر گئے ہوے تھے مردانے مین ٹٹرون ٹون اکیلا وفادار اُسکو اور تو کچھ نہ سوجھی گھوڑا تو دروازے پر بندھا ہوا تھا ہی مُنھ مین لگام دے ننگی پیٹھ سوار ہو بگٹٹ سیدھا پہونچا کچہری مین ناظر کے پاس ناظر اُسی گھوڑے پر چڑھ دم سے آموجود ہوے اور اتفاق سے سید حاضر بھی اُسی ضرورت سے دو تین دن سے آئے ہوے تھے کچہری سے اُنکے پاس بھی آدمی دوڑا دیا کہ آپ بھی جلد آئیے غرض سید حاضر اور مبتلا بھی آگے پیچھے پہونچ گئے

غیرت بیگم سید ناظر کے آنیسے پہلے کھڑی اور پڑی اتنا پیٹی اتنا پیٹی کہ آخر اُسکو غش آگیا ناظر جسوقت
پہونچا ہی تو وہ بالکل بیہوش پڑی تھی ناظر نے آتے کے ساتھ اُسکو ہوش مین لانیکی تدبیرین
شروع کین - سید حاضر اور مبتلا دونون آلیے ہین اُسکے بہت دیر بعد غیرت بیگم کو ہوش
آیا - سب سے زیادہ چوٹ غیرت بیگم ہی کو لگی تھی کہ اُسنے پیٹ پیٹ کر اپنا سارا بدن
چوڑی کی طرح نیلا کر لیا تھا - ہریالی کی بھی کندی خوب ہوئی مگر اُسکو بچی مار لگی تھی - بڑھیا
ہریالی اور کوٹھری کی دیوار کے بیچ مین آکر پچ گئی مگر وہی مثل ہی کہ مرغی کو تنکے ہی کا گھاؤ
بہت ہوتا ہی دو تین دو ہتڑ جو اُسپر جمتے ہوئے بیٹھ گئے وہ اتنے ہی مین سسکیان لینے لگی -
اگر ناظر نہ ہوتو کوتوالی والے کیا اس مقدمے کو بے چالان کیے رہین - توبہ - اور اگر حاضر نہ ہوتو
ناظر اور مبتلا آپسمین کٹ مرین - پانچ چھ دن تو بیمارونکی دوا دارو ہوتی رہی باندھنے کے
موقع پر آنبا ہلدی کا حلوا پکا پکا کر باندھا سینکنے کی جگہ پر انے روڑا اور ریہہ سے سینکا پھٹکری کا
دودھ مین جوش کر کے پلایا - اب کیا باقی رہ گیا تھا جسکے لیے مبتلا کو ہریالی سے ملنے مین تامل
ہوتا - حاضر ناظر جن کی ٹہل مین لگے تھے اور مبتلا کھلم کھلا ہریالی اور اُسکی بڑھیا کی - بارے
جب سب کے ہوش و حواس درست ہو لیے تو لگے اپنی اپنی جگہ صلاحین کرنے - مبتلا
اور ہریالی کی تو یہ مصلحت ٹھہری کہ اب اِسی گھر مین برابری کے دعوے سے رہنا اور جلنیون کو
خوب جلانا - اُدھر حاضر ناظر غیرت بیگم کے آپس ہی مین پھوٹ تھی ناظر کہتا تھا کہ ابھی سے لگے
ہاتھ پہلے تھانے مین اِطلاع لکھوا کر ایک دم سے تین نالشین تو فوجداری مین دا غو -
مداخلت بیجا کی ہریالی پر اور ضرر رسانی اور اپنے اور دونون بچونکے نفقے کی مبتلا پر اور
ایک دعوی مہر کا کا نمنہ کامل القیمت پر دیوانی مین دائر کرو - غیرت بیگم معاملہ مقدمہ تو
کچھ سمجھتی بوجھتی نہ تھی وہ اپنی اِسی ایک بات پر اڑی ہوئی تھی کہ مجھکو سید نگر پہونچا دو نہین تو
افیون کھاتی ہون - سید حاضر تھا میر تقی صاحب کے خوشہ چینون مین اور بات کے
انجام کو سوچتا تھا اُسکی یہ رائے تھی کہ نہ تھانے مین اطلاع لکھواؤ نہ سرکار دربار مین

کسی طرح کی نالش فریاد کرو نہ سید نگر جاؤ نہ افیون کھاؤ صبر کرکے چپ چاپ گھر مین بیٹھی رہو سوکن کا آنا تمھاری تقدیر مین تھا سو ہوا اب تمھارے شور و فساد سے بہت ہوگا تو شاید اِس گھر سے نکل جائے مگر تم اپنے میان کو اُسکے چھوڑ دینے پر مجبور نہین کرسکتین تم جو سید نگر جانے یا افیون کھانے کو کہتی ہو یہ تمھاری نامراد سوکن کی عین مراد ہی ناظر بھائی نے جو تدبیر بتائی اُسکا خلاصہ ہی لڑائی اور لڑائی کا ضروری نتیجہ ہی نقصان اور تردد اور فضیحت اور رسوائی - ابتو سوکن کے آنیسے تمکو صرف ایک خیالی تکلیف پہونچی ہی اور تم افیون کھانے کو سوچو ہو لڑائی کی صورت مین بہت سی واقعی تکلیفین ایسی پیش آئینگی کہ شاید تمھارے ساتھ مجکو اور ناظر بھائی کو بھی افیون کھانی پڑے - میری سمجھ مین نہین آتا کہ سوکن کے آنے پر تم اسقدر آپے سے باہر کیون ہو گیا سوکن تمپر آج آئی ہی تمھارا تو بیاہ ہوا ہی تبھی سے اور سوکنین تمھارے بیاہ سے بہت پہلے کی آئی ہوئی موجود تھین کیا تمکو معلوم نہین تمھین بتاؤ کہ مبتلا بھائی کس دن بے سوکن کے رہے - سارا سید نگر جانتا ہی کہ مین نے تمھاری منگنی کے وقت بہتیرا غل مچایا مگر میری سنتا کون تھا مین تو تمھارے نصیبونکو اُسی دن رو چکا جس دن تمھاری بات ٹھہری - تمھاری سمجھ کا پھیر ہی ورنہ مین تو حقیقت مین اِس بات کو سنکر بہت خوش ہوا کہ مبتلا بھائی نے نکاح پڑھا لیا اِس سے تو یہ پایا جاتا ہی کہ اُنھون نے آوارگی سے توبہ کی وہ کو ٹھون کوٹھون سر بازار خدائی خوار پڑا پھرنا بہتر یا ایک کا ہو رہنا اور اُسکو اپنا کرلینا بہتر تم کیسی مسلمان ہو کہ ایک شخص جبتک خلاف شرع چلتا رہا تمنے چون تک نکی اُسکا طریقۂ شریعت پر آنا تھا کہ تمھارے تن بدن مین آگ ہی تو لگ گئی ہم تو بھائی ایسے دین ایمان کے قائل نہین بلکہ انصاف کی بات تو یہ ہی کہ مبتلا بھائی نے تمھارا بڑا لحاظ کیا کہ نکاح کو تمسے چھپایا اور تمھاری خاطر سے بی بی کو ماما بنایا اور مین سمجھتا ہون کہ اگر تم پردہ فاش نکرتین تو مبتلا بھائی اِس عورت کے ساتھ اپنے معاملے کو اسی طرح دبا دبایا رہنے دیتے مگر تمنے بیٹھے بٹھائے سوتی ہوئی بھڑونکو

جیکا یا اُنکو حیلہ ہاتھ آیا اب اگر وہ اس عورت کی اور بُڑھیا کی دلجوئی اور خبرگیری نہ کرتے تو سارا گھر گھچا گھچ بھرتا - مین نے تو جسوقت آکر بُڑھیا کو دیکھا مین تمسے سچ کہتا ہون کہ میرے تو ہوش اُڑ گئے تھے ہاتھ پانوٴن ٹھنڈے برف چہرے کی رنگت متغیر مین تو سمجھا خدا جانے کہان بے موقع صدمہ پہونچا کہ اُسکی سانس پیٹ مین نہین سماتی پوچھو میان ناظر سے اخبارون مین کئی بار دیکھنے مین آیا ہی کہ کسی گورے نے ایک قلی کو تھپڑ کھینچ مارا یا ٹھکرا دیا اور قلی فوراً مر گیا - غیرت بیگم تمنے یہ بڑی سخت بیجا حرکت کی اور اگر تم اسطرح دست درازی کروگی تو یقین جانو تم اپنی تو اپنی ایک نہ ایک دن سارے خاندان کی ناک کٹوا دوگی - ایسا معلوم ہوتا ہی کہ خدا کے چند بدنصیب بندے یعنے لونڈیان جو تمہارے اختیار مین ہین تم حق ناحق اپنا غصہ اُنپر نکالتی رہتی ہو یہ بیچاریان تمہارا کچھ کر نہین سکتین ہاتھ چھوٹا ہوا طبیعت بڑھی ہوئی تم سمجھین کہ سب جانور ایک ہی لاٹھی سے ہانکے جاتے ہین سوکن اور بُڑھیا دونونکو اُٹھا کر پٹ دیا گویا وہ تمہاری لونڈی ہی اور یہ تمہاری باندی - وہ تو خدا نے اتنی خیر کی کہ بُڑھیا مری نہین اور ادھر عین وقت پر آ پہونچے میان ناظر کہ اُنکے ملاحظے سے کوتوالی والون نے تھوپ تھاپ کر دی ورنہ ساری شیخی کرکری ہو جاتی کہ سادات سید نگر کی بیٹی میر مہذب کی بہو کی ڈولی کوتوالی چبوترے پر دھری ہوتی - صد آفرین ہی تمہاری سوکن پر ہی تو ذات کی کنجڑی مگر بڑے ضبط کی آدمی ہی کہ تمسے کہین زبردست معلوم ہوتی ہی مگر چپکی مار کھا گئی اور اُلٹ کر اف تک نکی کیون غیرت بھلا جیسا تمنے اُسکو مارا تھا اگر وہ بھی برابر سے مارتی تو تمہاری عزت تو دو کوڑی کی ہو جاتی مگر اتنا فائدہ ضرور ہوتا کہ پھر تمہارا ہاتھ کسی پر نہ اُٹھتا - سید حاضر نے ناظر اور غیرت بیگم کو ایسا آڑے ہاتھون لیا کہ دونونکو کچھ جواب نہ بن پڑا اور دونون اپنا اپنا سا مُنھ لیکر رہ گئے آخر ناظر بولا کہ آپ ہم دونوں سے بڑے ہین جو کچھ آپکے نزدیک مناسب ہو اُسکی تعمیل مین نہ مجکو عذر ہی اور نہ آپا کو یہ معاملہ ناموس کا ہی اور بھائی بہنونکی ناموس کچھ جدا جدا نہین ہوتی اسمین رتی برابر فرق نہین

کہ آپ جو کچھ کرینگے آپ کے حق مین بہتر ہی کرینگے سید حاضر نے کہا بس تو مجکو مبتلا بھائی سے دو دو باتین کر لینے دو انشاء اللہ مین کوئی ایسی راہ نکالونگا کہ دونون میان بی بی مین صفائی ہو جائے۔ ایسا موقع تاک کر کہ مبتلا مردانے مین اکیلا تھا سید حاضر خود اُسکے پاس گئے۔ جسوقت سے گھر مین یہ واردات ہوئی تھی حاضر اور ناظر دونونکی طرف سے بُرے ہی بُرے خیالات مبتلا کے دلمین گذرتے تھے۔ اِسکو ساری عمر کبھی کچہری جانیکا اتفاق نہین ہوا بس کچہری کے نام سے اُسکا دم فنا ہوتا تھا اور حاضر ناظر دونونکو خصوصًا ناظر کو کچہری ایسی تھی جیسے مچھلی کو تالاب مویشی کو تھان پرند کو گھونسلا عورت کو میکا باوجودیکہ سر تا سر قصور غیرت بیگم کا تھا مگر مبتلا اُلٹا چور کی طرح سہما چلا جاتا تھا کہ دیکھیے یہ بھائی بہن کئی کئی دن سے کھینچیان کر رہے ہین کیا فساد کھڑا کرتے ہین اُسکے دوست آشنا وغیرہ بھی کسی کسی نے اُسکو کوتوالی اور فوجداری مین استغاثہ کرنیکی صلاح دی تھی مگر ہر چند اُسکو مرد وا بناتے تھے کچہری کا نام آیا اور اُسکا رنگ فق ہوا وہ بگڑ بگڑ کر ایک ایک کی منت کرتا تھا کہ یارو مجھ سے مدعی بننے کی توقع مت کرو کوئی ایسی تدبیر بتاؤ کہ اگر یہ لوگ مجھپر نالش کرین اور کرین ہینگے تو مجکو حاکم کے روبرو جانا نہ پڑے۔ بہتیرا لوگ سمجھاتے تھے کہ اُنکی طرف سے نالش کے ہونے کی کوئی روداد نہین اور فرض کیا کہ نالش ہو بھی تو تم اپنی طرف سے جوابدہی کے لیے مختار یا وکیل کھڑا کر دینا بلکہ بعضے تو شرط باندھتے تھے کہ اگر نالش ہوا اور خدانخواستہ تمپر کسی طرحکی آنچ آجاے تو حاکم جو سزا تمھاری تجویز کرے اُسکی چوگنی ہم بھگتنے کو موجود ہین چاہو ہمسے لکھوا لو۔ مبتلا کہتا تھا تم ناظر بھائی کے ہتھکنڈون سے واقف نہین ہو ارے میان وہ اِس بلا کا آدمی ہے کہ چچا باوا بیچارے کسی کے لینے مین نہین دینے مین نہین اُسنے دِل پر رکھا تو شہر سے نکلوا کر چھوڑا۔ مبتلا کا حال یہ ہو گیا تھا کہ ہریالی اور اُسکی بڑھیا کی مرہم پٹی کی ضرورت سے گھڑے گھڑے گھر مین جاتا تو اُلٹے پاؤن باہر بھاگا ہوا آتا کہ دیکھون کہین سرکار سے طلبی تو نہین آئی اتنے دن نہ تو

اُسنے پیٹ بھر کے کھانا کھایا اور نہ پوری نیند سویا اگر تھوڑے دن اور سید حاضر کی طرف سے
سبقت ہو تو مبتلا اسقدر پریشان تھا کہ وہ خود ابتدا کرتا اور اتنے دن بھی وہ اپنے آپکو
لیے رہا تو اُن لوگونکی نارضامندی کے خیال سے اُسکو جرأت نہین ہوئی - سید حاضر کو دور سے
آتا ہوا دیکھ کھڑا تو ہو گیا مگر اُسوقت تک اِسکے دلمین کھٹکا تھا کہ اِنکا آنا خالی از خفت نہین
جب سید حاضر نے قریب پہونچکر معانقے کے لیے ہاتھ پھیلائے تو اُسکو اطمینان ہوا اور بھائی کے
گلے لگ کر غیرت بیگم کی زیادتی اور اپنی مجبوری اور اتنے دن کی پریشانی کو یاد کر کے
خوب رویا سید حاضر کا بھی جی بھر آیا کہ دیکھو خدا کے فضل سے گھر مین سب طرح کی فراغت ہی
بی بی ہین بچے ہین کسی بات کی کمی نہین مگر ایک بُری لت جو اپنے پیچھے لگا لی ہی تو زندگی
کیا تلخی سے گذرتی ہی - معانقے کے بعد دونون بھائی ایک جگہ بیٹھے تو سید حاضر نے کہا مبتلا بھائی
یہ نیا رشتہ تمھارے ساتھ کیا ہوا کہ وہ پُرانا رشتہ بھی اِسکے پیچھے گیا گذرا ہوا - دیہات کا
کمبخت کیا بُرا دستور ہی کہ ہم تو بہن کے گھر پر بلا ضرورت آ نہین سکتے اب تمھاری طرف
سے ملاقات ہو تو ہو سید نگر تو بھلا تم کیون آنے لگے شہر مین بھی تم کہین نظر نہین آتے
آج آٹھوان دن ہی کہ مین بلاناغہ دونون وقت یہان آتا ہون تمکو دو چار بار دیکھا بھی
مگر تمھارا رُخ نہ پایا - آخر آج مجھ سے نہ رہا گیا تو مین نے کہا لاؤ مین ہی پیش قدمی کر کے
تمسے ملون - مبتلا - کیا کہون مین تو ندامت کی وجہ سے نہین مل سکا - حاضر - ندامت کی
کیا بات ہی عورتین ناقصات العقل آپسمین لڑا جھگڑا ہی کرتی ہین اگر مرد ایسی ایسی
باتونکا خیال کیا کرین تو دنیا مین کیسے گذر ہو - مبتلا - آپ پر ثابت تو ہو گیا ہوگا کہ زیادتی
کِسکی تھی - حاضر - اِس معاملے مین میرا مُنھ نہ کھلواؤ مین تمسے کیسی ہی سچی بات کیون نہ
کہون پر تم یہی سمجھو گے کہ بہن کی طرفداری کرتا ہی - مبتلا - مین نے آپکے تدین کی
تعریف اور کسی سے بھی نہین چچا باوا سے سُنی ہی مین آپکی نسبت بے انصافی کا خیال
کبھی کر ہی نہین سکتا - حاضر - دوسرا نکاح تو تم کر چکے اب اُسکی نسبت یہ کہنا کہ تمنے

جلدی کی یا بیجا کیا فضول ہی بلکہ ایک اعتبار سے تو مین کہتا ہون کہ تمنے بجا کیا مناسب کیا
خوب کیا اور ضرور کرنا چاہیے تھا۔ تمھارا طرز زندگی دین کے شرافت کے بھلمنساہت کے
عقل کے سبکے خلاف تھا بڑی خوشی کی بات ہی کہ تمنے اُس سے توبہ کی خدا کرے کہ تمھاری
توبہ پہاڑ کی طرح مستحکم ہو بھاری بھرکم ہو مضبوط ہو اٹل ہو مگر مجکو اس بات کا اندیشہ ہی
کہ ایک مُگدر کو تو تم اُٹھا نہ سکے جوڑی تمسے کیونکر ہلائی جائیگی تمھاری وہی مثل ہی کہ مینہ سے
بچنے کے لیے بھاڑ مین گرے دو بیبیونکا رکھنا جمع بین النقیضین کچھ آسان کام نہین تمنے
تو ایسی ہنڈیا پکائی ہی کہ یہ واقعہ جو پیش آیا اُسکا پہلا اُبال ہی جب کھُرچن کی نوبت آئیگی
تو اصلی مزا معلوم ہوگا یقین جانو کہ مین کچھ بہن کی پاسداری سے نہین کہتا بلکہ حقیقت
نفس الامری بیان کرتا ہون کہ تمنے غیرت بیگم کی قدر و وقعت کو مطلق نہین سمجھا۔
غیرت بیگم خدانخواستہ (بُرا مت ماننا) تمھاری اِس بی بی کی طرح گری پڑی بازاری
عورت نہین وہ ایسے جتھے اور ایسے گروہ اور ایسی برادری اور ایسے خاندان کی بیٹی ہی
کہ جہان اُسکا پسینا گرے آج سید نگر مین کم سے کم دو سو آدمی ایسے نکلینگے جو اپنا خون
بہانے کو موجود ہو جائینگے۔ عورتونکے معاملے عزت اور آبرو اور ناموس کے معاملے ہین
مال کی تو کیا حقیقت ہی عزت کے آگے شرفا خاص کر دیہات کے خاص کر سادات
خاص کر سادات سید نگر جان کی ذرا بھی پروا نہین کرتے یاد کرو کتنی منت کسقدر
خوشامد کیسی آرزو سے ماموں اور ممانی خدا اُن دونونکو جنت نصیب کرے غیرت بیگم کو
بیاہ کر لائے آج کو وہ دونون یا اُنمین سے ایک بھی زندہ ہوتے تو کیا تمھاری مجال
تھی کہ تم غیرت بیگم پر سوکن لاؤ اور اُسی کی گود مین بٹھاؤ پھر بندۂ خدا تمکو اتنا بھی
خیال نہ آیا کہ مان باپ اِسکے نہین ساس سُسرے اِسکے نہین دنیا مین وارث کہو
سرپرست کہو شوہر کہو ایک تم سو تمنے بھلا جلا کر اُسکا یہ حال تو کر دیا کہ سید نگر کی نسبت
اب تنہائی بھی باقی نہین رہی اور اسپر بھی تمکو صبر نہ آیا سوکن کو لا بٹھایا عورت ہو

تو جانو یا عقل ہو تو سمجھا لو کہ سوکن کا کیسا داغ ہوتا ہی بیوگی سے بڑھکر میان نکھٹو ہو اپاہج
ہو بدمزاج ہو روٹی کھانے کو اولادجی بہلانے کو نہو سب مصیبتین جھیلی جاسکتی ہین اور
نہین جھیلی جاسکتی تو سوکن کی۔ دنیا کے اور جلاپے جلاپے ہین اور سوکن کا جلاپا اُسکا ہی
جس شخص پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہو وہ اگر افیون کھالیتی یا کنوین مین گر پڑتی
یا پیٹ مین چھری بھونک لیتی اُس سے کسی بات کا تعجب نہ تھا بلکہ تعجب یہ ہی کہ رونے
بیٹھنے پر قناعت کی اور اگر خدانخواستہ اُسنے اپنے کو ہلاک کر لیا ہوتا تو تمھارا کیا جاتا تم
نئی بی بی کے ساتھ چین کرتے گل چھرّے اُڑاتے ہمکو ہین کہان پیدا تھی۔ مبتلا۔ اگر آپ
کہین تو مین اِس عورت کو چھوڑ دون۔ حاضر۔ مین تو چھوڑنے کو نہین کہہ سکتا اور تم
ایسے چھوڑنے والے ہوتے تو کرتے ہی کیون فرض کیا کہ تمنے اُسکو میرے کہنے سے چھوڑ دیا
اور پھر وہی سابق کا وتیرہ اختیار کیا تو اپنے ساتھ دنیا اور دین دونون جگہ میرا مُنہ بھی
کالا کراؤ۔ مبتلا۔ پھر آپ ہی کوئی راہ نکالیے مجھ سے ایک نادانی تو ہوئی اور اپنی
طبیعت کو بارہا آزما چکا ہون میرے قابو کی نہین آج آپ سے ایک وعدہ کرون اور
کل کو جھوٹا ٹھہرون تو پھر آپ کے نزدیک میرا کیا اعتبار رہا اِس سے بات کا صاف
صاف کہدینا اچھا اور اگرچہ آپسے اِس معاملے مین صلاح پوچھنا داخل بیحیائی ہی
مگر چچا باوا چلتے چلتے فرما گئے ہین کہ اگر کوئی مشکل آپڑے تو آپکی راے پر عمل کرنا اور
یون بھی آپ بڑے بھائی ہین باپ کی جگہ آپ ہی اگر آڑی پر آڑے نہ آئینگے تو مین
کسکے پاس التجا لیجاؤن بندے کے سَو قصور خدا معاف کرتا ہی آپ از براے خدا
میرا ایک قصور معاف کیجیے۔ حاضر۔ بات یہ ہی کہ مین تمھاری اِس نئی بی بی کے
حالات سے بخوبی واقف نہین مین کچھ کہہ نہین سکتا کہ کسطرح اِسکے ساتھ مدارات
کرنی مناسب ہی۔ مبتلا۔ اِس کمبخت کے اور حالات ہی کیا ہین بازاری عورت تھی
تن تنہا مدت سے توبہ توبہ پکار رہی تھی میری جو شامت آئی اِسکے ساتھ عقد شرعی

کرلیا کیونکہ چھپا یا واکے - سامنے آوارگی سے مین توبہ کر چکا تھا حماقت پر حماقت یہ ہوئی اور اب
مین اُس گھڑی کو بہت پچھتا تا ہون کہ گھر مین لاکر اوپر کا کام کاج سپرد کیا دوسری ماماؤنکی
طرح رہنے سہنے لگی اگر مین نے اُسکے ساتھ کسی طرح کا سروکار رکھا ہو تو مجھپر خدا ہی کی مار
پڑے یہ تو اُسکی پچھلی کیفیت ہی آیندہ کے لیے بھی اگر آپکی مرضی ہو تو وہی ماماؤنکی طرح
رہیگی اور بدستور گھر کی خدمت کرے گی - حاضر - اِسکا غیرت بیگم کے پیش نظر رہنا تو مین
پسند نہین کرتا کیونکہ اس صورت مین فساد عاجل کا بڑا اندیشہ ہی دو سوکنونکی مثال تمہین
کسطرح بتاؤن یون سمجھو کہ دو گلاس ہین ایک مین سوڈا ہی پانی مین حل کیا ہوا اور
دوسرے مین ایسڈ ممکن ہی کہ سوڈا اور ایسڈ ملین اور اُنمین جوش و خروش پیدا نہو
پس دونون کو ایک جگہ رکھنے کا تو تم کبھی بھولکر بھی ارادہ نکرنا ورنہ آج دو ہتھڑ تھے
تو کل جوتیان ہونگی اور پرسون چھُریان اُسکو تو کسی دوسرے شہر مین یا خیر دوسرے
محلے مین یا خیر دوسرے گھر مین تو رکھنا ضرور ہی مگر مشکل یہ ہی کہ تم کہتے ہو وہ ہی اکیلی
تن تنہا آدمی زیادہ رکھے جائین تو تمہاری چادر مین اتنے پانون پھیلانے کی گنجائش نہین
پس صرف یہی ایک تدبیر ہی کہ زنانے مکان مین پورب کی طرف جو ایک کھانچا سا نکل گیا ہی
پردے کی دیوار اور ڈیوڑھی مین سے دروازہ چھوڑ کر اتنا گھر الگ کر لو اور حقیقت مین یہ تھا
بھی دوسرا گھر ماموں باوا نے مول لیکر باہر گلی کا دروازہ تیغہ کرا کے زنانے مکان مین
ملا لیا تھا تیغے کا نشان ابتک موجود ہی اتنا مکان ایک مختصر خانہ داری کے لیے بخوبی کافی ہی
ضرورت کی سب چیزین موجود ہین دالان در دالان آگے سائبان دونون طرف
بڑی چھوٹی دو دو کوٹھریان باورچی خانہ اُسکی بغل مین چیز بست رکھنے کو لمبی کوٹھری
سامنے کے ضلع مین سہ درہ بس اور چاہیے کیا بڑے گھر کی طرف خدا کے فضل سے آدمی
زیادہ ہین اور خرچ بھی بہت ہی برابری اگر چاہو تو دونون گھرون مین ممکن نہین اور
ضرور بھی نہین اور مناسب بھی نہین چھوٹے ماموں باوا پینشہ روپے کی تنخواہ ہین اور

کرایہ تمھارے نام کرا گئے ہین اور ساٹھ کی غیرت بیگم کے نام سو اپنے پنشن مین تیس چھوٹی بی بی کو دیا کرو اکیلا دم ہی فراغت سے بسر کر سکتی ہین پینتیس تمکو بچینگے اُسمین تمھارا کرایہ اور باہر مروانے کا خرچ غیرت بیگم کے ساٹھ کو ہاتھ مت لگاؤ ایک دن بڑے گھر مین ہو ایک دن چھوٹے مین نہ ہڑ ہڑ نہ کھڑ کھڑ الحمد اللہ خیر صلاح - مبتلا تو اپنی جگہ یہ ڈر رہا تھا کہ نہین معلوم شہر سے نکلوائینگے یا قید دلوائینگے یا گھر بار ضبط کرائینگے سید حاضر کا فیصلہ سنتے ساتھ اُسکے پیرون پر گر پڑا کہ بس اِسمین اگر میری طرف سے کبھی سر مو فرق ہو تو جانیئے گا کہ میری اصالت مین فرق ہی- ہریالی بھی اپنی جگہ بہت خوش ہوئی اور سمجھی کہ اب میرا بی بی ہونا سب بچون نے جانا گھر بنوایا یا میان کے پینتیس بھی میرے اپنے ہی ہین وہ ملا کر تنخواہ اینٹھونگی کرایے مین پڑا آدھا میری طرف رہا کہان غیرت بیگم سیدانی اشراف میان کی پھوپھی زاد بہن صاحب اولاد آٹھ نو برس کی بیاہی ہوئی اور کہان مین- انصاف کی رو سے تو مین اُنکی جوتی کی بھی برابری نہین کر سکتی قربان جاؤن خدا کے کہ اُسنے مجھ گنہگار ناچیز کی توبہ کو ایسا نوازا کہ اُنھین کے سگے بھائی کے ہاتھ سے مجھکو جتوایا- غیرت بیگم کو تو سوکن کے نام کی جلن تھی اِسکو مکان سے تنخواہ سے کچھ بحث ہی نہ تھی ہریالی کو کیسے ہی بُرے احوال سے رکھتے مگر جبتک غیرت بیگم یہ جانتی تھی کہ یہ میری سوکن ہی کسی طرح وہ راضی ہو ہی نہین سکتی تھی مگر بڑے بھائی نے جب ایک فیصلہ کر دیا تو کیا کرتی دلمین پیچ و تاب کھا کر چپکی ہو رہی مبتلا کے ساتھ بولنا بات کرنا پہلے ہی سے کم تھا اب بالکل چھوڑ دیا غرض صحن مین پردے کی دیوار اُٹھائی گئی ڈیوڑھی مین دروازہ لگا ہریالی نے الگ گھر کر کے رہنا شروع کیا-

فصل بست و دوم دو سوکنوں کی لڑائی کا سلسلہ اور اُسکا اثر بد مبتلا پر مبتلا کی اولاد پر اُسکی بیبیون پر اور انتظام خانہ داری پر-

آدمی الگ گھر کرتا ہی تو پلنگ پیڑھی تخت چوکی چولھا چکی برتن بھانڈا سبھی چیزین اُسکو درکار ہوتی ہین غیرت بیگم کے یہان

اسباب کے انٹم لگے ہوے تھے پر کسکی مجال تھی کہ تنکا تو اُٹھا کر اِدھر سے اُدھر لیجائے
ہریالی کو ابتدا مین سخت تکلیف ہوئی مگر سلیقہ بھی عجب چیز ہی دو ہی برس مین ہریالی نے
رفتہ رفتہ اپنا گھر ایسا درست کر لیا کہ غیرت بیگم کے کئی پشتونکے جمے ہوے گھر مین ایک چیز
وقت پر نہین بھی ملتی تھی مگر ہریالی کے یہان آتا تو کون تھا لیکن اگر دس مہان بھی آجاتے
تو آسائش کا ہمہ سامان موجود پاتے - ایک مرتبہ پرانا سرکہ درکار تھا تعجب کی بات ہی
کہ سارے محلے مین کسی کے یہان نہ نکلا ہریالی نے جسکی طرف کسی کا ذہن بھی منتقل نہین
ہوا تھا سُننے کے ساتھ پیالہ بھر کر بھجوا دیا - جسطرح سید حاضر نے ٹھہرا دیا تھا مبتلا ایک
ایک دن باری باری سے دونون گھر و نمین رہتا تھا بڑے گھر مین تو اُس سے کوئی بولتا
چالتا نہ تھا کسی دن اگر معصوم کو پکڑ پایا تو گھڑی دو گھڑی اُسکے ساتھ جی بہلا یا ورنہ منھ
لپیٹا سو رہا خاطر داری بھجو مدارات بھجوا ؤ بھگت بھجو جو کچھ تھی سو چھوٹے گھر مین تھی
مگر غیرت بیگم اُسکو وہان بھی چین سے نہین رہنے دیتی تھی وہ اپنے گھر مین تو مبتلا سے ایسی
بے رخی کرتی کہ گویا اُسکو میان کی ذرا بھی پروا نہین اور چھوٹے گھر کی باری آئی اور صبح سے
اُسنے مبتلا کی نگرانی شروع کی مردانے مین کتنی دیر بیٹھے گھر مین کسوقت آئے
کہان سوئے کیا کھایا اور کتنا کھایا ہریالی کے ساتھ کیا باتین کین گھر کے نوکرونپر ایک
نیا کام یہ اور پڑا کہ سارے سارے دن اور پہر پہر رات گئے تک ایک ڈیوڑھی مین کھڑی
جھانک رہی ہی تو ایک دروازے مین کان لگائے سُن رہی ہی اور ایک ہی کہ جسطرح
جولاہا تانا بانا تنتا پھرتا ہی او پرتلے بیسیون پھیرے زنانے سے مردانے مین اور مردانے سے
زنانے مین با وجودیکہ غیرت بیگم نے ایک مبتلا کے پیچھے اتنے جاسوس لگا رکھے تھے اسپر بھی
اُسکا جی نہین مانتا تھا ایک موکھا تو اُسنے پاخانے کی دیوار مین کیا کہ چھوٹے گھر کے
سہ دمے کی ذرا ذرا بات وہانسے سنائی دیتی تھی رہ گیا ایک ضلع صحن سائبان اور
سائبان کے اندر کا دالان سو غیرت بیگم کی طرف ایک بالاخانہ تھا اور اسمین تھی

ایک کھڑکی وہ کھڑکی کھول دو تو صحن سے لیکر اندر والے دالان تک سب کچھ دکھائی دیتا۔ یا تو
غیرت بیگم نے جس دن سے بیاہی آئی کبھی بالاخانے پر پانؤن نہین رکھا تھا یا اب سوکن کی
ضد پر جس دن چھوٹے گھر کی باری ہوتی صبح سویرے سے کوٹھے پر چڑھی چڑھی اگلی صبح کو اترتی
غرض ساری گرمی غیرت بیگم نے میان کو ہریالی سے بات نہین کرنے دی جاڑا آیا اور پردے
چھوڑ کر دالان مین سونے لگے تب تھک کر بیٹھی۔ شروع شروع مین تو نوکرونکو آنے
جانے کی ایسی سخت ممانعت تھی کہ ایک مرتبہ ایک لونڈی نے باہر ڈیوڑھی مین سے آگ
پکڑا دی تھی غیرت بیگم کو خبر ہوگئی تو اسکے ہاتھ پر جلتا ہوا انگارا رکھ دیا لیکن پھر سوچی کہ
نوکرون سے خبرین خوب ملتی ہین انکا روکنا ٹھیک نہین بندی کھول دی مگر اس سے
خرابی کیا پیدا ہوئی کہ ماما لونڈی جو کوئی چھوٹے گھر سے ہوکر آتی غیرت بیگم اس سے حال پوچھتی
اگر وہ اسکی خواہش کے مطابق کچھ بیان نکرتی تو اسپر خفا ہوتی کہ تو جھوٹی ہے یا چھپاتی ہے یا تو
ادھر ملی ہوئی ہے ناچار اسکی بدگمانیونسے بچنے کے لیے نوکرون نے جی سے باتین بنانی شروع
کین حقیقت مین تو وہ باتین ہوتی تھین بے اصل مگر اسکو ایک ایک بات کا ہفتون جھگڑا
لگا رہتا تھا آپ رنجیدہ رہتی اور ہریالی پر اپنی بدنفسی اور حماقت ثابت کرتی۔ ایک آتی
اور دلسے جوڑ کر کہتی بیوی آج تو تمھاری سوکن کے عجب ٹھاٹھ ہین ایسی بن سنور کر بیٹھی
ہین جیسے کوئی نئی دولہن سر مین چنبیلی کا تیل پڑا ہوا ہے مگر کوئی چار روپے سیر کا کہ سارا
گھر پڑا مہک رہا ہے چوٹی گندھی ہے یہ بڑے بڑے موتیا کے پھولونکا سہرا گہنا البتہ ڈیڑھ
دو روپے سے کیا کم کا ہوگا ململ گیری چنا ہوا مہین ریگ کا دوپٹہ اچھا خاصہ چار انگل کا
چوڑا سنہری ٹھپا ٹنکا ہوا سفید ترین بیل کا پاجامہ پائنچون مین بیل دار کنارہ کنارے
کنکری کیکری پر بانکڑی کی بیماب۔ غیرت بیگم یہ سنکر ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہتی ہان
صاحب جنکے بھاگ انکے سہاگ دوسری یہ بات بناتی کہ وہ آپ تو صحن مین کرسی
بچھائے بیٹھی ہین میان سامنے کھڑے گنا چھیل رہے ہین گنڈیریان بنا بنا کر آپ بھی

کھاتے جاتے ہین اور اپنے ہاتھ سے اُنکے مُنھ مین بھی دیتے جاتے ہین مین تو یہ دیکھکر اُلٹے
پانٔون پلٹ آئی۔ ماما باہر بیٹھی کھانا پکارہی ہی۔ غیرت بیگم۔ لعنت خدا کی پھٹے مُنھ حیا اور
شرم تو مطلق چھو نہین گئی۔ تیسری اشارے سے بیوی کو بُلاتی کہ ذرا آپ بھی تو سوکھے مُنھ سے
دیکھیے آج میان کا جی کیسا ہی ڈولائی اوڑھے پڑے ہین اور وہ کنجنی پاس بیٹھی پانٔون دبا
رہی ہی۔ غیرت بیگم۔ اری کمبخت تجکو دھوکا ہوا ہوگا کنجنی لیٹی ہوگی اور میان پانٔون دبا
رہے ہونگے۔ اِس طرحکی سیکڑون باتین صبح سے شام تک اپنے ہی گھر کے نوکر غیرت بیگم سے
آآکر کہتے تھے اور سب مین زیادہ مُنھ لگی وہ تھی جو اسطرح کی باتین خوب تصنیف کرسکتی
تھی۔ اتنی تو کسی کی مجال نہ تھی کہ غیرت بیگم کے مُنھ پر ہریالی کو ہریالی کہدے اور اگر کسی کی
زبان سے بھولے سے بھی چھوٹی بیوی نکل جاتا تو بلا شک غیرت بیگم تڑسے اُسکے مُنھ پر
جوتی کھینچ مارتی نام سے تو اتنی نفرت اور پھر رات دن اُسی کی تسبیح تھی آخر سوچکر غیرت بیگم نے
سوکن کو بے غیرت کا خطاب دیا اور جتنے لوگ غیرت بیگم کے طرفدار تھے یہانتک کہ
اونی ادنی نوکر اُسکی حمایت پاکر سب بے تامل ہریالی کو پکار پکار کر بے غیرت کہتے تھے
اور دیوار کے پیچھے ہریالی اپنے کانون سے سنتی تھی بلکہ اُسنے سیکڑون بار مبتلا کو سُنوا سُنوا دیا
مبتلا کو نوکرونکے مُنھ سے یہ لفظ سنکر سخت رنج ہوتا تھا کیونکہ ہریالی جو کچھ تھی سو تھی مگر اب تو
گھر آئی اور رانی کہلائی ابتو اُسکی منکوحہ تھی نوکرونکو اور گھر کی لونڈیونکو کیا زیبا تھا
کہ اُسکی منکوحہ کو یون مُنھ بھر بھر کر گالیان دین مگر وہ کر کیا سکتا تھا ہریالی کو سمجھا دیتا
کہ کچھ تم سے پرخاش نہین مجکو نوکرونکے ہاتھ سے ذلیل کرانا منظور ہی خدا کی شان میرے
نوکر میرے لونڈی غلام اور ایسے گستاخ اتنے بے ادب کیا کرون کچھ کرتے بن نہین پڑتا
مین بھی صبر کرتا ہون تم بھی صبر کرو۔ غیرت بیگم کو سوکن کی طرف سے ہر طرحکی بدگمانی
تو تھی ہی پتول کو تو اُسطرف کوئی لیجانے نہین پاتا تھا مگر معصوم اپنے پانٔون دوڑا
دوڑا پہونچتا تھا اُسکو کون روکے غیرت بیگم بہتیرا ڈراتی دھمکاتی گھرکتی مگر یہ کسکی سنتا ہی

آنکھ بچی اور چھوٹے گھر بن-غیرت بیگم سے اور مبتلا سے تو روز بروز عداوت بڑھتی چلی جاتی تھی
مبتلا کے جلانے اور چھیڑنے اور ایذا دینے کو جہان غیرت بیگم اور ظاہری باتین کرتی تھی اُنمین سے
ایک یہ بھی تھی کہ بچونکے ساتھ اُسکی اگلی سی مدارات باقی نہین رہی تھی اب تو وہ بات بات
معصوم کو ماٹی بھٹی اور کوسنا تو تکیہ کلام ہوگیا تھا بچونکا تو قاعدہ ہی کہ وحشی جانورونکی
طرح ہلانے اور پر جانے سے رام ہوتے ہین-معصوم کا یہ حال ہوگیا تھا کہ غیرت بیگم کی شکل سے
دور بھاگتا اور اُسکی پرچھائین سے ڈرتا-چھوٹے گھر مین اُسکی ایسی خاطرداری ہوتی تھی کہ
اُسنے اندر پانؤن رکھا اور ہریالی نے دوڑ کر اُسکو گود مین لیا ہاتھ منھ دھلایا بالون مین
تیل ڈالا کنگھی کی آنکھون مین سُرمہ لگایا میوہ مٹھائی اسکے لیے لگا رکھتی تھی جو کچھ موجود
ہوا کھلایا-گھنڈی تکمہ بند اگر ٹوٹ گیا ہی ٹانک دیا کبھی کبھار کوئی کھلونا منگوا دیا آپ
پان کھاتی ہوئی تو اُسکو بھی ٹکڑا بنا دیا آئینہ ہاتھ مین دیدیا کہ دیکھو تو کیا منھ لال لال
ہوا ہی بس معصوم سارے سارے دن چھوٹے گھر مین کھیلتا اور اگر بڑے گھر مین بلاتے
تو روتا اور مچلتا-ایک دن غیرت بیگم معصوم کا انگرکھا قطع کر رہی تھین کہ لونڈی سے
کہا کہ جیا ذرا معصوم کو جلدی بلا لا مین انگرکھا اُسکے قد سے ناپ لون ایسا نہو اونچا ہوجائے
لونڈی نے چھوٹے گھر مین جاکر معصوم سے کہا چلو میان بی بی بلاتی ہین لونڈی کی صورت
دیکھکر اور طلبی سُنکر معصوم زمین مین لوٹ گیا بہتیرا لونڈی گود مین اٹھاتی ہی نکل
نکل پڑتا ہی اس کشتم کشتا مین تھوڑی دیر لگ گئی اور وہان غیرت بیگم ہاتھ مین کپڑا لیے
انتظار کر رہی ہین آخر دوسری کو دوڑایا کہ کمبخت معصوم کو بلانے گئی تھی وہین مر کر
رہ گئی بس آپ بھی اُنکے ساتھ کھیل مین لگ گئی ہوگی جا دونون کو پکڑ کے تو لا-غیرت بیگم
جو بگڑ کر اور خفا ہوکر زور سے بولی تو اپنے گھر مین ہریالی نے بھی سُنا اور اُسنے جلدی سے
اُٹھ کر معصوم سے کہا آہا بڑی امان کے یہان کیسے بہار کے کپڑے آئے مین جلدی بھاگ
جاؤ کہ تمھاری بھی اچکن بیونتی جائے وہ بڑی امان بیٹھی کہ رہی ہین اُنمین سے پہلے کون

آئے۔ آنکھیں پھین کون آئے۔ معصوم سامنے گیا تو غیرت بیگم بولی موئے جان ہار ریوٹ ہی سارے دن خرابی خوار خاک چھانتا پڑا پھر دیکھ اب تجکو کیسے ظالم اُستاد کے پاس پڑھنے بٹھاتی ہون کہ تو بھی یاد کرے۔ معصوم۔ مین اپنی چھوٹی امان کے پاس بھاگ جاؤنگا۔ غیرت بیگم لانا تو سینے مین ایک بڑا سا انگارا کہ اس کمبخت ناشدنی کا منہ جلاؤن نگوڑا بدونکا بد گندی بوٹی کا لیا ہندا شور یا آخر اپنی اصالت پر گیا کنجنی کو ستیا نیا یا مری سانپ اگر پھر اُس مردار کو امان کہا ہوگا تو جیبھ پکڑ کر کاٹ ڈالونگی۔ معصوم یہ سنکر آدھی دُور سے پھر اُلٹا بھاگ گیا سنتی پیچھے دوڑی بھی مگر اب وہ کسکے ہاتھ آتا تھا ڈیوڑھی مین کھڑا ہوا غیرت بیگم کے چڑانے کو پکار پکار کر چھوٹی امان چھوٹی امان کہتا تھا اور جہان غیرت بیگم نے دیکھا کہ آڑ مین ہوگیا اور پھر ذرا سی دیر مین سامنے آکر چھوٹی امان چھوٹی امان کہنے لگا۔ غیرت بیگم نے دالان مین سے بیٹھے بیٹھے جوتی کھینچ کر ماری مگر وہ ڈیوڑھی تک کیا پہنچتی غرض معصوم کو جو دھت لگی تو غیرت بیگم کو اسی طرح گھڑی بھر تک دق کرتا رہا اور پھر چھوٹے گھر مین جا گھسا۔ غیرت بیگم ہریالی کی ساری بلا تو انکو بُرائی پر ڈھال لیجاتی تھی معصوم کے ساتھ جو ہریالی عام ماؤنسے اور خصوصاً غیرت بیگم سے بڑھ کر محبت کرتی تھی تو میان کی خوشامد پر محمول کرنا شاید چندان بیجا نہ تھا مگر ہریالی کی مخالفت مین غیرت بیگم کے خیالات ایسے بڑھے ہوئے تھے کہ اسکا بھی وہ دوسرا ہی مطلب لگاتی تھی اُسکا مقولہ یہ تھا دیکھا نامراد کٹنی کو کیسی معصوم کی للو پتو مین لگی رہتی ہی اور مجکو یقین ہی کہ وہ ضرور اُسکو مجھ سے توڑا کر رہیگی ابھی سے اُسکو میری صورت سے بیزار کر دیا ہی نہین تو اتنے بچے ماؤنسے ایک لمحے کے لیے پرے نہین ہٹتے اور معصوم کو تو اگر مین نہ بلاؤن کبھی بھولکر بھی ادھر کا رُخ نکرے۔ غیرت بیگم تو اُلٹے سیدھے ہر طرح ہریالی کو اُلاہنا دینا منظور تھا معصوم اگر کبھی بیمار ہوتا اور چھوٹے بچے اکثر بیمار ہوتے ہی رہتے ہین تو مصیبت یہ تھی کہ میان کی ضد کے مارے دوا علاج کچھ نکرتی اور جو کوئی کہتا تو بگڑکر جواب دیتی

کہ کوئی دکھ ہو تو علاج کرون اِسکو تو دشمنون نے کچھ کر دیا ہی اور دشمن کون ہی بغلی گھونسا یہ کیا ہم مین سے کسی کو جیتا چھوڑے گی لیکن اگر میرے بچے کا بال بیکا ہوا تو کوٹھری مین کیا مار ماری تھی اگر جان سے نہ مار ڈالون تو سید کی جنی نہین اور پھر اسکے حمایتیونکو دیکھ لونگی۔ ہر یالی عجب پس وپیش مین تھی اگر معصوم کو نہین آنے دیتی تو کہین خود جو بے اولادی ہی جلتی ہی دیکھ نہین سکتی اور آنے دیتی ہی تو اُسکی ذمہ داری کون کرے کہ بچہ بیمار نہ پڑے یا بیمار پڑے تو ضرور اچھا ہی ہو جایا کرے بس ذرا بھی معصوم کا جی ماندہ ہوتا تو ہر یالی کا کئی چلو لہو خشک ہو جاتا کہ خدا خیر کرے۔ انتظام خانہ داری کی یہ صورت ہوئی کہ اُخر اُسکو بھی تو صاحب خانہ کی توجہ درکار ہی یہان آپس کی کہا سُنی تاک جھانک لڑائی جھگڑے قصے قضیے سے اتنی فرصت ہی کسکو تھی کہ انتظام کی طرف متوجہ ہوتا اور فرصت تھی بھی تو دلون مین شوق نہین رغبت نہین اطمینان نہین اُمنگ نہین اُسکی بلا کو غرض پڑی تھی کہ یہ درد سر مول لے۔ خانہ داری مین سب سے بڑا انتظام کھانے کا کہ صبح بھی ہوا اور شام بھی ہو سو کھانے کا یہ حال کہ بڑے گھر مین تو مبتلا نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہی نہین۔ میان بی بی مین ناخوشی تو سدا کی تھی تاہم کھانا دونون ایک ہی دسترخوان پر کھایا کرتے تھے جس دن سے ہر یالی نے الگ گھر کیا غیرت بیگم نے میان کے ساتھ بات چیت کرنی کیا چھوڑی بات چیت کے ساتھ کھانا اور کھانے کے ساتھ دیکھنا بھالنا نکالنا سب کچھ چھوڑ دیا دو چار بار مبتلا نے مُنہ پھوڑ کر کہا بھی جواب ندارد بس کھانا طیار ہوتا تو گھر کی نوکرون مین سے کسی نے میان کا حصہ نکال کر آگے رکھ دیا اس بے وقری کے ساتھ جو کھانا دیا جاتا تھا تو مبتلا کو اسقدر طیش آتا تھا کہ اگر اُسکا بس چلے تو غیرت بیگم کو کچی اُٹھا کر کھا جائے مگر وہ اپنا خون جگر پی کر چپ ہو رہتا تھا ڈر کے مارے ذرا کی ذرا مُنہ جھنجھلایا اور کھڑا ہو گیا۔ غیرت بیگم خود تو کبھی خبر نہین لیتی تھی اگر کبھی کوئی نوکر خدا واسطے کو کہہ بیٹھا کہ میان تو پوری ایک چپاتی بھی نہین کھاتے تو

بولتی اُس مالزادی کے بدون میان کے حلق سے نوالہ کیون اُترنے لگا اور اُنکو اِس گھر کا کھانا کیون بھانے لگا۔ غیرت بیگم جلے تن کا مبتلا سے بدتر حال تھا وہ آپ ہی اپنے دل سے باتین بیدا کرتی اور آپ ہی اُنکی اُدھیڑبُن مین دو دو وقت کھانا نہ کھاتی۔ نوکرون نے جو دیکھا گھر والے دو۔ میان اور بیوی اور دونو نکو کھانے کی طرف مطلق رغبت نہین یہ لوگ بھی سُستی اور بے پروائی اور چوری اور طرح طرح کی خرابیان کرنے لگے نتیجہ یہ ہوا کہ خرچ تو ڈیوڑھا اور دونا بڑھ گیا اور برکت آدھی اور پاؤ بھی باقی نہ رہی۔ غیرت بیگم کی طرف تو بہت سویرے سے خاک اُڑنے لگی چھوٹا گھر خیر یون ہی لشتم پشتم چلا جاتا تھا۔ گھر کی عزت ہوتی ہی مردانے سے اور مردانے کی رونق مرد دنسے مردونکے شوق سے مردونکے اہتمام سے۔ مبتلا جب کا کبھی یہ حال تھا کہ ایک دن بالونمین تیل نہ پڑتا تو اسکا سر درد کرنے لگتا دن مین اگر چار مرتبہ گھر سے باہر نکلتا تو چار طرحکی پوشاک پہنکر ایک چیز اگر جگہ سے بے جگہ رکھی ہوتی تو بیچین ہو جاتا فرش پر سلوٹ پڑی دیکھی اور ماتھے پر بل پڑا۔ آندھی ہو مینہ ہو سردی ہو گرمی ہو چار گھڑی دن رہے گھوڑے کی سواری کبھی ناغہ ہونے ہی نہین دی ہر چیز صاف ستھری قیمتی انوکھی یا اب خانہ داری کے جھگڑون نے اُسکو اسقدر عاجز اور ناچار کر دیا تھا کہ اُسکو اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہ تھا بال ہین کہ اُلجھ کر نمدہ ہو گئے ہین کسکو دماغ ہے کہ کنگھی کرے معلوم ہے کہ کپڑے میلے چکٹ ہو رہے ہین مگر بدلتے ہوئے آلکسی آتی ہے چیز بے ٹھکانے پڑی ہے زبان کون ہلائے کہ اسکو موقع سے رکھو سفید چاندنی دھبے پڑ پڑ کر جا جم بنگئی ہے نوکرونکو توفیق نہین کہ بدلین میان کو خیال نہین کہ بدلوائین گھوڑا انسل ولایتی جسپر مکھی پھسلتی تھی ٹھٹھون پر نالی پڑی ہوئی سواری جو ہوئی موقوف تھان پر بندھے بندھے پانچون عیب نکال لایا بادی نے آدبایا مالش مین ہوئی کمی اور دانے مین ہوئی چوری تھوڑے ہی دن پر ٹل کا ٹٹو معلوم ہونے لگا۔ سیکڑون روپے کا اسباب صرف غور اور پرداخت کے نہونے سے کوڑے کی طرح بے قیمت ہو گیا۔ غرض وہ جو لوگ

کہاوت کہتے ہین کہ دو ملاؤن مین مرغی حرام دو بیبیونکی کشمکش مین گھر کی مٹی ایسی پلید ہوئی کہ باہر سے لیکر اندر تک نکبت اور مفلسی اور بے رونقی چھا گئی - ایک مدت تک غیرت بیگم کی طرف سے انواع واقسام کے ظلم ہریالی پر ہوتے رہے اور بدلا لینا کیسا اُسکی اتنی بھی مجال نتھی کہ اُف کرے نام لے لیکر پکار پکار کر سُنا سُنا کر گالیونکی بوچھار برسا رکھی ہی اور کوسنونکا تار باندھ دیا ہی اور وہ مبہوت مگر کتنا صبر کہانتک برداشت آخر اُسکا منہ کھلا تو ایسا کھلا کہ لوگون نے اپنے اپنے کان بند کرلیے برکت - رونق - فراغت - عافیت - محبت - مروت - سب کچھ غارت ہو ہوا کر ایک آبرو وہ بھی محلے والونکی نظرونمین باقی رہی تھی ہر وقت کی ٹھکا فضیحت مین وہ بھی گئی گذری ہوئی کمبختین اِس بیہودگی کے ساتھ آپسمین لڑتی تھین کہ کنجڑیون قصائیون کو مات کر دیا تھا اور دھوبنون بھٹیاریون کو شرمندہ - غیرت بیگم تو کسی کے قابو کی تھی نہین مگر ہان ہریالی کو اگر مبتلا منع کرتا تو وہ بیشک باز آجاتی پر غیرت بیگم کی طرف سے مبتلا کو ایسے ایسے رنج پہونچے تھے کہ روکنا کیسا ذرا تو کبھی کبھی ہریالی کو اور اشتعال دیدیکر اُسکی آڑ مین اپنے دل کے جلے پھپھولے پھوڑ لیتا تھا - اِن لوگون مین جو باہمی رنجشین اور عداوتین تھین پہلے چندروز تک دلونمین رہین بڑھتے بڑھتے دلونسے مونہون تک آئین اب اور زیادہ ہوئین تو پھوٹ کر ایسی بہین جیسے کوہ آتش فشان کا ملغوبہ آگے آگے آب اور پیچھے پیچھے تباہی اور بربادی -

فصل بست وسوم

ہریالی کا امید سے ہونا - غیرت بیگم کا اِس بات کو جاننا اور اپنی ماماخانون سے اُسی کو سنکھیا دلوانا - مقدمے کا کوتوالی مین دائر ہونا - اور آخرکار ناظر کی تدبیر سے دب دبا جانا - مگر مبتلا کا دِوالہ نِکل جانا - اتفاق سے ہریالی پڑی بیمار شاموں شام سردھو یا سردی کھائی زکام ہوا بخار آنے لگا چندروز کچھ دھیان نکیا بخار تھا کہ چھچھڑہو گیا بلکہ ذرا ذرا کھانسی کی بھی دھسک شروع ہوگئی معمولی طور پر حکیمونکے علاج کیے منضج ہوئی مسہل ہوے بخار ہی کہ جنبش نہین کرتا کھانسی کو اتنا آرام

ہوا سمجھو کہ سوکھی سے تر ہو گئی ایک دن بلغم مین کچھ سرخی کی سی جھلک دکھائی دی تو تردد ہوا اور تردد کی بات ہی تھی خیال کیا کہ پان کی سرخی ہو گی مگر پھر ثابت ہوا کہ نہین خون ہی ہے تب تو مبتلا بہت گھبرایا۔ غیرت بیگم کے ہاتھون سے تو اُسکو ایسی ایسی ایذائین پہونچی تھین کہ اسکے نام سے اُسکا دل بیزار تھا اُسکو تھوڑی یا بہت جو کچھ دل بستگی تھی ہریالی کے ساتھ تھی اب جو اُسکو خون تھوکتے دیکھا قریب تھا کہ سودائی ہو جائے۔ شبہ تو بہت دنوں سے تھا کہ ایسا نہو کہین غیرت بیگم نے کچھ کر کرا دیا ہو کھانسی کے ساتھ خون کا آنا تھا کہ یقین کیا حق الیقین ہو گیا کہ غیرت بیگم نے پوَن بھائی خدانخواستہ ایسا تو بُرا نا سنجار بھی نہین کہ سِل ہونیکا اندیشہ ہو ڈھونڈھ ڈھونڈھکر سیانے اور بھگت بلائے آئے سبنے اپنے اپنے جادو چلائے مگر کمبخت یون کی کچھ اصل جادو کی کچھ حقیقت ہو تو روگ مین کمی مرض مین خفت ہو خبط کے جادو وہم کی پون اُسکو اُتارے کون۔ ہریالی کا تو حال بہت پتلا ہوتا چلا آخر کسی نے صلاح دی کہ سب کچھ تو کر چکے ذرا ڈاکٹر چنبیلی کو بھی تو ایک نظر دکھاؤ۔ ڈاکٹر چنبیلی کا نام اصل مین مِس ہیلی تھا ولایت سے نئی آئی ہوئی تھی کہ اُسنے نواب اقتدار الدولہ بہادر کے محل مین ایک بڑے معرکے کا علاج کیا تبھی سے شہر مین اسکی بڑی شہرت ہوئی نواب صاحب کی محل سرا مین اِسکو چنبیلی چنبیلی پکارتے تھے وہان کی سُنی سنائی اور لوگ بھی چنبیلی کہنے لگے دایہ گری کے فن مین نہایت تجربہ کار اور مشاق تھی اور خود مبتلا کے گھر مین معصوم اور بتول دونون کے ہونے مین بُلائی جا چکی تھی۔ ہریالی اور ہریالی کے بیماردار کسی کے ذہن مین بھی یہ بات نہین آئی تھی کہ ہریالی کی حالت ڈاکٹر چنبیلی کے علاج کی متقاضی ہے۔ ڈاکٹر چنبیلی کو جب بُلوا گیا تو غیرت بیگم سمجھکر معرفت سابقہ کے لحاظ سے بلا عذر بہت خوشی کے ساتھ فوراً چلی آئی اُسکو یہان آکر معلوم ہوا کہ مبتلا نے دوسری بی بی کی ہے اُسنے بیمار کو دیکھا تو سہی مگر مبتلا سے کہا کہ مجھ سے اور غیرت بیگم سے دوستی یا بہناپا تو نہین ہے پر تمکو معلوم ہے کہ اُنکے دو بچونکے ہونے مین مین نے اُنکی خبر گیری کی ہے تو تمھاری

اِس بی بی کا علاج کرنے کو میرا جی نہین چاہتا اِسکو مین خلاف مروت سمجھتی ہون اور
میرے علاج کی چندان ضرورت بھی نہین جس حکیم کا علاج کرتے ہو اُنکو صرف اتنا اشارہ
کر دینا کہ دو جانونکی رعایت سے علاج کرین اتنا کہکر ڈاکٹر چنبیلی غیرت بیگم کی طرف گئی
معصوم اور بتول دونونکو گود مین لیکر پیار کیا پھر غیرت بیگم سے بولی کہ اگر مین دوسرے
گھر مین نہ بلائی گئی ہوتی تو مین تمسے پوچھتی کہ اسقدر دُبلی کیون ہو ہم لوگون مین مرد دوسری
بی بی نہین کر سکتے اور مرد اور عورت دونون کے حقوق کو تولا جائے تو شاید عورت ہی کا
پلہ جھکتا ہوا رہے گا پھر بھی مرد اور عورت کا تعلق اِس قسم کا ہی کہ بیاہ ہو جانے سے عورت
مرد کے بس مین آجاتی ہی یہی سمجھ کر مین نے اپنا بیاہ نہین کیا اور کرنے کا ارادہ بھی نہین مین
تمھاری حالت پر افسوس کرتی ہون اور اُس سے زیادہ افسوس اِس مجبوری کا ہی
کہ مدد کرنے کی جگہ نہین لیکن اگر کبھی میرا کام آپڑے تو ضرور مجکو یاد کرنا۔ غیرت بیگم نے
اگرچہ دیہات مین پرورش پائی تھی پر وہ اتنی بھی بے تمیز نہ تھی کہ چنبیلی کے اتنی کامل
محبت کا مروت کا ہمدردی کا شکریہ ادا نکرتی مگر سوکن کے جھگڑ مین اُسکو کسی چیز کی
سُدھ بُدھ نہ تھی چنبیلی اُس سے بات کر رہی تھی اور یہ اِس فکر مین تھی کہ کب چپ کرے
اور مین سوکن کا حال پوچھون غرض غیرت بیگم نے چھوٹتے ہی پوچھا کہو کیا دیکھا چنبیلی
بولی حکیم کو دھوکھا ہوا اُسنے پہچانا نہین کہ یہ عورت چار مہینے ہوے دو جی سے بیٹھی ہی
مین نے تمھارے میان کو جتا تو دیا ہی اب بھی اگر سمجھ بوجھ کر علاج ہو گا تو بچے کو تو مین
نہین کہہ سکتی کیونکہ اُدھر تو ہوے جُلاب اور اِدھر بخار کی وجہ سے طین اوپر تلے ٹھنڈی
ٹھنڈی دوائین بچے کو سردی نے پکڑ لیا مگر احتیاط کی جائے تو میرے نزدیک بچے والی
ابھی تک کچھ بڑی جوکھون نہین ہی۔ اِسلیے کہتے ہین کہ آدمی فربہ شود از راہ گوش ہر بات
جو سُنا تو اُسکے دلکو اِسقدر تقویت پہونچی کہ کیسی دوا اور کسکا علاج گھڑیون اُسکا مزاج
خود بخود بحال ہوتا چلا یہانتک کہ یا تو آپ سے کروٹ نہین بدل سکتی تھی یا ایک ہی

ہفتے مین چلنے پھرنے لگی - یہ تو اُٹھ کھڑی ہوئی اور اُسکی جگہ اب غیرت بیگم پڑی - غیرت بیگم کا
سارا غرور سارا گھمنڈ سارا ناز بیجا اولاد کے برتے پر تھا اب جو اُسنے دیکھا کہ سوکن نے اسمین
بھی ساجھا لڑایا تو حقیقت مین اُسکی کمر ٹوٹ گئی اور سمجھی کہ بس اب ہریالی کے مقابلے
مین نہین پہنچتی اُسکو اس بات کی بڑی تسلی تھی کہ ہریالی لاکھ میان کی پیاری کیون نہو
مگر آخر ہے تو بے اولاد نہ کوئی نام کا لینے والا نہ پانی کا دینے والا کھائے جتنا اُسکی تقدیر مین ہو
اور پہنے جسقدر اُسکے نصیب کا ہو پھر مین ہون تو مین اور نہین تو اللہ رکھے اور
پروان چڑھائے میری اولاد - اِس خیال سے کبھی اُسنے سوکن کو سوکن مانا ہی نہین تھا
البتہ اُسکو سوکن کی حقیقت کھلی اور آدھی اور ساری کا سوچ پیدا ہوا - چنبیلی ایسا کوئی
دو تین گھڑی دن چڑھتے چڑھتے آئی تھی اُسکے گئے پیچھے سے جو غیرت بیگم گھٹنون مین سر
دیکر بیٹھی تو دوپہر ڈھلتے ڈھل گئی مگر اس اللہ کی بندی نے گردن اونچی نکی دو تین بار
کھانے کی اطلاع ہوئی مگر اسنے یہی کہہ دیا کہ مجھے بھوک نہین - اِسکے گھر مین ایک بہت
پُرانی نوکر تھی خاتون وہ گھر کی داروغہ تو نہ تھی مگر کبرسنی اور قدیم الخدمتی اور ہوشیاری
اور سلیقے کی وجہ سے وہ گھر کے نوکرون مین سب سے سر برآوردہ تھی غیرت بیگم کو
اُس سے مانوس ہونے کا ایک سبب خاص یہ بھی تھا کہ جسطرح مبتلا نے غیرت بیگم پر
سوکن کی اِسی طرح خاتون پر بھی اُسکے میان نے سوکن کی تھی غیرت بیگم کا تو ایسی
باتون مین بہت جی لگتا تھا خاتون گھڑیون اپنی سوکن کی باتین کرتی اور غیرت بیگم چھیڑ
چھیڑ کر پوچھتی اور ایک ایک بات کو بار بار کہلواتی پس خاتون نوکر کی نوکر تھی قصہ خوان
کی قصہ خوان اور بیوی کی ہمدرد جب خاتون نے دیکھا کہ جس گھڑی سے چنبیلی آئی ہے بیوی
کچھ ایسی سوچ مین گئی ہین کہ پان تک نہین کھایا کھانے کا وقت بھی ٹل گیا تو اُسنے
قریب جاکر پوچھا کہ بیوی آج جو تم اسقدر اُداس بیٹھی ہو اسکا سبب کیا ہے غیرت بیگم
تمنے نہین سُنا کہ بے غیرت کے یہان بال بچہ ہونے والا ہے ابھی اُسنے کیا اُٹھا رکھا ہے

بال بچہ ہوئے پیچھے تو وہ مجکو اس گھر مین گھڑا پانی بھی نہین پینے دے گی - خاتون - بال بچہ
ہونے والا ہوتا تو حکیم کیا ایسے اندھے ہین جُلّابون پر جُلّاب کیون دیتے - غیرت بیگم -
حکیمونکو دھوکھا ہوا انھون نے جانا ٹھنڈی ٹھنڈی دوائین دی جا رہی ہین پیٹ میں
بادی بھر گئی ہی اب جنبلی نے دیکھا تو بتایا - کیون خاتون بی مین تو سنتی تھی کنجنیون کے
اولاد نہین ہوتی کیا میری ہی تقدیر پر ایسے پتھر پڑے تھے کہ مجھ کنجنی بھی آئی تو آتے دیر
نہو اور مان بن جائے - خاتون - نہین بیوی کون کہتا ہی کہ کنجنیونکے اولاد نہین ہوتی
ہوتی ہی اور نہین بھی ہوتی کیا تم بھول گئین میری سوکن کون تھی اصل نسل کی کنجنی
تھی میرا میان اُسکو لایا تو خدا جانے نامرادین مردونکی آنکھونمین کیا ٹھیکی ڈال دیتی
ہین وہ جانتا تھا کہ سترہ اٹھارہ برس کی لڑکی ہی پیچھے معلوم ہوا کہ چار بچونکی مان
تو وہ اُسوقت تھی اور ہمارے یہان تو بیوی پانچ برس وہ جی میری آنکھ روک
ٹوک برسات یا آٹھ دفعے اُسنے طیاری کی مگر واہ ری جنیا دائی ہو تو ایسی ہو کبھی
چوتھا نہ لگنے دیا - غیرت بیگم - وہ جنیا اب ہی - خاتون - مدتین ہوئین مر کھپ گئی ستر
پچھتر برس کی تو وہ میری سوکن کے وقت مین تھی - غیرت بیگم - پھر خاتون کوئی
ویسی ہی تدبیر یہان نہین کرتین - خاتون - بیوی تمھارے یہان افتاد دوسرے
طور کی ہی ہم تو غریب آدمی اب بھی ہین اور تب بھی تھے میان سات روپے مہینے
ایک عطار کی دوکان پر بیٹھتا تھا سامنے تھا اُس بسیوا کا کوٹھا آدمی تھا وہ بھی
طرحدار یہ نامراد اُسکے سر ہولی مین بارہ آنے مہینے کرائے پر دنیا بیگ خان کے کٹرے
رہتی تھی ذری بھر کا مکان میرے اکیلے دم کا اُسمین مشکل سے گذر ہوتا تھا سوکن
جو آئین بس میری گود مین بیٹھین مردوا کمبخت اسطرح کا ظالم کہ گالی دے بیٹھنا
آگے ایک بات اور بات بات مین مکّا اور لات اگر وہ کبھی مجکو اور سوکن کو
لڑتے دیکھ پائے تو دونونکے ڈنڈے لگائے سو بیوی اپنی عزت اپنے ہاتھ مین

تعلق چون نہین کی اور ظاہر مین سوکن سے ایسی گھلی ملی رہی جیسے سگی بہن پر دل سے
تو وہ میری جان کی دشمن تھی اور مین اُسکی ایک جگہ کے رہنے سہنے اور ظاہر کے میل
ملاپ سے ایک یہ فائدہ تو تھا کہ مین جو چاہتی تھی سو کر گذرتی تھی اور اُسکو یا مرد کو
شُبہہ نہین ہونے پاتا تھا تمھارے یہان بیوی اول دن سے کھلم کھلا بگاڑ پڑے ہوے
ہین ایسی جگہہ کوئی تدبیر چلنی ذرا مشکل ہے نہین تو کیا بڑی بات تھی جینا نہین جینا کی
بہنین اور بہتیری اور دوائی کا بھی اِس مین کیا کام ایک سے ایک دوا مجکو ایسی معلوم ہے
کہ چٹکی بجاتے مین گھڑا چٹکا نہ کھائے۔ غیرت بیگم۔ اے ہے اچھی میری خاتون ایسی کوئی
دوا ہو تو ضرور مجکو بتاؤ۔ خاتون۔ دوائین تو بہت ہین پر کچھ کاٹنے [illegible] پینے کے کچھ لیپ
ہین لگانے کے آج کو دوایان ہنسی ٹھٹھی ہوتی تو کچھ بھی مشکل نہ تھا دوا تو بتاتے ہین
اپنے ہاتھونسے سیان کوئی کرے تو کیا کرے۔ غیرت بیگم۔ [illegible] کچھ تدبیر نکالو گی تو نکلے گی
ورنہ مین تو اپنی جان پر کھیلے بیٹھی ہون اور یہی بات اِسوقت [illegible] سوچ بھی رہی تھی
خدا مجکو تو اُس دن کے واسطے نہ رکھے ہاے کن آنکھونسے دیکھونگی کہ اُسکے بچے پھلتے پھولتے پھرین
اور کن کانونسے سُنونگی کہ وہ امان پکاری جائے تمسے کچھ ہو سکتا ہو تو کرو نہین تو
تم اکیلی کیا دنیا دیکھ لیگی کہ جلا ہوا دل بہت بُرا ہوتا ہے اور کسی پر زور نہین چلتا اپنی
جان تو اپنے بس کی ہے جان جائیگی بلا سے غیرت میرا نام ہے نام کے پیچھے جان دون
تو سہی۔ خاتون۔ بیوی خدا کے واسطے تم ایسی باتین میرے سامنے تو کرو مت
سُن سُنکر میرے تو ہوش اُڑے جاتے ہین جان سی چیز کہان پائیے تم اپنے ننھے ننھے بچونکا
منھ کو خدا تمھاری سلامتی مین اِنکو پروان چڑھائے ابھی تمکو اِنکو بہارین دیکھنی
نصیب اور قربان کی تھی وہ نامراد سوکن خدا چاہے گا تو وہی نہین رہیگی ہراسان
ہو تمھاری بلا اور غم کرے تمھاری پاپوش جب خدا نکرے تمھاری ہی جان پر آ بنیگی
تو ہم پندرہ بیس بندے جو تمھاری جوتیونسے لگے ہین کیا منھ دیکھنے کے واسطے ہین پہلے

ہم سب تمپر سے تصدق ہو لینگے تب جو بات سو بات۔ پر بوی جو بات تم چاہتی ہو جان جوکھونکا کام ہی پہلے اپنی جان سے ہاتھ دھولے تو اِس کا بیڑا اُٹھائے پھر اُسکو چاہیے آدمی دِل کا پکا پیٹ کا گہرا بھروسے کا پورا کہ خدانخواستہ کل کلان کو کچھ ایسی ویسی ہو تو اپنے اوپر جھیل لے جائے اور مالک کو بال بال بچائے سو تمھارے گھر مین تو مین اِس ڈھب کا کسی کو نہین پاتی چھوکریان ہین چھچھوری کہ آدھی بات سُن پائین تو ایک ایک کی چار چار دِل سے بنائین اور سارے محلے مین دھوم مچا ئین رہگئین ماما ئین نوکرین تو ہر کسی سے کہتے جی لرزتا ہی اور مجھ اکیلی سے سارا سر انجام ہو نہین سکتا ایک میرا بھانجا ہی جو میرے میان کی جگہ عطار کی دوکان پر نوکر ہی اگر وہ گنٹھ جائے تو سب سارے کام آسان ہین دیکھو مین اُس سے ذکر کرونگی پر بیوی تم اپنی جگہ بھی سمجھ لو میری تو اگر جان بھی تمھارے کام آجائے تو مجھے دریغ نہین مین نے تمھارا نمک کھایا ہی اور مین اب دنیا مین جی کر بھی کیا کرونگی بہتیرا جی چکی پر میرا بھانجا بال بچہ دار آدمی ہی عمر بھی کچھ اُسکی ایسی بہت نہین اُسکو تو کچھ ایسا ہی بھاری لالچ دیا جائیگا تو شاید وہ اِس کام مین ہاتھ ڈالے تو ڈالے۔ غیرت بیگم۔ مجکو تو اگر کوئی ٹکڑا کرکے بیچ لے تو بھی عذر نہین پر کسی طرح اِس عذاب سے چھٹکارا ہو۔ خاتون۔ بیوی دیکھو خبردار مین تمھارے آگے ہاتھ جوڑتی ہون کسی کو کانون کان خبر نہو نہین تو سارے گھر پر آفت آجائیگی۔

غیرت بیگم۔ خیر خیر بناؤ تمنے کیا مجکو ایسا نادان سمجھ لیا ہی مین خوب سمجھتی ہون کہ بڑے اندیشے کی بات ہی مجکو اپنے دونون بچونکی جان کی قسم کیا مجال کہ مُنہ تک بات آجائے خاتون۔ بس تو بات کو اپنے ہی تک رہنے دو جب سب ٹھیک ٹھاک ہو جائیگا تو مین تمکو آپ خبر کر دونگی اور مین تو تمکو یہی صلاح دیتی کہ مِل جاؤ کیونکہ ملاپ مین خوب کام نکلتا ہی مگر ملو نہین تو یہ ہر وقت کا جھگڑا بکھیڑا تو موقوف کرو ورنہ کریگا کالا چور اور پکڑے جائینگے تمھارے دشمن تمھارے بُرا چاہنے والے خاتون کے سمجھانے بجھانے سے غیرت بیگم نے

باوجودیکہ ناوقت ہو گیا تھا منگوا کر کھانا کھایا اور وہ جو سارے سارے دن ہر بالی کا جھگڑا لگا رہتا تھا وہ بھی بند ہوا۔ آدمی لاکھ چھپائے پر دل کی کپٹ بے ظاہر ہوئے نہین رہتی لوگ چوری یا دوسرے جرمون کے مرتکب ہوتے ہین اپنے پندار مین بڑی بڑی پیش بندیان کرتے ہین اور آخر کو وہی پیش بندیان اُنکو رسوا اور فضیحت کراتی ہین۔ یا تو تمام تمام دن دونون سوکنونکی لڑائی کا ایک غل پڑا رہتا تھا یا ایک دم سے ہوا سناٹا تو غیرت بیگم اور خاتون کے سوائے سبھی کو حیرت تھی کہ دلونمین ایسی کیا نیکی خدا نے ڈالی کہ آپ سے آپ لڑتے لڑتے رُک گئین۔ باوجودیکہ خاتون نے سمجھا دیا تھا کہ جب سب ٹھیک ٹھاک ہو جائیگا تو مین تمکو آپ خبر کرونگی مگر غیرت بیگم کو اتنا صبر کہان تھا اُسنے تو اگلے ہی دن خاتون کی جان کھانی شروع کردی۔ کیون بی اب کب ہوگا۔ کیا دیر ہے۔ کاہے کا انتظار ہے۔ ای ہے کبھی ہو بھی چلے گا یا نہین۔ بس اب خاک ہوگا۔ تمکو نہین کرنا منظور تھا تو مجھکو آس کیون دی تھی۔ سخی سے سوم بھلا جو جلدی دے جواب۔ جسکے کبھی نہ جُٹی ہو بوائی وہ کیا جانے پیر پرائی۔ آخر جب تقاضا حد سے گذر گیا تو ایک دِن خاتون نے کہا لو بیوی خدا مجکو تمسے سُرخرو کیا اب کہین اتنے دنون مین جا کر بڑی مشکل سے معاملہ طے ہوا نہین تو سمجھی تھی خدا جانے سرے سے حامی بھی بھرے یا نہ بھرے اور بھرے تو دس ہزار مانگے پندرہ ہزار مانگے پر ماشاء اللہ قسمت تمھاری بڑی زبردست ہے سستا چُک گیا ایک ہزار روپیہ پہلے اور پھر چُپ چُپاتے خاطر خواہ کام ہوئے پیچھے ایک ہزار اور اور جو خدا نہ کرے کہین کھل کھلا پڑے تو دو ہزار۔ غیرت بیگم تو کہہ ہی چکی تھی اگر مجکو کوئی ٹکڑا کرکے بیچ ڈالے تو بھی عذر نہین سُنتے کے ساتھ لگی ہاتھونسے سونے کی ٹھوس کڑونکی جوڑی اُتارنے کہ اتنے مین خاتون بولی بیوی کڑے مت دو میرا جی کڑھتا ہے ننگے ہاتھ بُرے لگین گے اور لوگون مین بھی یہ چول پڑیگی بلکہ جتنا گہنا تم پہنے رہتی ہو اسمین سے کچھ بھی مت دو

[1] بوائی۔ کہتے ہین شقوق کو جو پانٔون مین پڑ جاتی ہین یعنے پانٔون کا پھٹ جانا ۱۲

غرض جس جس طرح خاتون کبھی گئی کچھ نقد کچھ جنس ملا کر ہزار پورے کر اسکے پلے باندھے۔
ہزار سجل اور ہزار سوجل کے بدلے خاتون نے یہ کار نمایاں کیا کہ یہ ہو سکے بہلا پھسلا کر
گنگیا بھاتیجے سے مانگ لائی۔ دونون گھرون مین دودھ کا راتب بندھا ہوا تھا گھوسن
پہلے ... سب سے پہلے مہینے کا راتب لاتی خاتون اندھیرے منھ اُٹھ دالان
مین جا بیٹھی جون گھوسن نے پانون اندر رکھا کہ خاتون نے اُس سے لڑنا شروع کیا
کہ ساری دنیا مین جلد اپنی ہوئی گھوسن ہوئے دودھ مین پانی ملاتے مین یہ کہین سے
بیچاری اوڑی گھوسن تھکی کہ پانی مین دودھ ملا کر لاتی ہو پرسون گھر کی کسی نے منھ پر
تھین بتکی کل جون جا کا سوتیہ مین ڈالین تھا بانسوت پانی ... روز بیوی کو ہم
ہو گو خفتگی کر لائی ہو لا تیری ہنڈیا کو لیجا کر دکھاؤن تب تو انہین یقین آئیگا غرض
زبردستی گھوسن کے ہاتھ سے ہنڈیا چھین ڈیوڑھی مین لے گھسی اور منکسیا کی تہ پا دودھ
مین گھول ہنڈیا گھوسن کو پھیر دی کہ بیوی کہتی ہین میرے پاس حرام کا پیسہ نہین ہے
جا دور ہو اب میرے گھر دودھ نہ لانا۔ پرسون کی لگی ہوئی گھوسن اور روز کا راتب
اِس طرح ملونی کرتی تو اتنی مدت کیونکر نبھتی۔ بیچاری دنگ ہی اور کھسیانی ہو کر خاتون کا
مُنھ دیکھنے لگی اور چھوٹے گھر کی ماما کو آواز دے بھری ہنڈیا اُسکے حوالے کی کہ بڑی بی بی نے
تو آج کئی برس کے بعد جواب دیا چھوٹی بی بی بھی اگر دوسری گھوسن لگا لین تو میری
ہر روز صبح سویرے کی اتنی دوڑ کی ریزیچے۔ ہر پالی نے دیکھا تو دودھ ہر روز جیسا گاڑھا
اور چکنا اُسکے جی مین آ گیا کہ میان کئی بار فرینی کی فرمایش بھی کر چکے ہین لاؤ آج فرنیان
جما دین سارے کا سارا دودھ لے لیا جب دودھ لے چکی تب اُسکو خیال آیا کہ آج تو[1]
بڑے گھر کی باری ہی ماما سے کہا دیکھو تو کیا مجھ سے بھول ہوئی بڑے گھر کی باری کا خیال
نہ رہا اور فرنی کے لیے اتنا سارا دودھ لے بیٹھی اب کیا کرون ماما نے کہا مضائقہ کیا ہے

[1] یعنے میان بڑے گھر مین رہینگے ۱۲

جاڑے کے دن ہین اِسوقت کی جمی ہوئی باسی قفلیان توکل تک ٹھنڈی اور بھی
مزے کی ہونگی۔ غرض فیرنی پکا قفلیان بھر الماری مین رکھ اوپر سے قفل لگا دیا۔ جن
لوگونکے بال بچے نہین ہوتے جی بہلانے کو اکثر جانور پال لیا کرتے ہین ہریالی نے بھی طوطا اور
مینا اور بلی اور کبوتر اور مرغیان بہت سے جانور پال رکھے تھے اچھا ایک پیالہ بھر کر فیرنی
ان جانورون کے لیے الگ نکال کر تھوڑی ماما کے لیے دیگچی مین لگی چھوڑ دی تھی۔ دو سیر
دودھ ساکر پاؤ بھر چاول برابر کی کھانڈ فیرنی کا ہیکو تھی اچھا خاصہ کھویا کھنا چاہیے
جسنے پائی خوب ہی مزے سے کھائی دو گھنٹے نہین گذرنے پائے تھے کہ سب سے پہلے میان
مٹھو ٹین ہوئے پھر تو باری باری سے اوپر سوپر کوئی جلد ہی کوئی دیر مینا سکڑی بلی بولائی
کبوتر چکرائے مرغیان اونگھنے لگین ماما مارے قے اور دستونکے بدحواس ہوگئی ڈولی میت
لاد اُسکے گھر پہنچوایا اُسکا بیٹا کہین تھانے مین نوکر تھا سنتے کے ساتھ بھاگا ہوا آیا ماںکو
دیکھا تو آدمی کو نہین پہچانتی تھی نیم جان کو اُٹھا کر ہسپتال لیگیا ڈاکٹر نے پچکاری سے
پیٹ صاف کیا پانی جو پیٹ مین سے نکلا تھوڑے سے مین کوئی دوا ڈال کر دیکھا تو سنکھیا
تھی آخر ڈاکٹر نے سوچ سوچ کر یہ کہا کہ ہم یہ نہین بتا سکتے کہ اِسنے کتنی سنکھیا کھائی اور
ٹھیک کس وقت کھائی لیکن جسقدر اسکے پیٹ مین سے نکلی ہے اگر اتنی بھی ہضم ہوکر
خون مین مل گئی ہوگی تو قاعدے کی رو سے اسکو مرنا نہین چاہیے غرض سنکھیا کے توڑ کا
جو تریاق انگریزونکے یہان ہوتا ہوگا اوپر تلے دینا شروع کیا اگلے دن صبح ہوتے ہوتے
بیمار کی طبیعت کچھ سنبھلی آخر لوٹ پیٹ کر اچھی تو ہوئی مگر کچھ ایسا روگ لگ گیا کہ جبتک
زندہ رہی مارے دھڑکن کے بیچاری کو ساری ساری رات بیٹھے گذر جاتی تھی۔ اُدھر
ہریالی کے یہان جس جس جانور نے ذرا سی بھی فیرنی کھائی سبھی کی تو موت آگئی ہریالی
اپنے اس کنبے کے سوگ مین تھی کہ کوئی چار گھڑی دن رہتے رہتے توکوتوالی کے لوگ
مردانے مین آ بھرے پکڑ دھکڑ ہونے لگی فیرنی کی قفلیان اور مرے ہوئے جانورونکی

لاتین تو کوتوالی والون نے فوراً ہسپتال کو ڈاکٹر کے پاس جلتی کین اور لگے اپنے دستور کے مطابق ایک ایک کو الگ لیجا لیجا کر پوچھ گچھ کرنے غرض چھ گھڑی رات کی توپ نہین چلی تھی کہ کوتوالی والون نے سارا مقدمہ مرتب کر لیا محلے والون نے اظہار دیے کہ دونون گھرون مین ہر وقت کو سم کا ما رہا کرتی تھی اب ہفتے عشرے سے امن ہی۔ گھوسن نے بیان کیا کہ مین مدت سے دونون گھرون مین دودھ کا راتب لاتی ہون کبھی کسی نے دودھ کو برا نہین بتایا کل خاتون نے پہلے پہل مجھ سے کہا کہ تیرے دودھ مین ملونی ہوتی ہی اور ہنڈیا میرے ہاتھ سے ڈیوڑھی مین گھس گئی اور پھر الٹے پانون ہنڈیا لیکر باہر آئی کہ بیوی نہین لیتین مین نے وہی ہنڈیا جان کی تون چھوٹے گھر مین بھیج دی دونون گھرونکی ماماؤن نے ایک زبان گواہی دی کہ گھوسن نے دودھ کبھی برا نہین دیا۔ حکیم عطار نے تصدیق کی کہ میری دوکان پر خاتون کا بھانجا بیٹھتا ہی اور جسوقت مین دوکان پر نہین ہوتا وہی بیچتا کھوجتا ہی اور میری دوکان مین سنکھیا بھی رہتی ہی مگر میری سخت تاکید ہی کہ دیکھو سنکھیا۔ کچلا۔ جمال گوٹہ۔ شنجرف۔ ہرتال۔ بچناک۔ دھتورا۔ اس قسم کی چیزین انجان آدمی کے ہاتھ مت بیچنا ان چیزونکی فروخت کا حساب کتاب مین کیا شہر مین کوئی عطار بھی نہین رکھتا۔ خاتونکے بھانجے کو بلوایا بہتیرا ڈھونڈھا اتفاق سے اسوقت نہین ملا بلکہ کوتوالی والونکو شبہ ہوا کہ کہین خبر پاکر روپوش تو نہین ہوگیا بس اسی کے آنے کی کسر رہگئی ورنہ مقدمہ اسی وقت لکھا پڑھی ہوکر چالان ہوجاتا۔ گھر کے نوکرون مین خاتون ذرا سب سے زیادہ سعز تھی اور ڈیوڑھی تک بھی بہت ہی کم آتی جاتی تھی کوتوالی والون کو ہوا تامل کہ اسکو دوسرے نوکرونکی طرح باہر بلوائین یا آپ ڈیوڑھی کے پاس جاکر اس سے پوچھ کرلین اتنے مین تو سید ناظر خبر پاکر آموجود ہوے اگر ناظر ذری دیر اور نہ آئے تو خاتون کی کیا اصل تھی کوتوالی والے تو اسکے اچھے سے قبول کروالیتے بلکہ وہ تو اس فکر

ہیں تھے کہ اپنی طرف سے کسی عورت کو اندر بھیج کر خود بیگم صاحب کی مزاج پرسی کریں
ناظر کا آنا تھا کہ مقدمے کا رنگ بدل گیا کوتوال نے مناسب سمجھا کہ رات گئی ہی زیادہ
اسوقت تحقیقات کو ملتوی کیا جاے فرنی کی قفلیان اور مرے ہوے جانورونکی
لاشین یہی دو بڑے ثبوت تھے سو دونون ہمارے ہاتھ مین ہین اب ناظر نہین ناظر کے
باپ بھی قبر سے اٹھ کر آئین تو کیا کر لینگے ماما کے پیٹ مین سے سنکھیا نکل چکی ہی اور
اسمین شک نہین کہ یہ اتنے سارے جانور سب سنکھیا سے مرے اور فرنی مین سنکھیا ہونا
اب رہگئی یہ بات کہ سنکھیا دی تو کسنے دی سو نہ دونون سوکنون سے انکار ہو سکتا ہی
اور نہ دونونکی عداوت سے۔ زہر خورانی کا مقدمہ اس سے زیادہ اور کیا صاف ہوگا۔
صاحب مجسٹریٹ کوتوالی کے چالان کیے ہوے مجرم اکثر چھوڑ دیا کرتے ہین اور انکو کوتوالی
کے ساتھ خدا واسطے کو ایک ضد سی آپڑی ہی لیکن اگر اس مقدمے کو بگاڑا تو علم کی قسم
صاحب سپرنٹنڈنٹ کو سمجھا کر صاحب کو ایسی رپورٹ کراؤن کہ جواب دیتے نہین بنیگی
اور میان ناظر کو بھی وکالت کا بڑا گھمنڈ ہی بڑی مدت مین اونٹ پہاڑ کے تلے آیا ہی
دیکھین نواب ہائی کورٹ کی کون سی نظیر پیش کرکے بیت کو بچاتے ہین۔ غرض کوتوال
خاتون کو ناظر کے سپرد کر حوالہ نامہ لکھوا انکو سر کو ساتھ لیتا ہوا اور سیدھا پہنچا
صاحب سپرنٹنڈنٹ کے پاس اور انکو مقدمے کی روداد سمجھا کر کہا کہ مقدمہ ہی سنگین
اور مجرم عورتین پردہ نشین سید ناظر وکیل کا نام مشہور ہوتا ہوگا اصل مین انکی
بیبی نے سوکن کو زہر دلوایا مگر وہ اتفاق سے بچگئی کل مقدمہ پیش ہی موقع واردات تک
چلین ورنہ وکیل صاحب بڑے شور و پشت اور بدمعاش ہین ہم لوگونکے قابو نہ
آنے والی اسامی نہین۔ ادھر ناظر بیبی پاس گیا تو دیکھا کہ مارے ہول کے دست پر
دست چلے آرہے ہین دیکھتے کے ساتھ ہوش ہی تو خطا ہوگئے اور سمجھا کہ سب سے
بڑا ثبوت تو خود انکی حالت ہی آخر بیبی سے اتنا کہا کہ بڑے بھائی نے تمکو اسقدر ڈرا دھمکا

دیا تھا مگر تمنے نہ مانا اور دل کی بودی طبیعت کی کچی ہمت کی ہیٹی تھین تو ایسے کام پر
تمکو جرأت کیونکر ہوئی بس اب تین پہر رات اور ہی صبح ہوئی اور تمھاری ڈولی کوتوالی
چلی - بھائی کے منھ سے اتنی بات سُن غیرت بیگم کو اور تو کچھ نہ سوجھا بہت دن ہوے
تولہ بھر افیون منگوا کر صندوقچے مین رکھ چھوڑی تھی دوڑی دوڑی سیدھی کوٹھری مین
جا صندوقچہ کھول افیون کا گولا نگل اوپر سے بھر اکٹورا پانی کا پی لیا - بتول کی انا کو
یہ حال معلوم تھا کہ انھون نے صندوقچے مین افیون رکھ چھوڑی ہے دالان کے
ایک کونے مین بیٹھی ہوئی بھائی بہن کی باتین سُن رہی تھی بیوی کو جو اسطرح گھبرا کر
اندھیری کوٹھری مین جاتے ہوے دیکھا جلدی سے بتول کو چارپائی پر لٹا پیٹتی ہوئی
بھاگی کہ ائی ہی خاک پڑے اس جھگڑے پر لو استو دشمنون کو ٹھنڈک پڑی وہ بیوی نے
افیون کھالی - اتنے مین تو غیرت بیگم بھی کوٹھری سے یہ کہتی ہوئی نکلی کہ بھائی تم کچھ
تردد مت کرو مین پڑی تھی بُری سے خدا نے تم سب کا پیچھا چھڑایا صبح تک مین ہی نہین
رہونگی کوتوال کو اختیار ہے میرا مُردا لیجا کر کوتوالی مین دفن کرے - زہرخورانی کا ایک
مقدمہ تو قائم تھا ہی اقدام خودکشی کا دوسرا اور ہوا - معصوم اور بتول دونون بیخبر
پڑے سوتے تھے غیرت بیگم نے سوتونکو گود مین لیکر پیار کیا اور دونونکو گلے لگا کر ایسی
بلک بلک کر روئی کہ گھر مین قیامت برپا ہوگئی - ناظر نے جو بہن کا بلبلانا دیکھا اور
ساتھ ہی خیال آیا کہ بس یہ بھی دنیا مین تھوڑی دیر کی مہمان اور ہے پھر کہان ہم
اور کہان بہن اُسکے سر پر ایسا جنون سوار ہوا کہ نہ پکارا نہ کنڈی کھڑکھڑائی نہ دستک
دی نہ اجازت لی منھ اُٹھا سیدھا چھوٹے گھر مین جا گھسا دونون میان بیوی
سر جوڑے بیٹھے ہوے خدا جانے کیا صلاحین کر رہے تھے مبتلا نے آہٹ پا کر دُور سے
ڈانٹا ارین ارین کیا بدتمیزی ہے اندھے ہو تمکو معلوم نہین کہ پردہ ہے اُس مرتبہ بھی گھر
مداخلت بیجا کی نالش پر آمادہ کرتے تھے اب یہ مداخلت بیجا نہین ہے - ناظر - اللہ رے

تیرا پردہ تو سوچ ہے کھا کے بلی حج کو چلی یہی نالائق پردے والی بنی تو پردے والی نے افیون کھائی اور دنیا جہان سے روپوش ہونے کی طیاری کی - مبتلا - الحمد للہ خس کم جہان پاک - مگر ذرا تم خیریت سے چلتے پھرتے تو نظر آؤ سامنے سے پرے ہٹتے ہو یا مین اوٹھ کر تمکو رستہ دکھاؤن - مبتلا کا اتنا کہنا تھا کہ ناظر پا تو صحن مین تھا یا مبتلا کی چھاتی پر پھر تو دونون مین خوب کشتی ہوئی - ناظر دیہات مین پیدا ہوا دیہات مین پلا ہاتھ پانؤن کا کھلا - گٹھیلا - برسون اکھاڑے کا لڑا ہوا بیسیون داؤ یاد بیچا سولہ گھاتین معلوم سیکڑون پیچ بردان اور ابتک بھی دو وقتہ ڈنڑ مگدر کبھی اُسنے ناغہ نہین ہونے دیے - مبتلا بیچارے نازنین میر ہو یا مرزا ہین ناظر نے وہ وہ پٹخنیان دین اور ایسا ایسا رگڑا کہ آنکھین نکل نکل پڑین اور سانس اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے - مبتلا کے پاس پھکیتی بجیتی کل جمع تین حربے چٹکیان لینا نوچنا کاٹنا سو ناظر کی پھرتی کے مقابلے مین ایک بھی کارگر نہوا - مبتلا کو اگر معلوم ہو کہ یہ کمبخت چھوٹا کھوٹا چھپا رستم ایسے غضب کا بچا ہوا ہی تو کبھی بھول کر بھی اس سے دو بدو نہو مگر اسکی تقدیر مین تو دو بیبیان کرکے ہر طرح کی مصیبت اُٹھانی تھی چھوٹا سمجھکر اُسکو ایک دانٹ بتالی بیٹھے بٹھائے اور اپنی شامت لوائی - ہریالی نے جب دیکھا کہ میان کو ناظر گیند کی طرح اُچھالے اُچھالے پڑا پھرتا ہی یہانسے اٹھایا اور وہان دے مارا اور اُدھر سے اُچھالا اِدھر لا پٹکا ایسی دہشت دل مین سمائی کہ اُسکا حمل جسکے سبب سے آتنا سا ان قسا دہوا ساقط ہو گیا - ناظر کیا مبتلا کو جیتا چھوڑتا دہ تو خدا کا کرنا عین وقت پر سید حاضر آپہونچے دیکھا تو گھر مین مجموعۂ تعزیرات ہند پھیلا پڑا ہی مگر کیا قائم مزاج آدمی تھا آتے کے ساتھ سب سے پہلے تو ناظر اور مبتلا کو چھڑایا پھر نمک ڈال کر پھر پھیر ہوئے گرم پانی غیرت بیگم کو پلانا شروع کیا - غیرت بیگم اسطرح کی ضدی عورت تھی کہ اگر ساری دنیا ایک طرف ہوتی تو گرم پانی کا کٹورا منہ کو نہ لگانے دیتی مگر کچھ تو

بڑے بھائی کا لحاظ اور ادھر چپکے سے کسی نے کان مین جھانک کر کہدیا کہ مبارک ہو ہریالی کا
حمل تو گر گیا ہے عذر خوب ڈگڈگا کر پانی پی لیا پانی کا حلق سے اُترنا تھا کہ استفراغ ہوا
اور استفراغ کے ساتھ گھٹ سے افیون کا گولا سموچے کا سموچا نکلکر الگ جا پڑا ادھر
ہریالی کی خدمت کے لیے دوہری دوہری دائیان بلوائین اور پھر مبتلا اور ناظر دونو
ساتھ بٹھا کر سمجھا کہ ہر چند تم دونونکی طبیعتین اسوقت حاضر نہین اور سچ تو یہ ہی کہ مزاج
میرا بھی ٹھکانے نہین مگر مین دیکھتا ہون تو آدھی رات ڈھل چکی ہی صرف پہر سوا پہر کی
مہلت ہی سامان تو بدقسمتی سے ایسا جمع ہوا ہی کہ اب آبرو بچتی ہوئی نظر نہین آتی اور
جب آبرو ہی نہ بچی تو سب سے پہلا شخص جو جان کے دینے مین دریغ نکرے مین ہون
دیکھو تو کتنے آدمی ہم لوگونکے ملاقاتی ہین مگر ہمدردی اور مدد تو درکنار مرد عورت کوئی
آکر بھی جھانکا سچ کہا ہی گاڑھی بھر آشنائی کام کی نہین اور رتی بھر ناتا کام آتا ہی بڑے
سخت افسوس کی بات ہی کہ جب ناتے سے کام لینے کا وقت آیا تو تم لوگ آپس ہی مین
لڑنے لگے۔ جسطرح جبر تم دونون مین لڑائی شروع ہوئی مین سب سن چکا ہون
تم مین سے کسی کو مجھسے یہ توقع نہین رکھنی چاہیے کہ مین ایک کو ملزم ٹھہراؤن اور دوسرے کو
بری جسطرح تالی کبھی ایک ہاتھ سے نہین بجتی اسی طرح لڑائی کبھی ایک کے لڑے سے
نہین لڑی جاتی مین تم دونونکو برابر الزام دیتا ہون لیکن رشتہ دار دنین اگر
کبھی بات پر رنج بھی ہوجاتی ہی تاہم اُنکے خون ملے ہوے ہین وہ ظاہر مین جدا ہین
اور باطن مین ایک۔ غیرت بیگم کا افیون کھا لینا سنکر مبتلا بھائی کو منہ سے الحمدللہ
کہدینا بہت آسان تھا لیکن جب غیرت بیگم کی مدت حیات پوری ہوا اور خدا کرے
کہ مبتلا بھائی اُسکو اپنے ہاتھونسے مٹی دین تو دنیا مین سب سے بڑھکر رنج کے کرنیوالے
بھی یہی ہونگے گھر کسکا برباد ہوگا اُنکا۔ اولاد کسکی بےماں کے ماری ماری پھریگی
اُنکی۔ کنبے والونکا میل ملاپ کس سے چھوٹ جائیگا اُنسے پہلے ناتونمین جو

خانہ داری کی ساکھ ہوتی ہے یعنے تمدنی عزت وہ کسی جاتی رہیگی انکی - اسمین شک نہین چھوٹی بھاوج کی وجہ سے دلون مین بڑے فرق پڑگئے ہین اور پڑنے ضرور تھے مگر پھر بھی غیرت بیگم کی ناموس کا پاس ہمکو چھٹانک بھر ہوگا تو مبتلا بھائی کو سیر بھر مین جانتا ہون کہ مبتلا بھائی بڑے ضبط کے آدمی ہین منہ سے نہین کہتے مگر انکے تلوے نسے لگی ہے ناظر کیا کوئی تمسے خیر کی توقع کریگا جب تم ایسی مصیبت مین مبتلا بھائی کی مدد نکرو ہزارون مقدمون مین تم بطمع صلہ پیروی کرتے ہو اس ایک مقدمے مین صلۂ رحم کو صلہ سمجھو اور میری خاطر سے اپنی بہن کی خاطر سے بھانجا بھانجی کی خاطر سے غصے کو تھوک کر بچاؤ کی کوئی صورت نکالو اور تم مبتلا بھائی از براے خدا رحم کرو اپنے چھوٹے چھوٹے بچون پر بزرگون کے نام پر خاندان کی عزت پر - تمکو معاملات مقدمات کا کبھی اتفاق نہین پڑا کوتوالی والے مدت سے تمپر دانت لگائے بیٹھے ہین خدا جانے کس بلا مین تمکو پھنسا دینگے - ناظر تمھارا خرد ہی اگر اسنے بے تمیزی کی تو بہت برا کیا جھک مارا مین اسکی طرف سے معذرت کرتا ہون اور تمھاری ٹھوڑی مین ہاتھ ڈالتا ہون جانے دو معاف کرو - اسکے بعد ناظر کو پکڑ کر مبتلا کے پیرون پر گرایا اور ناظر اور مبتلا دونونکو گلے لگوایا وہ دونون بھی ایک دوسرے سے ملکر روے حاضر بہن کے گھر کی تباہی کا تصور کر کے مغموم تو پہلے سے تھا اب انکو روتا ہوا دیکھکر آپ بھی رونے لگا - جب سب کے دلونکی بھڑاس نکل چکی تو حاضر نے ناظر سے پوچھا کیون بھائی اب کرنا کیا چاہیے - ناظر - خیر اب آپ فرماتے ہین اور آپ کا قدم درمیان مین ہے تو مین اس مقدمے مین ہاتھ ڈالتا ہون مگر مبتلا بھائی نے مجکو آج اس رنڈی کے سامنے (آپ برا مانین یا بھلا مانین مین تو اسکو ساری عمر بھاوج کہنے والا نہین) ایسا ذلیل کیا ہے کہ مین اس رنج کو کبھی بھول نہین سکتا - جب آپ نے میرے بیٹھے پر افیون کھائی تو مین گھبرا کر اس غرض سے انکے پاس دوڑا ہوا گیا تھا کہ ہم دونون مصلاح ہو کر

تدبیرکرین اِنھون نے مجکو دروازے مین سے دیکھکر اِسطرح دُتکارا کہ کوئی کُتّے کو بھی نہین
دُتکارتا مجکو رہ رہ کر غصہ آتا ہی کہ انھون نے تو شرم اور حیا سب کو بالاے طاق رکھ دیا
اب آپکے سامنے میرا مُنھ کھلواتے ہین کل کی بات ہی کہ یہی نالائق جو آج بڑا لمبا چوڑا
پردہ لگا کر بیٹھی ہی (بے اختیار جی چاہتا ہی کہ مارے جوتیونکے بدذات کے سر پر ایک بال
باقی نہ رکھون) ٹکے ٹکے پر ماری ماری پڑی پھرتی تھی اور کوئی اِسپر تھوکتا بھی نہ تھا
اِنھین سے پوچھیے کہ کَی بار میرے یہان اِسکا مُجرئی ہوا جب آتی تھی ڈیوڑھی مین سے
فرشی سلام یا اب اِسکو یہ بھاگ لگے ہین کہ ہمارے سامنے ہونے سے اِسکی بے پردگی
ہوتی ہی- عزت بنانے سے نہین بنتی بلکہ خدا داد چیز ہی آج تو یہ پردہ نشین بنی کل کو
سیدانی بنکر جا بے گی کہ ہماری مان ہنبون کے ساتھ بیوی کی صحنک کھاے بر سون
اِسکے بال بچے ہونگے اور کہے گی کہ سیدون مین رشتہ ناتا کرتی ہون تو کوئی بھلامانس
اِسکو جائز رکھے گا- یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہین سب ہماری آپا کا صبر پڑ رہا ہی اور ابھی
کیا ہی یہ مظلمہ تو مبتلا بھائی کو ایسے ناچ نچائیگا کہ ہریالی کو ساری عمر ایسا ناچ ناچنے کا
اِتفاق نہوا ہوگا- ناظر تو باتون باتون مین گرم ہوتا جاتا تھا اور مبتلا کے چہرے پر ہوائیان
اُڑ رہی تھین کہ اگر ایکے پھر کہین یہ جن لپٹ پڑا تو ہڈی پسلی ایک کرکے رکھ دیگا حاضر کے
بیٹھے کی اگر دِھارس نہو تو قریب تھا کہ مبتلا کی گھگھی بندھ جاے بارے حاضر نے کہا بھائی ناظر
یہ تو تم پھر پگاڑ کی سی باتین کرتے ہو یہ سچ ہی کہ مبتلا بھائی کی نادانی نے سارے گھر کو تہ وبالا
کر دیا مگر یہ بھی تو نہین ہو سکتا کہ ہم غیرونکی طرح دور کھڑے ہوے تماشا دیکھین- ناظر-
یہ تو مین نے وہ حقیقت بیان کی جو میرے دل مین تھی رہگیا مقدمہ اُس سے آپ اِطمینان
رکھیے مبتلا بھائی کو روپیہ تو بہت خرچ کرنا پڑیگا ایسا کوئی پانچ چھ ہزار مگر خدا نے چاہا
تو انیر اور اِنکے طفیل مین ہریالی پر کوئی گزند نہین آنے پائیگا- اِسوقت تک مبتلا کو
مقدمے کی واقعی روداد اور کوتوالی کی تحقیقات سے ابتی اور ہریالی دونونکی

طرف سے پورا اطمینان تھا اور دونون اپنی جگہ خوش تھے کہ چاہ کن را چاہ در پیش سنکھیا
دی اسی غرض سے کہ ہم دونون کھائین اور مرکر رہجائین خدا کی قدرت ہم دونونکے
منھ پر رکھنے کی بھی نوبت نہین آئی اور اوپر ہی اوپر ماما کے بیٹے نے جا سرکار مین خبر پہونچائی
اب لینے کے دینے پڑے غیرت بیگم کو پھانسی ہو تو پھانسی ورنہ عمر قید مین تو کچھ شک ہی
نہین چلو سستے چھوٹے اور روز کا ٹنٹا مٹا۔ ناظر کے منھ سے یہ کلام سنکر کہ پانچ چھ ہزار
روپیہ خرچ کرو تو تمپر گز نہین آنے پائیگا مبتلا تو حیران ہوکر اسکا منھ دیکھنے لگا اور
بے اختیار بول اٹھا کیون صاحب الٹا چور کوتوال کو ڈانڈے مجھی کو زہر دیا جائے
اور مین ہی گزند سے بچنے کے لیے پانچ چھ ہزار روپیہ بھی خرچ کرون کیا انگریزی کی عملداری
مین یہی انصاف ہی۔ ناظر۔ ہوش کی دوا کرو تم بھی اور شخص ہو اور مقدمے کی باریکی کو
پہونچنا کجا اور پھیر ہی تمکو اتنا تو معلوم ہی نہین کہ معاملہ کسکو کہتے ہین اور مقدمہ کس جانور کا
نام ہی مین تو زمانہ دیکھا ہوا ہون اور پھر تمہاری کتنی شریف آدمی کا کام نہین اسلیے
چند تہ (اندر) کی باتین تمکو سمجھاتا ہون۔ کوتوالی کی تحقیقات کو تو عدالت مین کوئی پوچھتا
تک نہین روداد وہی معتبر ہی جو عدالت کی مثل مین ہو کیا تمنے نہین دیکھا کہ کوتوالی کے
لوگ زبانی پوچھ گچھ کے سوا کسی کا اظہار تک تو قلم بند کر نہین سکتے۔ اصل بات یہ ہی
کہ پہلے کوتوالی اور فوجداری ایک تھی جب یہ لوگ لگے اظہار کارگذاری کے لیے ہر واردات
بے سراغ کے لیے مجرم بنانے اور اصل مجرمون سے سازش کرکے بیگناہونکو ناحق پھنسانے
تو سرکار نے کوتوالی اور فوجداری کو الگ کر دیا ابتو کوتوالی والونکا اتنا ہی اختیار ہی
کہ جسکو اپنے نزدیک مجرم سمجھین حاکم عدالت کے پاس چالان کر دین حاکم عدالت مدعی
مدعا علیہ گواہونکے اظہار قلم بند کرتا ہی اور اپنے بیان کی رو داد پر سزا یا رہا کرتا ہی
کوتوالی والے اناپ شناپ جسکو پکڑ پاتے ہین چالان کر دیتے ہین عدالت مین گئے
اور رہا ہوے اور ہمارے صاحب مجسٹریٹ کوتوالی سے اسقدر بدظن ہین کہ مجسٹریٹی کا

اِجلاس کرتے ہوے پورا برس نہین ہوا اتنے ہی دنون مین کوتوالی والون نے جیلخانہ بھر دیا۔ غرض کوتوال اور اُنکی تحقیقات کی تو کچھ بھی حقیقت نہین اب رہگئی مقدمے کی روداد سو اُسکا حال یہ ہی کہ سنکھیا تو حقیقت مین پکڑی گئی ہریالی کے یہان پس مدعا علیہا اول ہوئی ہریالی اور پہلے اُسی پر اشتباہ کیا جائیگا کہ اُسی نے فیرینی مین ڈالی یا ڈلوائی۔ مبتلا۔ بھلا وہ کمبخت بدنصیب کِسلئے سنکھیا دینے اُٹھی تھی اپنے تئین یا مجکو یا اپنی ماما کو جو اُسکے پاس سالہا سال سے نوکر ہی اور کبھی اُسکو بھیتے منھ تک نہین کہا یا اپنے پالے ہوے جانورونکو جنھین وہ بچونکی طرح عزیز رکھتی ہی۔ ناظر۔ جانورونکی تو بات الگ ہی لیکن دوسرے احتمالات مین تو کوئی استبعاد کی بات نہین ہوسکتی ہی کہ اُسنے خود سنکھیا کھانے کا ارادہ کیا ہو عورتین اکثر خودکشی کر بیٹھتی ہین یا تمکو اُسنے زہر دینا چاہا ہو تو عجب نہین بازاری خلقت کا بھروسا کیا خدا جانے اُسنے کیا سمجھکر تمسے نکاح پڑھایا اور اب جو اُسکی مراد بر نہ آئی تو اُسنے اپنا پنڈ چھڑانے کے لیے یہ تدبیر کی اگر وہ اپنی حالت سابقہ پر عود کرنے کی آرزومند ہو تو اُس سے کچھ دور نہین۔ ماما کو تم خود کہتے ہو کہ اُسکے پاس مدت سے ہی تو ضرور اُسکے پچھلے حالات سے بخوبی واقف ہوگی اور عداوت کے لیے اِتنی بات کافی ہی اور سنکھیا کے لیے تمھاری اور ہریالی کی اور ماما کی کیا تخصیص ہی معصوم سارے سارے دن ہریالی کے یہان رہتا ہی وہ یقیناً اُسکی جان کی دشمن ہی اِنکے علاوہ ایک احتمال اور ہی اور وہ سب مین زیادہ قرین قیاس ہی کہ آپ کے پھنسانے کے لیے یہ سارا منصوبہ سوچا گیا ہی ورنہ سبب کیا کہ جانورون تک کو فیرینی کھلائے اور آپ منھ تک نہ لیجائے اور بدذات نے کیا چالاکی اور بیرحمی کی ہی کہ بیزبان جانورونکو تو اِتنی فیرینی ٹھسائی کہ ایک نہ بچا اور لہو لگا شہیدون مین داخل ماما کو بھی ذراسی چٹا دی کہ دو چار دست آکر اچھی خاصی کی خاصی۔ مبتلا۔ ہان لیکن کیا محمود حسن کی گواہی پر کچھ لحاظ نہوگا۔ ناظر۔ کیا معلوم کہ عدالت تک پہونچتے پہونچتے محمود

اپنے بیان پر قائم بھی رہتی ہی یا نہین اور فرض کرو کہ قائم رہے تو اُسنے سنکھیا کا نام تک بھی
نہین لیا بلکہ میری نظر سے دیکھو تو گھوسن کا بیان ہریالی کے حق مین سم قاتل ہی وہ کہتی ہی
کہ خاتون نے مجکو دودھ کی ہنڈیا واپس کردی۔ بہت خوب۔ ہریالی نے جب یہ سُن
لیا تھا کہ بڑے گھر سے بُرا سمجھ کر دودھ واپس کیا گیا تو اُسنے چُپ چُپاتے ضرورت سے
زیادہ بھری کی بھری ہنڈیا رکھ کیون لی۔ بس یہین تو بالی مرتا ہی۔ اِس سے صاف
شبہ ہوتا ہی کہ ہریالی نے گھوسن سے ملکر اُسی کے گھر دودھ مین سنکھیا گھلوائی اور
جب خاتون دھوکے مین نہ آئی تو دوسری چال چلی اور پھر یہ بھی سمجھ لو کہ ہریالی
اور تم کچھ دو نہین ہو ہریالی کا کرنا عین تمھارا کرنا ہی اور ابھی خاتون کے بیان کی
تو نوبت آنے دو دیکھو تو وہ کیا زہر اُگلتی ہی۔ کوتوالی والونکی کارروائی مین فی الواقع
ہمیشہ ایک بڑا نقص یہ ہوتا ہی کہ تحقیقات سے پہلے مقدمے کو کسی ایک پہلو پر ڈھال
لیجاتے ہین اور پھر اخیر تک باصرار اُسی پہلو کی تائید مین لگے رہتے ہین۔ جو باتین مینے
تمسے سرسری طور پر بیان کی ہین اُنمین سے ایک کی طرف بھی کوتوال صاحب کا
ذہن منتقل نہوا ہوگا اور ہم لوگونکو تو باتین حاکم کی میز پر سوجھتی ہین عین وقت پر
کچھ اسطرح کا بہرہ کھل جاتا ہی کہ خود بخود بات مین سے بات نکلتی چلی آتی ہی۔ مبتلا کی
ساری ہمت تمام عمر رہی مصروف حسن وعشق مین مدعی مدعا علیہ بننا تو درکنار اُسکو
کبھی گواہی دینے کا بھی اتفاق نہین پڑا بچپن کا لاڈلا جوانی کا چھیلا وہ وکیلونکے
چھل فریب کیا سمجھے ناظر نے جو اُسکو اُلٹی سیدھی باتین سمجھائین چھکے ہی تو چھوٹ گئے
اور سمجھا کہ بس اب نہین بچتا سنکھیا کا غصہ ہریالی کا رنج اپنی چوٹ اگلے پچھلے گلے شکوے
سب کچھ بھلا بسرا ناظر کے گلے سے لپٹ گیا کہ بس اب اوپر خدا ہی اور نیچے تم چاہو مار
چاہو جلاؤ چاہو اُجاڑو چاہو بساؤ۔ ناظر۔ مقدمہ تو میری طرف آیا گیا ہوا اور
سمجھو کہ مقدمے کا مین بیمہ لیتا خرچ کا بندوبست تم کرو مبتلا خرچ کا بندوبست بھی

تمھین کو کرنا پڑیگا تمکو تو گھر کا ذرا ذرا حال معلوم ہی۔ ناظر۔ کیا مضائقہ خرچ کا بھی انتظام
ہو جائیگا مگر آخر دینا تو تمھین کو پڑیگا۔ مبتلا۔ کوڑی کوڑی۔ ناظر۔ خیر تو آپ دو رقعے میرے
نام لکھیے ایک تو کل کی تاریخ مین کہ چوہونکی جیسی کثرت ہی تمکو معلوم ہوا ہو تو یہ نوبت
پہونچی ہی کہ کھونٹیونپر لٹکے ہوے کپڑے کاٹ کاٹ کر ٹکڑے کیے ڈالتے ہین ناچار تھوڑی
سنکھیا منگوائی پُڑیا چھوٹے گھر کے بیچ والے دالان مین اِس خیال سے کہ کسی کا ہاتھ نہ پڑے
اونچے پر رکھوائی تھی یہ مذکور کوئی سات یا آٹھ دن پہلے کا ہی کل کیا اتفاق ہوا کہ شام
کے وقت ایک روپے کی کھانڈ کا پُڑا آیا اور جیسا دستور ہی پُڑے کے ساتھ نمونے کی پُڑیا
سنکھیا کا تو خیال نہ تھا کھانڈ کا پُڑا اور پُڑیا دونون کو اُسی طاق مین رکھوا دیا جسمین
سنکھیا کی پُڑیا تھی آج خود گھر والی نے اپنے ہاتھ سے فرینی مین کھانڈ ڈالی تو اُنھون نے
کہا پُڑیا کی کھانڈ بھی کیون ضائع ہو پُڑا اور پُڑیا دونون اُتار لی لائین مگر پُڑیا سنکھیا کی
تھی باورچی خانے مین بھی دھوین کی وجہ سے کچھ دکھائی نہ دیا اور چونکہ دلمین کسی طرح کا
کھٹکا نہ تھا اُنھون نے دیکھا بھی نہین فرینی پک کر طیار ہوئی تو تھوڑی جانورونکو دی
جو گھر والی نے اپنے شوق کے لیے پال رکھے ہین اور دیگچی مین لگی رہگئی تھی ماما نے پونچھ کھائی
جانور تو مر گئے ماما کو کچھ دست آئے مگر بچ گئی کوتوالی کے لوگ مقدمے کو طول دینا چاہتے
ہین تم مختار کارانہ اُسکی خبرگیری کرو۔ اور دوسرا رقعہ اب سے مہینے سوا مہینے جتنے دن
پہلے کا چاہو لکھ دو کہ مجھکو اتنے روپے کی ضرورت ہی جہان سے بن پڑے بندوبست کر دو
بس اللہ اللہ خیر صلاح اور چین سے پیر پھیلا کر سو رہو۔ سنکھیا کے رقعے کا مضمون سنکر
تو مبتلا کی عقل دنگ ہو گئی اور سمجھا کہ ناظر بھی بڑا زہر کا بجھا ہوا ہی دیکھو تو کیا منہ سے
بات اُتار ری ہی مین ایسے شخص سے کیا پار لے جا سکتا ہون میرا بچاؤ تو اسی مین ہی کہ
جو یہ کہے اُسمین ذرا کان مت ہلاؤ غرض اُسی وقت دونون رقعے لکھ ناظر کے ہاتھ دے
اور پوچھا کہ بھلا صاحب اب صبح کو کوتوال صاحب آئین تو کیا کرنا ہوگا ناظر نے کہا

اب بندۂ درگاہ کے رہتے کو توال صاحب کیا آتے ہین آپ آمدیم برخاست اور اگر آئے بھی تو کوتوال نگر نہین بلکہ نڈھال بدحال سراپا اضمحلال۔ مبتلا۔ اور کیون صاحب جیسا اُنکی باتون سے معلوم ہوتا تھا اگر اُنسے انگریزکہ جو کوتوالی کا افسر ہی لاکھڑا کیا۔ ناظر او ہم سنگ زر و برادر شغال۔ باوجودیکہ ابھی جھٹ پٹا تھا ناظر فوراً سوار ہو سیدھا کوتوال پاس پہونچا کوتوال سمجھا کہ ایسے وقت آئے ہین تو معلوم ہوتا ہی ضرور کچھ نہ کچھ بوہنی کرائینگے دور سے ہنسکر بولا آئیے آج تو سویرے ہی سویرے اچھے سخی کے درشن ہوے مین تو آپکے یہان آنے کو وردی پہنکر طیار لیس بیٹھا ہون صاحب سوپرنٹنڈنٹ سے سات بجے کا وعدہ ہی۔ ناظر۔ کیا طیار بیٹھے ہو وہان تو رات بڑا غضب ہوگیا۔ کوتوال۔ کیا کوئی اور صاحب سنکھیا کھا کر شہید ہوے۔ ناظر۔ نہین سنکھیا تو نہین مگر آپ تو جانتے ہین مبتلا بھائی کے گھر مین جو وہ دوسری عورت ہی پورے دنون سے تھی کل نہین معلوم آپکے سپاہیون نے اُسکو کیا ڈرایا دھمکایا طبیعت تو اُسکی آپکے رہتے ہی بگڑ چلی تھی آپ اِدھر آئے شاید کوتوالی بھی نہ پہونچے ہونگے کہ اُسکا حمل ساقط ہوگیا ساری رات اُسی کے تردد مین پلک نہین جھپکی خیر حمل تو حمل اب اُسی کی جان کے لالے پڑے ہین دیکھیے وہ بھی بچتی ہی یا نہین مبتلا بھائی کو اس عورت کے ساتھ اس درجے کا تعشق ہی کہ جس وقت سے یہ واردات ہوئی ہی سارے گھر مین بولائے بولائے پڑے پھر رہے ہین وہ تو اکثر چنبیلی کو بلاتے تھے مین نے بہزار مشکل روکا کہ انگریزونکے کان پڑی ہوئی بات پھر اپنے قابو کی نہین رہتی ایک چھوڑ دو دو دائیان بلوادی ہین بارے اب کہین جاکر کسی قدر طبیعت سنبھلی تو مین آپکے پاس بھاگا ہوا آیا مین تو رقعہ لکھنے کو تھا پھر خیال آیا کہ خدا جانے کسکے ہاتھ پڑے آپ چلکر کہنا چاہیے۔ یہ کہنا تھا کہ کوتوال کو کاٹو تو بدن مین لہو کی بوند نہین گرگڑا کر یہ لا بھلا آپکے یہان ہم تابعدارونکی مجال ہی کہ ڈرائین دھمکائین یا کوئی خلاف قاعدہ کارروائی کرین آپ جسوقت تشریف لائے ہین آپنے بھی دیکھا

ہوگا کہ مردانے مکان مین صرف دو ہی کانسٹبل میرے ساتھ تھے اور وہ دونون بھی
بیچارے الگ اصطبل کے پاس کھڑے تھے مین نے آپکے آدمی وفادار کے ہاتھ ماماؤن اور
لونڈیون کو بلا بلا کر ہونے سے دو دو باتین پوچھ لین اصل حقیقت تو یہ ہی اور ہمنے تو جسدن
پولیس مین نام لکھوایا اُسی دِن سمجھ لیا تھا کہ ایک نہ ایک دِن ضرور قید ہونگے یہ ایسی
تیسی نوکری ہی اِس قسم کی ہی کہ ٹکونکی دُکانداری کہ بے کالا منھ ہوے نہین رہتا بزرگونکا
کہا اور آنولے کا کھایا پیچھے مزہ دیتا ہی لالچی بہتیرا سر پٹکتے رہے کہ ہم لوگ ٹھہرے لکھی جنین
ہمکو سپاہیونکا بھیس بنا اور نہین سرکار سے وہر مردے اُسوقت اُنکی بات کچھ دھیان مین
نہ آئی سو اپنے کیے کی سزا پائی - ناظر- یہ مین خوب جانتا ہون کہ آپ نے کوئی بیجا
کارروائی نہین کی ہوگی آدمی کا حال چھپا نہین رہتا سارا شہر آپکا مداح ہی اور اگر
آپ احتیاط نکرتے تو اتنے دِن کوتوالی کا چلنا بھی محال تھا خصوصاً صاحب مجسٹریٹ
حال کے وقت مین مگر عورتین تو جیسی ڈرپوک اور کچے دِل کی ہوتی ہین آپ خوب جانتے
ہین آپکا آنا ہی سُنکر اُنکے تو ہاتھ پانون پھول گئے ہونگے اور پھر کسی سپاہی نے کوئی
ایک آدھ بات بھی کہدی ہوگی حالت تو نازک تھی ہی اونکے کو ٹھیلنے کا بہانہ ہوگیا
چھوٹے گھر مین تو خیر ایک واردات بھی ہوئی تھی کہ جانور مرے ماما کو دست آئے غریبنے
سنکھیا نکلی بڑا گھر جسکو واردات سے کچھ بھی تعلق نہین وہان کیا حال تھا جاکر دیکھتا ہون
تو چولھا تک نہین سلگا وہ تو جب مین نے سمجھایا کہ یہ کیا اِس سے بڑی بڑی اتفاقی اور
ناگہانی وارداتین ہوجاتی ہین اور آخر کار مقدمہ داخل دفتر ہے سبکو تسلی ہوئی - کوتوال
اتفاق کیسی - تب ناظر نے مبتلا کا رقعہ دیا کہ وہ خونی دروازے مین جو ایک شخص نے
اپنی آشنا کو دستورا کھلا کر مار ڈالا تھا اور شاید آپ ہی نے تو اُس مقدمے کی بھی تحقیقات
کی تھی کل اُسکی پیشی تھی اور مین مدعا علیہ کا وکیل تھا آپکے اسسٹنٹ سوپرنٹنڈنٹ
سرکار کی طرف سے پیروی کے لیے موجود تھے بڑے بڑے مباحثے رہے آخر ساڑھے چار بجے

بیجئے مدعا علیہ کی رہائی ہوئی۔ ہان تو یہ رقعہ مجکو عین اجلاس پر ملا تھا اور اِسی کو دیکھ کر
مین کچہری سے سیدھا وہین چلا گیا۔ کوتوال نے رقعہ پڑھا تو مقدمے کی طرف سے بھی اُسکی
آس ٹوٹ گئی کمر سے کرچ کھول ناظر کے بیرون پر رکھ دی کہ نوکری تو یہ حاضر ہے خدا واسطے
کو ایک اتنا سلوک کیجیے کہ عزت پر ہاتھ نہ ڈالیے ناظر نے بہت تسلی کی کہ بھلا اتنا تو سمجھیے کہ
اگر میرے دلمین کچھ فساد ہوتا تو مین اسقدر سویرے اندھیرے مُنھ آپکے پاس دوڑا ہوا
کیون آتا خیر جو کچھ ہونا تھا سو ہوا مین جسطرح سے بن پڑیگا مبتلا بھائی کو سمجھا لونگا۔
جب سے اُنھون نے دوسری عورت کر لی ہی ذرا تنگ دست رہتے ہین یہی نہ کہ دوا
دزمن کا خرچ اور اوپر سے سو دو سو روپیہ اور اُنکو دیدیا جائیگا اور ہان شکھیا کے
مقدمے مین آپ کچھ زیادہ چھیڑ چھاڑ نہ کیجیے گا اُسمین کچھ ہونا ہوانا بھی نہین ناظر چلنے لگا
تو کوتوال نے کہا پھر اس کرچ کو تو آپ اپنے ہاتھ سے باندھ دینگے تو مین کمر سے لگا ونگا
ورنہ جہان پڑی ہی پڑی رہیگی ناظر نے جلدی سے کرچ اٹھا بسم اللہ کر کے کوتوال کی
کمر سے باندھی گویا اپنی طرف سے کوتوالی دی کوتوال نے کہا بس اب ہاتھ پکڑے کی
للاج آپکو کرنی ہوگی۔ صاحب سوپرنڈنٹ کو وہان ایک اور ضرورت پیش آگئی کہ
کسی انگریز کے یہان سوڈا واٹر کی ایک دو بھی نہین اِکھٹی آدھی درجن خالی بوتلین
چوری گیئن صاحب نے چٹھی لکھی اور سوپرنڈنٹ صاحب اُسکی تحقیقات کو چلے گئے
کوتوال سے کہلا بھیجا ہمارا آنا نہین ہو سکتا پھر کوئی پندرہ بیس دن بعد خود سوپرنڈنٹ
صاحب ہی کو خیال آیا تو پوچھا کیون کوتوال صاحب وہ کس وکیل کے یہان کی
زہر خورانی کا آپ نے تذکرہ کیا تھا اُسکا کیا ہوا کوتوال نے کہا حضور فدوی نے تو
اگلے ہی دن ۲۰۲۲ نمبر کا روزنامچۂ خاص بھیج دیا تھا کہ واردات اتفاقی ہے۔ بات
رفت و گذشت ہوئی۔ دو چار دن تو مبتلا کو کھٹکا رہا پھر جو اُسنے دیکھا کہ کوتوالی لوگون
مین سے کسی نے آکر بھی نہ جھانکا تو اِسکو یقین ہوا کہ ناظر کو حکام کے مزاج مین کچھ اِس

طرحکا دستور ہی کہ آج جو جاہے سوکر گذرے۔ ناظر نے اِس مقدمے مین اچھی بردماری ہزار روپیے تو چپکے سے اُسنے وہ اُگلوا لیے جو خاتون کٹنی غیرت بیگم کو بہکا پھسلا کرلے اڑی تھی اور رقعے کے بدلے مبتلا سے اُسکے حصّے کی دُکانونکا قطعی بیعنامہ اپنے نام کا لکھوا لیا اور پھر سب مین سرخرو کا سرخرو آپ بیچارے مبتلا کے پاس بیٹھہ روپے ماہوار کی جگہ صرف ستائیس روپیہ مہینے کی نری تنخواہین رہ گئین وہ بھی کسطرح کی کہ کوئی پچھے مہینے آدھی پاو وصول ہوئی تو کوئی برس پھر بعد اور کوئی مارمین بھی اُگئی اور غیرت بیگم کی یہ تاکید کہ بھلا کوئی ایک لوٹا پانی تو اُسکے گھر مین سے مبتلا کو دے دیکھے۔ غیرت بیگم کے یہان پہلے ہی مبتلا کی کونسی قدر کیجاتی تھی اب جس دن سے یہ معاملے مقدمے کھڑے ہوے رہا سہا اور بھی نظرون سے گرگیا پہلے بے رخی تھی رفتہ رفتہ بدمزاجی ہوئی بدمزاجی سے بدوماغی کی نوبت پہونچ گئی بلکہ طرز مدارات سے ایسا مستنبط ہونے لگا کہ سید حاضر نے جو ایک دن بیچ کے آنیکا معمول باندھ دیا تھا اب مبتلا کا اتنا آنا بھی گوارا نہین۔ غیرت بیگم کو مبتلا سے بات چیت کیے ہوے برسون گذر گئے تھے لونڈیان ماماٗین میا نکا اتنا لحاظ کرتی تھین کہ باری کے دن بچھونا صاف کردیا جبتک گھر مین بیٹھے حقّے کی خبر رکھی کھانے کو پوچھ لیا اور اب مقدمونکے بعد سے تو ان باتون مین بھی مضائقہ ہونے لگا۔ مبتلا لاکھہ گیا گذرا تھا مگر آخر تھا تو صاحب خانہ یہ بے وقری دیکھہ کر وہ بڑے گھر کی باری کو تپ ولرزے کی باری سے کم نہین سمجھتا تھا مگر حاضر ناظر سے اسقدر ڈرتا تھا جیسے مردہ نکیرین سے ناخواستہ دل آتا اور برخاستہ خاطر رہتا۔ ایسی ایسی سنگین وارداتین گھر مین ہوجائین اور کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹے غیرت بیگم اور بھی بے محابا ہوکر لگی بادل کیطرح گرجنے اور بجلی کیطرح کڑکنے سقا اور دھوبی اور حلال خور وغیرہ جتنے اہل خدمت تھے ان تک کی بندی ہوگئی کہ چھوٹے گھر کا کام نہ کرنے پائین ناچار گلی کی طرف کا قدیم دروازہ جو مدتون سے بند تھا تیغہ توڑ کر کھولا تب کام چلا۔

فصل بست و چہارم مبتلا اور ہریالی کا بگاڑ۔ جبتک باتونکا زبانی جمع و خرچ رہا کہ غیرت بیگم نے اپنے گھر مین کوس کاٹ لیا اور ہریالی نے اپنی جگہ پکار کر تو پکار کر نہین تو چپکے سے جو کچھ مُنھ مین آیا کہدیا تب تک اگر سچ پوچھو تو ہریالی کی جیت تھی کیونکہ مبتلا اُسکے پلے پر تھا اور آمدنی کے حساب سے دونون گھر برابر سرابر اب جو بینٹھ کے رہ گئے سائیس تو اُسکا ایمان ڈگمگا چلا اور مبتلا سے کہا کیون صاحب اُدھر اکیلے گھر مین سائیس اور ادھر مردانہ زنانہ دو گھر دن مین بینٹھ نگوڑا پانچ روپلّی کا ہل خدا جانے مین کیا کتر بیونت کرتی تھی کہ خیر گذر ہوئے چلی گئی تم اپنے ہاتھ مین خرچ رکھتے ہوتے تو حقیقت کھلتی اور مین تمھارے بڑے گھر مین جاتی نہین تو آخر سنتی تو ہون کہ آدمیونکو ابالی دال ملتی ہی اور وہ بھی ایک وقت بچونکو سودا سلف تو درکنار کبھی آدھی کے چنے لے کر دینے نصیب نہین ہوے اب تمنے بینٹھ کے سائیس کراے ہین تو تم ہی خرچ کا انتظام بھی کرو مین کوئی اپنی بوٹیان کاٹ کاٹ کر تو کھلانے سے رہی۔ مبتلا۔ بینٹھ کے سائیس مین نے کرائے ہین۔ ہریالی۔ جانے بلا تمنے کراے ہین یا انھون نے جو تمھارے کچھ لگتے ہین۔ مبتلا۔ تمھین نے فریبی پکا کر میٹھے بٹھاے سارا فساد برپا کیا اور اُلٹا مجکو الاہنا دیتی ہو۔ ہریالی۔ مجھے خبر تھی کہ دشمنون نے دودھ مین سنکھیا گھولکر میری جان کے لینے کا سامان کیا ہی۔ مبتلا۔ اسی کا تو پتہ نہ چل سکا کہ کسنے دودھ مین سنکھیا گھولی۔ ہریالی۔ تو کیا مین نے گھولی۔ مبتلا۔ تمنے گھولی تو نہین مگر تمپر تُہمت تو گئی۔ ہریالی۔ تمنے تھپوا لی تو تھپی۔ مبتلا۔ یک نشد دو شد ہیا مین نے کم کرایا سنکھیا کا الزام تمپر مین نے لگایا مین ہی برا ہون تو خدا برے کو موت دے۔ ہریالی۔ خدا نکرے تم کیون برے ہونے لگے بُری مین کہ تمھارے کارن گھر چھوڑا عیش چھوڑا آرام چھوڑا اسکا یہ انعام ملا کہ تمھارے یہان آکر کوسنے سُنے گالیان کھائین بے عزتی کا کوئی درجہ باقی نرہا دو دفعہ جان کا خطرہ ہوا

ملہ یعنے ایکبار غیرت بیگم نے مارتے مارتے ادھموا کر دیا تھا اور دوسری بار اسکا حمل ساقط ہوا ۱۲

مبتلا - تمکو تو معلوم تھا کہ میرے بی بی بچے ہین پھر نہ آئی ہوتین کسی نے زبردستی کی تھی اور
اب تمھارا جی چاہے تو اب چلی جاؤ تمسے کسی نے کچھ چھین تو نہین لیا - ہریالی - ہان ہان
مین کیا مکرتی ہون مین تمھاری بی بی کو بھی جانتی تھی اور بچونکا ہونا بھی معلوم تھا مگر
مجھے خبر نہ تھی کہ تم اسطرحکے چیز ہو کہ ناظر کی صورت دیکھے سے تمھارے ہوش باختہ ہوتے
ہین اور مین اگر جاؤنگی اور جاؤنگی نہین تو کیا مفت مین اپنی جان گنواؤنگی تو ناظر کو
جو وکالت کے گھمنڈ مین بہت اکڑا ہوا پڑا ابھرتا ہے اور اُس مکار حاضر کو جو ہر مرتبہ بڑا
مولوی بنکر وعظ کہنے کو آ بیٹھتا ہے اور تیری بھینا کو توال کی جورو کو اور اُس موئے
کوتوال کو کہ جسنے رشوتین لے لیکر خون کے مقدمونکو ملیامیٹ کیا ہے اور سبکے ساتھ تجکو
دنیا جہان مین الم نشرح کرکے جاؤنگی میرا جانا کیا ایسا ہنسی ٹھٹھا ہے مین نے تیرے پیچھے
اپنے تئین خاک مین ملا دیا اور آج تو نے اُسکا مجکو یہ پھل دیا لے اب دیکھ میرا تماشا تیرا
تو کیا منہہ ہے مگر بلا اپنے حماتیونکو کہ مجھے جانی کو روکین یہ کہکر ہریالی لکڑی ہو سیدھی
دروازے کی طرف چلی بارے مبتلا نے ساری عمر مین ایک یہ بہادری تو کی کہ اسکو کوٹھری
مین دھکیل جھٹ اوپر سے کنڈی لگا دی - این کار از تو آید و مردان چنین کنند -
مبتلا تو ہریالی کو کوٹھری مین بند کر باہر چلا گیا ہریالی کے پاس جو پُرانی ماما تھی وہ تھی
ایک طرحکی اُسکی کٹنی اُسنے ہریالی کو سمجھایا بیوی مرد کا مزاج دیکھ کر بات کیجاتی ہے
اُس کمبخت پر تو آپ ہی مصیبتین پڑی ٹوٹ رہی ہین تم اور چاہین گھاؤ مین اوپر سے
مرچین لگانے تھوڑے دن صبر کیا ہوتا وہ اپنے تئین بیچتا چوری کرتا کہین نہ کہین سے
تمھارا بھرنا بھرتا اور اگر تمھاری مرضی جانے کی ہوگی تو اُنکی سو راہین ہین ڈھنڈورا
پیٹنا اور ڈھول بجانا کیا ضرور ہے اُدھر پان کے بہانے مبتلا کے پاس گئی اور اُس سے
کہا میان برا کہو فضیحتی کرو سب تمکو سجتا ہے پر منہہ بھر یہ کہہ بیٹھنا کہ چلی جا تمھین انصاف
کرو بڑی سخت بات ہے خیر غصہ حرام ہوتا ہے میان بی بی کی لڑائی کیا اور میان

بی بی بھی تم جیسے کہ وہ تمھاری عاشق زار اور تم اُسپر دل و جان سے نثار اُٹھو گھر مین
چلو بیوی کی بھی روتے روتے ہچکی بندھ گئی تھی اب مین نے اُٹھا کر زبردستی پانی پلایا ہی

فصل بست و پنجم مبتلا کی خانہ داری دونون بیبیون کے ساتھ کس طرح پر تھی

مبتلا اور ہریالی کی یہ لڑائی تو خیر ایک اتفاقی بات تھی مگر دیکھنا چاہیے کہ اُنمین باہمی ارتباط
کس درجے کا تھا - دونون نے ایک دوسرے کے سمجھنے مین غلطی کی - ہریالی نے سمجھا تھا
کہ یہ آدمی ہی حسن پرست بیوی اسکو بھاتی نہین اور مجھپر بہو رہا ہی لٹو ہین گئی نہین اور
اسکو بیوی سے تڑا چھڑا اپنے کھونٹے سے باندھا نہین یہان آکر دیکھا تو بیوی کو میان کا
خصم پایا کہ وہ اسکو اسطرح لپٹی ہی جیسے مکھی کو شہد یہ بہتیری کوشش کرتا ہی کہ اُس سے
چھوٹ جاؤن مگر اور لتھڑتا چلا جاتا ہی چاہیے تھا کہ مجبور سمجھ کر معذور رکھے خود غرضی
چیرہ اختیار مین فرق کرنے نہین دیتی تھی وہ کچھ کر نہین سکتا تھا اور یہ جانتی تھی کہ
اپنے ہیٹے پن سے خود نہین کرتا وہ واری اور قربان تھی جبتک توقع مین جان تھی
نا امیدی کا پیدا ہونا تھا کہ صاف ہتھے سے اُکھڑ گئی - مبتلا تو اول دن سے حسن صورت
کے پیچھے ایسا فریفتہ تھا کہ خوب صورتی کے آگے حسب نسب سلیقہ ہنر عقل نیکی دینداری
کسی چیز کو دیکھتا ہی نہ تھا بیوی سے تھی اُسکو نفرت جونکون کی طرح دو چار بار راتکو
ہریالی کے یہان گیا آنکھون مین کھب گئی نہ انجام سوچا نہ عاقبت کار پر نظر کی گھر
مین لا بٹھایا - مبتلا کے دلکو جو اچھی طرح سے ٹٹول کر دیکھا تو گھر مین آئے پیچھے ہریالی
کی طرف اُسکا اگلا سا رُخ نہ تھا اوّل تو اُسنے ہریالی کے جانچنے اور آنکنے ہی مین غلطی
کی تھی - اِسمین شک نہین کہ ہریالی خوبصورت تو تھی مگر نہ اس درجے کی کہ مبتلا
جیسا حسین آدمی اُسپر مفتون ہو - یونیورسٹی کی ڈگریان اگر خوب صورتون کو
ملتی ہوتین تو ہریالی ہماری نظر مین اُس سرے بس ایف - اے - کے قابل تھی
مگر مبتلا تو اُسکو نکاح سے پہلے ایم - اے - کے درجے مین سمجھتا تھا - دوسری ایک

وجہ یہ بھی ہوئی کہ ہریالی کو ویسا بناؤ سنگھار نہ تو اب میسر تھا اور نہ اُسکا موقع تھا - اور سب سے
بڑا سبب تو ہمارے سمجھنے مین یہ تھا کہ کیسی ہی کوئی نعمت کیون نہو اُسکی قدر طلب تک رہتی ہی
حاصل ہوئی اور اُسکی منزلت گھٹی یہانتک کہ رفتہ رفتہ انسان کو اُسکا احساس بھی باقی
نہین رہتا کہ یہ نعمت کچھ نعمت بھی ہی یا نہین - اگر غیرت بیگم کو ذرا بھی عقل ہو کہ خدمت اور
اطاعت سے میان کو اپنا کرنا چاہیے تو ہریالی کی اتنی بھی قدر نہو یہ اپنی صورت کو آئینہ
لیے بیٹھی چاٹا ہی کرے اور اندر باہر غیرت بیگم ہی غیرت بیگم رہی مگر وہ چال بُری چلی اُسنے
چاہا کہ نکتوڑون سے دباؤ سے بھائیونکی حمایت سے مبتلا کو زیر کرنا دل پھٹتے گئے اور طبیعتین
ہٹتی گئین - ہریالی نے پایا میدان خالی مبتلا کے دلمین جگہ کرلی نہ خوبصورتی کے برتے پر بلکہ
سلیقے اور رضاجوئی کے بل پر - غیرت بیگم کے جھگڑے مبتلا کو چین تو لینے دیتے ہی نہ تھے وہ
ہریالی کی خوشی کیا مناتا دونون مین ارتباط رہا مگر عاشق معشوقی کا سا نہین بلکہ جیسا
عام طور پر میان بیبیون مین ہوا کرتا ہی -

فصل بست و ششم مبتلا نے تنگ ہو کر دونون گھرونکا رہنا چھوڑا اور اُسکی حالت یوماً
فیوماً ردی ہوتی گئی یہانتک کہ ایک دن مر کر رہگیا - جس شخص کی پینسٹھ کی آمدنی جا کر
ستائیس کی رہجائے اور وہ بھی غیر مستقر اُسی کے دل سے پوچھنا چاہیے کہ اُسپر کیا گذرتی
ہوگی تو اتر مصائب اور ہجوم افکار نے مبتلا کو اسقدر تنگ مزاج کر دیا تھا کہ دنیا کی
کوئی چیز اُسکو بھلی نہین لگتی تھی اُسکو ہریالی کی لڑائی کا ایک بہانہ ملگیا اور اُسنے دونون
گھرونکا جانا قطعاً موقوف کر دیا سارے دن رات اٹوانٹی کھٹوانٹی لیے اکیلا مردانے
مین پڑا رہتا نہ خود کسی کے پاس جاتا اور نہ کوئی اُسکے پاس آتا - اِس رنج نے اُسکو رہا
سہا اور بھی اجہور کر دیا کہ دو دشمن اُسکے اور طیار ہوے ناظر سے بڑھکر معصوم اور غیرت بیگم
سے زیادہ بتول - مبتلا اپنی طرف سے بہتیرا دونونکو لپٹتا تھا مگر یہ دونون اتنا بھی نہین
جانتے تھے کہ یہ ہمارا باپ ہی - جب سے ہوش سنبھالا باپکو سابرا ابراپس دونون گے

ذہن مین اُسکی بُرائی ایسی راسخ ہوگئی تھی کہ آبا یا باوا یا باپ کہنا کیا دونون خاصی حرح
نام لیتے تھے معصوم گالی کے ساتھ اور بتول کوسنے کے ساتھ۔ مبتلا نے جب دونون گھرون سے
ملول ہوکر مردانے مین رہنا اختیار کیا تو اُسنے یہ خاصی تدبیر سوچی تھی کہ اگر ہوسکے تو معصوم
اور بتول دونونکو ورنہ اکیلے معصوم کو خالی بیٹھا ہوا پڑھاؤن اور اسی طرح اپنا جی
بہلاؤن مگر معصوم پُتھے پر ہاتھ تو دھرنے ہی نہین دیتا تھا اُسکو دیکھی کیسے لگائی جاے۔
مردانے مکان مین بے رونقی تو ہریالی کے ساتھ آچکی تھی اب تھوڑے ہی دن مین خاک
اُڑنے لگی۔ جس مکان مین عمدہ اسباب کے انٹم کے انٹم لگے پڑے تھے اب اُسمین کیا رکھا
یا تو نکے چند جھلنگے ایک کی چول ٹوٹی ہوئی تو دوسرے مین ادوان نہین کسی کی پٹی
لچکی ہوئی ہی تو کسی کے سیروے مین جان نہین اور شاید چھوٹی بڑی ملا کر چار یا پانچ چوکیان
وہ بھی بے جوڑ بوسیدہ بے مصرف۔ نوکرون مین صرف ایک وفادار سو بھی کسطرح کہ
یہانسے تو اُسکو کھانا تک نہین ملتا تھا اور ملے کہان سے دین نہ دین میان سو میان
بیچارے کے پلّے ٹکا نہین دنکو مزدوری کرتا اور رات کو میان کی پائینتی آکر پڑ رہتا دنیا کا
کوئی کام یا دین کا روزہ نماز ہو تو لیل و نہار کا تفرقہ اور دن رات کا امتیاز ہو مبتلا کو
سب وقت یکسان تھے اُسکے سونے جاگنے کھانے پینے کسی بات کا کوئی وقت ہی مقرر نہ تھا
جب دیکھو مُنھ اوندھاے چارپائی پر پڑا ہی معلوم نہین سوتا ہی یا جاگتا ہی اپنی تباہی کا
خیال ہی کہ کسی وقت دل سے نہین جاتا جاگتا ہی تو اُسی کا سوچ ہی اور سوتا ہی تو اُسی کا
خواب دیکھ رہا ہی وہ کبھی اپنے پچھلے وقتونکو یاد کرتا اور اُسکے چہرے پر ایک طرح کی بشاشت
آجاتی تھوڑی دیر بعد خود بخود ونکا یک چونک کر ادھر اُدھر دیکھنے لگتا اور پھر اُسکے مُنھ پر
مُردنی سی چھا جاتی۔ غیرت بیگم اور اُسکے علاقہ دارون سے یہانتک کہ اپنے بچون سے تو
اُسکو مطلق نا امیدی تھی وہ خوب سمجھ چکا تھا کہ اب کسی حالت مین جیتے جی اِن لوگون سے
صفائی کا ہونا ممکن نہین رہا قطع تعلق اسکے لیے چاہیے ہمت جراٴت اور یہی باتین اگر

بتلا مین ہوتین تو یہانتک نوبت ہی کیون پہونچتی۔ قاعدہ ہو کہ جسپر پڑتی ہو اُسکی طبیعت خوب لڑتی ہو رنجون سے بچنے کا کونسا پہلو تھا جو مبتلانے نہین سوچا مگر جدھر جاتا تھا راہ نجات کو مسدود پاتا تھا۔ مارے غم کے وہ اسقدر نحیف و ناتوان ہوگیا تھا جیسے کوئی برسونکا بیمار شاید جھینکنے سے اُسکو غش آتا اور کھانسی کے ساتھ اُسکی سانس اُکھڑ جاتی۔ اللہ رے غیرت بیگم عورت ذات ہوکر اسقدر سخت دلی اور اس بلا کا غصہ کہ مبتلا گھلتے گھلتے چارپائی سے لگ گیا اور اپنے بھولکر بھی خبر نہ لی ہریالی تھی تو رذالی پر خیر وکھاوا ظاہرداری جو جا کو سیھو بیسون بار تو اپنی ماکو بھیجا اور آخر خود گئی ہر چند منت خوشامد کی مگر مبتلا تو اپنی زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھا تھا ذرا نہ پتیایا۔ مبتلا خوب سمجھتا تھا کہ مین اس رنج سے جانبر نہین ہوسکتا اختلاج قلب تو اُسکو مہینون سے تھا اب کسی کسی وقت دلمین ایک طرحکا ہلکا ہلکا درد بھی اٹھنے لگا تھا بیرکچھ ہوئی نہین دورے متواتر اور شدید ہونے لگے آخر ایک دن اُدھر آفتاب ڈوبتا تھا ادھر یہ بیکس و بے نصیب دلکے درد سے گھڑی

چارپائی پر نہ تکیہ نہ بچھونا تڑپ تڑپ کر سرد ہوگیا۔

خاتمہ

فصل بست و ہفتم ایک حسن پرستی کے پیچھے دنیا مین کیا کیا سختیان اُٹھائین کہ خدا دشمن کو بھی نہ نصیب کرے۔ اپنا یا بیگانہ مرنا تو سبھی کا قابل افسوس ہی مگر نہین ہی تو مبتلا کا اُسکا جینا قابل افسوس تھا اور مرنا قابل خوشی کیونکہ مرکر وہ دنیا کی مصیبتون سے چھوٹ گیا مصیبتین تو اُسکے دم کے ساتھ تھین نہ مرتا اور مصیبت بھرتا پھر بھی ہم اُسکے حق مین دعا کرتے ہین کہ دنیاوی ایذائین اُسکے گناہونکا کفارہ ہون اور بیچارہ مصیبت کا مارا حسنِ صورت کا بہت فریفتہ تھا خدا اُسکو جنت مین بہت سی حورین دے بشرطیکہ غیرت بیگم اور ہریالی کی طرح آپسمین نہ لڑین۔ عبرت کا مقام ہو ایک چھوڑ دو دو بیبیان موجود بیٹا موجود بیٹی موجود بیبیون کے نوکر چاکر موجود اور مرتے وقت

منھ مین پانی ٹپکانے کو مبتلا کے پاس کوئی نہین۔ کہین پہر رات گئے وفادار محنت مزدوری سے فارغ ہو کر آیا اور اُسنے بلایا تو میان کو مرا ہوا پایا چیخ اُٹھا سارے محلّے کو خبر ہوئی اور محلے والونکے ساتھ محل کے لوگونکو۔ ہریالی کو دیکھا تو وہ اور اُسکی ماما اور اسباب سب ندارد گھر مین جھاڑو دی ہوئی پڑی ہی نہین معلوم ایسا کون کالا چور اُسکو بھگا کر لے گیا کہ پھر اُسکا پتہ نہ لگا۔ غیرت بیگم یا تو اسقدر میان سے بگڑی رہتی تھی یا میان کا مرنا سنتے ہی ایسا روئی اتنا پیٹی کہ بس جو بیوی میان کی عاشق زار ہوگی وہ بھی اِس سے زیادہ کیا روئے پیٹے گی اب اُسکو معلوم ہوا کہ میان اُسکے ظلم سہنے کے لیے سدا کو بیٹھا رہنے والا نہ تھا وہ میان کے مرنے پر اتنا نہین روتی تھی جتنا اپنے ظلمونپر جنکی تلافی اب کچھ اُسکے اختیار مین نہ تھی۔ روتے روتے دونون آنکھون مین ناسور پڑ گئے تھے اور تھنی جیسا ڈیل ایسا سوکھا تھا کہ جیسے کانٹا آخر مبتلا کی چھماہی بھی نہین ہونے پائی تھی کہ غیرت بیگم اِسی رنج مین تمام ہوئی مرتے مرتے وصیت کی کہ مجھکو بتول کے باپ کی پائنتی دفن کرنا تاکہ اگر جیتے جی مین اُنکے پائون نہین پڑ سکی تو خیر قبر مین اُنکے پائون ہون اور میرا سر۔ مبتلا کے مرنے پر تاریخین اور مرثیے تو بہت لوگون نے کہے مگر عارف کے مرثیے کے چند بند یاد رہگئے ہین وہ یہ ہین

مرثیہ

دنیا عجیب مرحلۂ بے ثبات ہی
دن ہی تو دنکے بعد بلا شبہ رات ہی
ہر ایک ذیحیات کو آخر ممات ہی
جسکو فنا نہین ہی وہی ایک ذات ہی
بیٹھی ہی موت تاک لگائے کمین مین
لیجائیگی یہ کھینچ کے آخر زمین مین

ایسا مکان بتاؤ کہ جنکو گرا نہو
ہی کوئی حال جسمین تغیر ذرا نہو
پیدا ہوا ہی کوئی بشر جو مرا نہو
محدود کیا اگر کہین اُسکا سرا نہو
فانی ہر ایک چیز ہی فانی جہان ہی

انسان

انسان کی فنا سے غرض امتحان ہی

اعمال نیک ہین تو زمرد کے ہین قصور　　خدمت کو لونڈیون کی جگہ دست بستہ حور
ہر طور کا ہی عیش تو ہر طرح کا سرور　　یعنے خلاصہ یہ ہی کہ راضی ہوے حضور
خوشنودی خدا ہی عبادت کا دام ہی
جنت بھی اِک رضاے الٰہی کا نام ہی

اور ہین عمل بُرے تو ہوئی عاقبت خراب　　ایذا ہین طرح طرح کی اقسام کے عذاب
اور سب سے بڑھ کے خالق کونین کا عتاب　　ہی کس کا زہرہ لا سکے اُسکے غضب کی تاب
حق کو جو ناپسند ہو تُف ایسے کام پر
مالک ہی خوش نہین ہی تو لعنت غلام پر

توفیق کارِ نیک ہمین اے کریم دے　　دل مین صلاح دے ہمین طبع سلیم دے
شوقِ سلوکِ جادۂ مستقیم دے　　ایمان درمیانۂ امید و بیم دے
ہمکو نہین ہی بحث عذاب و ثواب سے
تیری رضا ملے ہمین تیری جناب سے

اُٹھ جاے دِل کی آنکھ سے اسباب کا حجاب　　دنیا دکھائی دینے لگے نقشِ سطحِ آب
ذرے مین رونما ہو حقیقت کا آفتاب　　لاریب فیہ ہو خبر ذلک الکتاب
کھل جاے راز مسئلۂ کائنات کا
ہو ایک حال ماضی و مستقبلات کا

دل لوث حبِ دولت دنیا سے پاک ہو　　دے وہ غنی کہ آنکھ مین اکسیر خاک ہو
لالچ ہو فائدے کا نہ نقصان کا باک ہو　　دِل چاک ہو مگر نہ گریبان چاک ہو
ہو فرقِ اِنکسار زمین پر پڑا ہوا
ہمت کا پانون عرشِ بریں پر گڑا ہوا

ہر دم خیال موت کا پیش نظر رہے
جبتک جیے جیے جب اجل آئی مر رہے
رہرو ہمیشہ چاہیے باندھے کمر رہے
دنیا وطن نہین ہی کہ آئے یہ بسر رہے

آئے ہین ہم جہان مین تو جانا ضرور ہی
سر پر کھڑی ہی موت نہ کہنا کہ دُور ہی

پھر بعد مرگ کیسی بنے کچھ خبر نہین
یہ وہ خطر ہی جس سے کسی کو مفر نہین
بزکیا ہی ڈھیٹ ہم ہین کہ اسکا بھی ڈر نہین
عقل معاد سے ہمین بہرہ مگر نہین

ربّ العبا دنعمت فکرِ معاد دے
فکرِ معاد دے ہمین ذکرِ معاد دے

کیا جانب خدا سے ہدایت ہمین نہین
یا سوچنے کو عقل و درایت ہمین نہین
ہان سچ ہی کچھ ضرورت و حاجت ہمین نہین
پر ہاے غور کرنے کی عادت ہمین نہین

ہم دیکھتے نہین کبھی غائر نگاہ سے
سُنتے نہین ہین بات کوئی انتباہ سے

غفلت کرا رہی ہی یہ ساری شرارتین
ہموار ہی ہو رہنے کو دنیا کی عمارتین
اللہ رے دلیریان بلکہ یہ جسارتین
دنیا کمائین دین کی کر کے خسارتین

غفلت کا کر علاج کہ اصلِ مرض ہی یہ
تیرا ہی کچھ بھلا ہو ہماری غرض ہی یہ

جھولا ہی یہ جہان تو غفلت ہی اسکی پینگ
غفلت کے ساتھ چاہیو دین کو لگائے سینگ
غفلت کے ہی نتیجے ہین شیخی غرور ڈینگ
غفلت کچھ اور ہوگی کہ ہون جسکے سر مین سینگ

غافل وہی ہی ہستی کو اپنی جو بھول جائے
اترائے اینٹھے اور تنے تن کے پھول جائے

غفلت نہو تو کینہ و بغض و حسد نہو
جھگڑا نہو لڑائی نہو رد و کد نہو

بھلائی کی پیٹھ پیچھے کبھی ذکر بد نہو
تقریر لغو و باطل و نامستند نہو

غفلت سے اس جہان مین سارا فساد ہے
غفلت کو آؤ مار ہٹائین جہاد ہے

مخلوق ذی شعور ہے تو ہوشیار رہ
دنیا کا کاروبار کر اور دیندار رہ
مت مستمند زندگیِ مستعار رہ
امیدوار رحمتِ پروردگار رہ

کسنے کہا ہے تجھ سے کہ دنیا کو چھوڑ بیٹھ
بس ایسی باتین اپنی طرف سے نہ جوڑ بیٹھ

کیا حال تھا رسول علیہ السلام کا
سرکردہ ہے امت خیر الانام کا
اصحاب کا ائمۂ عالی مقام کا
سکہ بٹھا گئے جو محمدؐ کے نام کا

اِنمین سے ایک بھی کبھی راہب ہوا کوئی
دنیا کو کھو کے دین کا طالب ہوا کوئی

دنیا بھی کچھ ہماری طرح کی نہین ذلیل
روٹی کی با ہزار مشقت ہوئی سبیل
گر سو گھرون مین دیکھو تو ننانوے ذلیل
کپڑے کے واسطے وہی ستار ہے کفیل

گرمی کے دن تو خیر کسی طرح کٹ گئے
جاڑا جو آیا رات کو باہم لپٹ گئے

افلاس سے زیادہ جہان مین نہین وبال
افلاس کر ہی دیتا ہے انسان کو پائمال
افلاس ہے مقدمۂ قہر ذی الجلال
ڈرپوک پست ہمت و سست و دنی خیال

مفلس کہ اُس غریب کی دنیا نہین درست
مشکل کہ اُسکے ہاتھ سے ہو کار دین درست

اور شاذ اگر ہوا کوئی محتاج دل غنی
گو دن کی زندگی کے لیے اتنی سرزنی
سمجھا کہ یہ جہان ہے جہانِ گذشتنی
اُس کو نہ دوستی ہے کسی سے نہ دشمنی

ایسا بزرگ شک نہین اِسمین کہ نیک ہے
پر قوم کو ہوا نہوا دونون ایک ہے

سوچو تو کچھ بھی نیست کو نسبت ہے ہست سے
کیا خیر ہو سکے گی بھلا تنگ دست سے
تم چاہتے ہو کام بلندی کا پست سے
کوڑی تو لے اُدھار کوئی فاقہ مست سے

کیا اُس سے لے کوئی کہ نہین آپ جسکے پاس
ہان گھونسلے مین چیل کے آیا کہانسے ماس

اِک بات مین کہون اگر آئے تجھے یقین
پر چاہیے ہو اِسکے لیے نقد آستین
کچھ دوسرے کو فائدہ پہونچا یہی ہے دین
خرمن بیار خواجہ و بسیار خوشہ چین

دین کے درست رکھنے کو دنیا ضرور ہے
دنیا نہین تو دعوئے دین مکر و زور ہے

اِس واسطے جو معشر خیر القرون تھے
امت کو کالنجوم[ملہ] سبھی رہنمون تھے
اور کلھم عمارتِ دین کے ستون تھے
اور مرجع ضمیرِ ہم المہتدون تھے

دنیا مین رہ کے دین کا برتا سکھا گئے
دونون کو جمع کرنے کا رستہ دکھا گئے

دنیا سے اِن بزرگونکو ہوتی اگر گریز
کھا جاتے لوگ گھورکے آنکھونسے تیز تیز
اسلام کی تو ہو ہی چکی ہوتی رستخیز
تب دیکھتے زمانے کی کچھ دار ا و مریز

پھر کون پوجتا تھا خدائے یگانہ کو
پاتا نہ کوئی زندگی جاودانہ کو

اب بھی جو دیکھتے ہو اُنھین کا طفیل ہے
اعمال و شرک جون خس و خاشاک و سیل ہے
کم بیش سب کو جانبِ توحید میل ہے
اِتنا بھی گر نہ سمجھے تو انسان بیل ہے

ملہ یہ مضمون اُس مشہور حدیث کا ہے اصحابی کالنجوم بایّھم اقتدیتم اھتدیتم ۱۲

مشرک کی کوئی شے نہین کرتا خدا قبول
اُسکی دعا قبول نہ کچھ التجا قبول

القصہ اک وہ دین تھا دنیا کا دوستدار
مونس رفیق موجب تسکین غمگسار
واعظ ادیب ناصح مشفق صلاح کار
ہمدرد بے ریا و ہوا خواہ جان نثار

وہ کھینچتا تھا بار امیر و فقیر کا
دنیا مین اُسمین ربط تھا شاہ و وزیر کا

اب ہمنے اپنے دین کو بنایا چھوئی موئی
شہتیر بن گیا جو حقیقت مین تھا سوئی
دنیا مین اور دین مین لگانے لگے دوئی
اور ناکا پھیل پھیل کے ہوتا گیا کوئی

دین کے عوض تعصب و اوہام رہگئے
دیندار اصل مرگئے بدنام رہگئے

دنیا گئی کہ ہم نہ ہوے اُسکے خواستگار
مسجد مین وعظ کہتا تھا منبر پر آشکار
اور کیونکہ ہوتے مولوی جنت کے چوبدار
مُفلس ہمیر مومن و دست از طلب بدار

دنیا و دین کی رسّی ربط کاٹ کے
دھوبی کے کُتے ہوگئے گھر کے نہ گھاٹ کے

ادبار کا یہی تو ہی سب سے بڑا سبب
دنیا بغیر سخت مصیبت ہی روز و شب
دنیا مین اور دین مین عداوت ارے غضب
لازم ہی دین کا بھی کماحقہ ادب

خستہ ہوے خراب ہوے ہاے پِس گئے
اِن دونونکی لڑائی مین ہم مفت پِس گئے

دِل بجھ گیا ہی دیکھ کے دنیا کا انقلاب
دین کے خدا پرست وہ دنیا کے فتح یاب
افسوس کیا تباہ ہوئی قوم انتخاب
اُسپہ یہ رحم جو لطف عدو کے لیے عذاب

مسجد مین سر بسجدہ پڑے ہین زمین پر

میدان مین ڈٹے ہوے گھوڑونکے زین پر

لوگون کو گر مناصب دنیا گناہ ہون
دنیا کی آبروسے اگر دین تباہ ہون
داخل محرمات مین اعزاز وجاہ ہون
اُنکا تو دین یہی تھا کہ ہم بادشاہ ہون

اگلے بزرگ لوگ تھے خاص امتیاز کے
پیشانیون پر اُنکی تھے گھٹے نماز کے

معمور ہین خزائن انعام کردگار
دو چھینٹا نہین ہی کبھی دیکھے ایک بار
بے انتہا و بیحد و بے حصر و بے شمار
شایان اُسے نہین ہی کہ بندونکو دے اُدھار

دنیا بدل گئی ہمہ نعمت بدل گئی
اِسواسطے کہ قوم کی ہمت بدل گئی

افسوس قوم مین عصبیت نہین رہی
مضبوطی ارادہ و نیت نہین رہی
ہم مین کسی طرح کی مزیت نہین رہی
جرأت کہان سے ہو کہ حمیت نہین رہی

ہم مین ہر ایک بشر کے خیالات پست ہین
پس لاجرم ذلیل ہین اور تنگ دست ہین

دنیا مین جسقدر ہین ذریعے معاش کے
بودے ہین جستجو کے طلب کے تلاش کے
اُنہین ہمارا حصہ واجب ہو کاشکے
ہان مبتلا کی وضع کے اُسکی قماش کے

گرچاہیے تو لاکھ مین نوّے ہزار ہین
طوطی چمن مین ایک ہی کوّے ہزار ہین

سلہ ان دو بیدون مین اشارہ ہی قرآن مجید کی اِس آیت کی طرف مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۱۲ سلہ اشارہ ہی طرف آیت مَا كَانَ اللهُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ کے ۱۲

عبرت کی داستان ہے احوالِ مبتلا
آنکھوں کے آگے پھرتی ہے تمثالِ مبتلا

اللہ رے جمال خد و خالِ مبتلا
اور عنفوان عمر و سن و سالِ مبتلا

جسوقت وہ شراب جوانی سے چور تھا
بیشک وہ شبہ رو کش غلمان و حور تھا

لیکن وہ حالت ایسی سریع الزوال تھی
بس دیکھتے ہی دیکھتے خواب و خیال تھی

وہ زلف جو کبھی دل عاشق کا جال تھی
خود دوش مبتلا پہ بلا تھی و بال تھی

دیکھا تو آخر ش خورش کرم گور تھا
وہ حسن جسکا ایک زمانے مین شور تھا

وہ مبتلا جو ناز و نعم مین پلے کبھی
سانچے مین ہاتھ پاؤن تھے جنکے ڈھلے کبھی

آنکھین بچھین گر ایک قدم وہ چلے کبھی
دیکھا اُنھین کو تو دہ گل کے تلے کبھی

پیدا ہوئے تو صبح کو اک دھوم دھام تھی
مرنے لگے تو شام غریبون کی شام تھی

مشکل ہے موت خاصۃً مبتلا کی موت
تکلیف و درد و محنت و رنج و عنا کی موت

قہر الٰہی و غضب کبریا کی موت
دشمن کو بھی نصیب نہو اس بلا کی موت

دنیا سے جیسے چاہیے ہمین پار اُتاریو
پر ایسی موت یار خدایا نہ ماریو

تھی اُسپر ابتدا سے مسلط بلائے حسن
طفلی مین تھا وہ آئینہ رونمائے حسن

مضمر ہر ایک وضع مین اُسکی ادائے حسن
اِک عالم اُسکا شیفتہ و مبتلائے حسن

اول سے شوق حسن جو خاطر نشان ہوا
خواہان روئے خوب ہوا جب جوان ہوا

شامت جو اُسکی آئی کیا دوسرا نکاح
سمجھا کہ چار شرع پیمبر مین ہین مباح

آئی مگر نظر نہ کبھی صورت فلاح — کیا ہی بری وہ راے تھی اور کیسی بد صلاح
فرصت نہ دی پھر اُسکو نزاع و جدال نے
سب کچھ حرام کر دیا اِس اِک ملال نے

امن و فراغ و عافیت و راحت و قرار — نام و نمود و عزت و توقیر و اعتبار
حسن معاشرت کہ تمدن کا ہی مدار — اور جس سے بے نیاز نہین کوئی خاندار
سب چیز جا کے فقر ہوا گھر مین جاگزین
جس چیز کو مکان مین پوچھو نہین نہین

جب مبتلا پر آ ہی گیا وقت احتضار — منہ مین چوانے پانی لگی چشم اشکبار
یسین پڑھ رہے تھے کھڑے پاس غمگسار — اور دونون آنکھین ضعف نے دین ڈھانک ایکبار
یون بیکسانہ ہاے جوانی مین جان دے
جنت مین اُسکو حق تعالے مکان دے

جو لوگ ہین سعادت عظمیٰ سے بہرہ مند — کرتے ہین بات بات سے وہ اکتساب پند
پرواز کو خیال کے رکھو ذرا بلند — مست ہو لذائذ نفسانی کے پابند
میری سنو اگر نہین سمع قبول کر
دو بیبیان نہ کیجیو کوئی بھی بھول کر

تمت الکتاب والی اللہ المرجع والمآب

تاریخہاے طبع کتاب محصنات یعنے فسانہ مبتلا ریختہ کلک اعجاز سلک شاعر نازک خیال مورخ بیمثال بلاغت انتماے جناب منشی دھنپت راے صاحب خیرآبادی متخلص محقق ساکن محلہ نوبستہ واقع شہر لکھنؤ خلف منشی جیکرراے آنجہانی فرمان نویس سلطانی متخلص بہ مقبول و مختار سرکار نواب وحید الدولہ عضد الملک میرزا احمدی حسین خان بہادر اسد جنگ و صنعت زبر و بینات از حروف منقوطہ

این فسانہ چو طبع شد برخاست
نعرۂ آفرین ز دور و قریب

عیسوی سال او محقق گفت
قصۂ بے نظیر و نثر عجیب
سنہ ۱۸۹۷ء

ولہ در صنعت رقطا بقاعدۂ دگر زبر و بینات

بے مثل بیا ہی یہ فسانہ
دیکھا جسنے ہوا وہ عاشق

ہاتف نے کہا کہ اسکی تاریخ
کہ خوب کتاب ہی محقق
سنہ ۱۸۹۷م

ولہ در صنعت عجیب

ولا شد طبع چون افسانۂ نو
عجیب و دلپسند و روح افزا

محقق کرد پیدا سال طبعش
ز لفظ اولین جیب او لے

ولہ در صنعت زبر و بینات

کتاب بے بدل در علم اخلاق
بخوبی طبع شد از فضل باری

بزیر و بینہ گفتم محقق
کتاب دلکشا تاریخ فضلی
سنہ ۱۲۹۲ف

خاتمۃ الطبع محصنات

آفریدگار عالم کی مخلوقات مین جو مخلوق سب سے افضل اور بہتر ہی وہ حضرت آدم علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کی نسل ہی۔ آدمی کے دو تعلق ایسے ہین کہ اگر اونکا برتاؤ اور نباہ اوس سے اچھی طرح ہوا تو خیر ورنہ اسکی بود و نابود برابر وہ تعلق معاد اور معاش ہین معاد کا حصول تو اسی پر منحصر ہی کہ احکام شرعی پر چلے اور ممنوعات

سے باز رہے اور معاش یعنے دنیاوی تعلق کی حفاظتونکا بیان علم اخلاق و تدبیر منزل و سیاست مُدن مین کامل طور سے ہوتا ہی آدمی کی یہی دو جنس ہین مرد اور عورت۔ عورتونکو بھی اپنے اخلاق کی درستی اور امورات خانہ داری کا اہتمام جاننا نہایت اہم اور پر ضرور ہی ہندوستانی عورتونکو اِن باتونکا آسانی جاننا اور اُنکی تعلیم اِس انداز سے ہوجانی کہ ع ہم فرحت دل باشد و ہم پند و نصیحت اگر ہوسکتی ہی تو جناب مولوی محمد نذیر احمد خان صاحب بہادر بالقابہ کی بیش بہا تصنیفات سے مثل مرآۃ العروس و بنات النعش و توبۃ النصوح وغیرہ کے۔ منجملہ انھین تصنیفات عالیہ کے جنکی ثنا و صفت کرنیکے لیے بھی عمدہ لیاقت درکار ہی کتاب محصنات ہی جسمین اخلاق و موعظت کی باتونکو ایک دردانگیز و نصیحت خیز افسانہ کے پیرایہ مین عجب خوبی و لطف سے بیان فرمایا ہی۔ الحمدللہ کہ کتاب مذکور حسب ایماے و اجازت جناب مولوی بشیر الدین احمد صاحب خلف الصدق جناب محتشم الیہ مطبع نامی گرامی مشہور دیار و امصار مطبع اودھ اخبار مین جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع کے حکم سے باہ جون سنہ ۱۸۹۷ع چھپکر ہدیۂ ناظرین ہوئی فقط